ضیاء السالک

مکتوباتِ مسیح الامت

حسب فرمان خلیفہ و جانشین مسیح الامتؒ

جناب الحاج مولانا محمد صفی اللہ خانصاحب زیدمعالیہم

ناشر

مکتبہ اسامہ متصل مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفر نگر (یو۔پی)

وان الله لمع المحسنين

ضیاء السالک جلد اول

مکتوبات مسیح الامت

حسب فرمان خلیفہ و جانشین مسیح الامت

جناب الحاج مولانا محمد صفی اللہ خان صاحب زیدت معالیہم

مرتب و محشی

مفتی عبد الستار صاحب زید مجدہم

ناشر

مکتبہ اسامہ متصل مفتاح العلوم جلال آباد

ضلع مظفر نگر۔ یوپی۔ انڈیا ۲۴۷۷۷۲

ظہیر

نام کتاب ——— ضیاء السالک جلد اوّل
مرتب ——— مفتی عبدالستار جلال آباد
کتابت ——— ظہیر الاسلام ایم اے خوشنویس جامع مسجد سہارنپور
صفحات ۳۳۶
سن طباعت ——— ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء
تعداد طباعت اوّل ——— (ایک ہزار) ۱۰۰۰
مطبع ——— کمال پرنٹنگ پریس نئی سڑک دہلی ۶
فون نمبر - ۳۲۶۸۰۶۵
قیمت (علاوہ محصول ڈاک) (سو روپے) -/۱۰۰
ناشر ——— مکتبہ اسامہ متصل جامعہ عربیہ مفتاح العلوم
جلال آباد ۲۴۷۷۷۲
ملنے کا پتہ :- مفتی عبدالستار خانقاہ مسیحیہ جلال آباد، مظفر نگر

MUFTI ABDUSSATTAR KHAN QUAH
P.O. JALALABAD, 247772,
DIST- MUZAFFAR NAGAR (U.P.) INDIA,
PHONE NO. 013983 -3006.

فہرست مکتوبات ضیاء السالک جلد اوّل

مضمون	صفحہ
فہرست	
تأثرات خلیفہ و جانشین مسیح الامتؒ	۸
عنوانات مقدمہ	
مقدمہ از مرتب	۱۰
ضیاء السالک کا طرۂ امتیاز	۲۳
کلام الملوک ملوک الکلام	۲۷
وجہ ذکر اسماء ارباب خطوط	۲۹
تبویب معنوی	۳۱
قندِ مکرر	۳۲
وجہ التسمیہ ضیاء السالک	۳۳
رموز و اشارات	۳۳
مَن لَّم یَشکُرِ النّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰہ	۳۴
استدعاء	۳۴

مضمون	صفحہ
باب المکتوبات والنوادرات	۳۵
تذکرۂ اولین سفر لندن بقلم مبارک خود حضرت مسیح الامتؒ	۳۵
تعزیت نامہ بنام مولوی قاری قاسم موسیٰ ابیجی	۳۹
تعزیت نامہ بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مہتمم سابق اعزازی مدرس مفتاح العلوم	۴۱
ضروری گذارش	۴۳
تعزیت نامہ بروفات جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر پاکستان	۴۴
"اعلان دستور العمل برائے طلباء بیرونی ممالک	۴۶

مضمون	صفحہ
عکسِ جمیل تحریر اعلان دستور العمل بقلمِ مبارک خود حضرت مسیح الامتؒ	۵۰
مکتوب از ری یونین فرانس	۵۲
مکتوب از ڈاکٹر محمد حفیظ اللہ صاحب سکھر پاکستان، مہاجر مدینہ منورہ	۵۳
مکتوبِ صدق از حافظ جی حضور بنگلہ دیش خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ	۵۵
ضروری گذارش	۵۷
مکتوبِ ثانی از حافظ جی حضورؒ	۵۸
مکتوبِ ثالث از حافظ جی حضورؒ	۶۰
مکتوب از مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی پاکستان	۶۲
مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی پاکستان	۶۷
مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی پاکستان	۷۱
مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی "	۷۴
مکتوب از حکیم محمد زکی صاحب برنام پٹ تامل ناڈو	۷۷
مکتوب از حکیم محمد زکی صاحب برنام پٹ "	۸۰
مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی پاکستان	۸۳
مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی	۹۱
مکتوب از جنوبی افریقہ	۹۴
مکتوب از ویلور	۹۶
احوال و کیفیات حقیقی سلوک نہیں	۹۸
مکتوب بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب زید مجدہم خلیفہ حضرت مسیح الامتؒ	۱۰۰
مکتوب ایک خاتون از مکہ مکرمہ	۱۰۶
ضروری گذارش	۱۰۷
مکتوب از مکہ مکرمہ	۱۰۸
از مکہ مکرمہ مرسل صاحب مذکور کا مکتوب ثانی	۱۱۱
از مکہ مکرمہ مرسل صاحب مذکور کا مکتوب ثالث	۱۱۴
از مکہ مکرمہ مرسل صاحب مذکور کا مکتوب رابع	۱۱۷
گذارش	۱۲۰
مکتوب از مکہ مکرمہ	۱۲۱
مکتوب از ایک خاتون مکہ مکرمہ	۱۲۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۲۴	مکتوب از جنوبی افریقہ	۱۸۰
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۲۷	مکتوب از افریقہ	۱۸۵
مکتوب خاتون از مکّہ مکرّمہ	۱۳۲	مکتوب از انگلینڈ۔ یوکے	۱۸۶
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۳۴	مکتوب از لاہور پاکستان	۱۸۷
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۳۸	مکتوب از لاہور پاکستان	۱۸۸
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۴۲	مکتوب از انارکلی لاہور پاکستان	۱۸۹
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۴۵	مکتوب از لاہور پاکستان	۱۹۱
مکتوب از تنویر الحق تھانوی کراچی پاکستان	۱۴۸	مکتوب از جنوبی افریقہ	۱۹۳
مکتوب از محمود اشرف انارکلی لاہور ”	۱۵۰	مکتوب از موریشس	۱۹۶
مکتوب از مکّہ مکرّمہ	۱۵۱	مکتوب از فیصل آباد پاکستان	۱۹۹
مرسل صاحب مذکور کا مکتوب دوم از مکّہ مکرّمہ	۱۵۵	مکتوب از کراچی پاکستان	۲۰۰
مکتوب از ریاض سعودیّہ عربیّہ	۱۵۹	مکتوب از جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ	۲۰۲
مکتوب از مدینہ منوّرہ	۱۶۳	مکتوب از جامعہ اشرفیہ لاہور پاکستان	۲۰۳
مکتوب از کراچی ڈاکٹر مولانا تنویر احمد صاحب	۱۷۳	مکتوب از فیصل آباد پاکستان	۲۰۵
مکتوب از ڈاکٹر ابوالکلام صاحب علی گڈھ	۱۷۶	تمہید برائے مکتوب ذیل	۲۰۶
مکتوب از ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب دہلی	۱۷۸	مکتوب از خاتون مقیم ویسٹ انڈیز امریکہ	۲۰۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مکتوب از جنوبی افریقہ	۲۱۰	مکتوب از نظر الحسن راولپنڈی پاکستان	۲۴۱
مکتوب از لاہور پاکستان	۲۱۲	مکتوب از نواب شاہ پاکستان خلیل احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کراچی	۲۴۲
مکتوب از جنوبی افریقہ	۲۱۳	مکتوب بنام مہتمم صاحب مدرسہ انکلیشور گجرات	۲۴۵
مکتوب از لندن برطانیہ	۲۱۶	مکتوب از پاکستان پنجاب	۲۴۶
مکتوب از لندن برطانیہ	۲۱۸	مکتوب از کیرالہ	۲۵۰
مکتوب از افریقہ	۲۱۹	مکتوب از فیصل آباد	۲۵۱
مکتوب از انارکلی لاہور	۲۲۲	**گلہائے کشمیر**	۲۵۴
مکتوب از کراچی پاکستان	۲۲۵	مکتوب از ڈاکٹر محمد رفیق صاحب سرینگر	۲۵۴
مکتوب از سرگودھا پاکستان	۲۲۷	مکتوب از ترال علاقہ کشمیر	۲۵۵
مکتوب از محمد سالم صاحب لاہور پاکستان	۲۲۹	مکتوب از پروفیسر غلام علی شاہ صدر ستواراغ سرینگر	۲۵۶
مکتوب بلیہ محمد سالم صاحب از لاہور "	۲۳۲		
مکتوب ثانی از محمد سالم صاحب لاہور "	۲۳۵		
مکتوب از لاہور پاکستان	۲۳۷		
مکتوب از لاہور پاکستان	۲۳۹		
مکتوب از لطیف آباد حیدرآباد، پاکستان	۲۴۰		

مضمون	صفحہ
اہم انتباہ	۲۶۰
مکتوب از کولگام کشمیر	۲۶۱
مکتوب از ترال کشمیر	۲۶۳
مکتوب از محمد شعبان صاحب جموں کشمیر	۲۶۵
تأثرات	۲۶۸
مکتوب از رام بن جموں کشمیر	۲۷۰
مکتوب از ترال "	۲۷۳
مکتوب از سرینگر "	۲۷۵
مکتوب از کشمیر	۲۷۷
مکتوب از نلگنڈہ اے پی	۲۷۸
مکتوب بنام سیف الدین بنگلہ دیش متعلم دارالعلوم دیوبند	۲۸۰
مکتوب از جھنجھانہ ضلع مظفر نگر	۲۸۱
مکتوب از یکے متعلم دارالعلوم دیوبند	۲۸۳
انتباہ	۲۸۳
مکتوب از بدر الحسن صاحب بہار	۲۸۵
مکتوب از وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ	۲۸۹
جواب از حضرت مسیح الامتؒ	۲۹۱
ایک اہم اصلاحی مکتوب	۲۹۹
مکتوب از یکے متعلم مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل بلساڑ گجرات	۳۰۱
مرسل صاحب کا مکتوب اول از ماڑگرام	۳۰۴
مرسل مذکور کا مکتوب دوم	۳۰۸
مرسل مذکور کا مکتوب سوم	۳۱۲
مکتوب از عبد المجید صاحب	۳۱۴
مکتوب محبت	۳۲۲
مکتوب استفتار	۳۲۴
امام اعظم ابو حنیفہؒ کا کمال حلم	۳۲۶
خلافت نامہ از جانشین مسیح الامتؒ	۳۳۰
مکتوب از مولوی محمد اولگر صاحب ری یونین فرانس	۳۳۲
تمام شد	

تأثراتِ جانشینِ مسیح الامّتؒ

جنابِ الحاج مولانا محمد صفی اللہ خان صاحب (بھائی جان) زید معالیہم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۔ اَمَّا بَعْد!

واضح ہو کہ قبلہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں مکرّم عزیزم مفتی عبدُالسَّتار صاحب سلّمہٗ بکثرت حاضر رہتے۔

اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کے ارشادات و ملفوظات لکھتے رہتے۔ اور قبلہ ابّاجی بھی اپنے اہم مکتوبات اور خاص تحریرات نقل کے لئے انھیں دیا کرتے۔ آں مکرّم بحُسن وخُوبی و مستعدّی .... یہ کام انجام دیتے۔ پھر ابّاجی ملاحظہ فرماکر حسبِ موقعہ وضرورت اس میں اصلاح بھی فرماتے۔

چنانچہ یہ مُسَلّم حقیقت ہے کہ والد صاحب کے ملفوظات و مکتوباتِ طالبینِ تزکیہ اور سالکینِ طریقت کے لئے اصلاحِ باطن اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا ایک بہترین

ذریعہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔

مقامِ مسرّت ہے کہ آں عزیز سر دست مکتوباتِ مسیح الامتؒ نہایت معیاری کتابت کے ساتھ طباعت واشاعت کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ جو ماشاء اللہ قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہے۔

بندہ آں مکرم کی ہمّت افزائی کے ساتھ دل سے دعاء کرتا ہے کہ باری تعالیٰ اِن کی مخلصانہ کاوش کو قبول فرمائیں اور حضرت ابّاجیؒ کے فیوض وبرکات کو تمام عالم کے اندر عام وتام فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

احقر محمد صفی اللہ غفرلہ

مہتمم جامعہ عربیہ مفتاح العلوم جلال آباد

ضلع مظفر نگر یو، پی

یکم ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

بروز جمعہ

BHAIJAN
Miftahul Uloom, Jalalabad;
Muzaffar Nagar U.P. Pin247772

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مُقدّمہ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَنعَمَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَبَعدُ۔

حضرات ناظرین کرام! پیشِ نظر کتاب "ضیاء السالک" حضرت مسیح الامت مولانا الشاہ محمد مسیح اللہ خاں صاحب شیروانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اجل حکیم الامت مجدد الملّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوباتِ مبارکہ کا ایک خاص مجموعہ ہے۔

دنیائے عالم کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے متوسّلین، محبّین کے خطوط کی آمد کا حضرت کے پاس ایک سلسلہ رہتا تھا۔ متوسّلین اپنی اصلاحِ باطن یا اپنی پریشان حالی، اور دعا، یا محبّین اپنے دینی اور دنیوی امور میں مشورہ کے لئے حضرت کو لکھتے، حضرت والا حسبِ حال نہایت اہتمام کے ساتھ خطوط کے جوابات عنایت فرماتے، اور تشنہ کام لوگوں کی سیرابی، آزردہ دلوں پر مرہم پاشی، اور ہر ایک طالب کی اِصلاحِ باطن و تسکینِ قلب کا سامان فراہم فرماتے۔ حضرتِ والا خطوط کے جوابات تحریر کرنے کے دوران گاہ گاہ اہم خطوط مع جوابات حاضرین کو سنا بھی دیتے۔ بندہ کے دل میں اکثر یہ ولولہ موجزن رہتا کہ کاش حضرت کے یہ قیمتی مکتوبات نقل ہو جائیں تاکہ دوسرے لوگ بھی مستفید ہوتے رہیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت نے دو مکتوب تحریر فرمالئے۔ اور حاضرینِ مجلس میں

ڈاکٹر عبدالقادر ھنسا صاحب زید مجدہم افریقی اور ڈاکٹر اسمٰعیل منگیرا صاحب زید مجدہم افریقی کو مخاطب کرکے فرمایا کہ " افریقہ میں مولانا موسیٰ صاحب امیجی کا اچانک انتقال ہوگیا۔ مرحوم مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور بہت ہی خوبیوں کے حامل تھے۔ ان کے صاحبزادے مولوی قاسم صاحب فارغ التحصیل مفتاح العلوم اور مولانا کے داماد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہتر فارغ، وسابق اعزازی مدرس مفتاح العلوم کے خطوط اور تار آئے ہیں۔

اور مولاناؒ کے ایک صاحبزادے ابوبکر اس وقت بھی مفتاح العلوم میں دورۂ حدیث میں پڑھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو مولانا کی وفات پر کافی رنج والم ہے۔ اور ایسے وقت میں رنج والم کا ہونا ایک طبعی بات ہے۔ نیز فرمایا کہ کچھ روز قبل ہی مولاناؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط میرے پاس آیا تھا۔

خود حضرتِ والا نے بھی مولاناؒ کے انتقال پر کافی ملال فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا میں نے ان لوگوں کو دو تعزیت نامے لکھے ہیں۔ تاکہ بے چاروں کا غم کچھ ہلکا ہوجائے۔ اور حاضرین کو وہ تعزیت نامے سنائے۔

چنانچہ اُس دن کچھ جسارت کرکے بندہ نے حضرتِ والا سے عرض کیا کہ " کیا ہی اچھا ہے کہ یہ مکتوبات نقل ہوجائیں۔ حضرت نے مسرّت کے ساتھ فرمایا " مناسب ہے" اور ازراہِ شفقت دونوں مکتوب نقل کے لئے عنایت فرمادیئے پھر اس کے بعد بھی بسا اوقات اہم اہم مکتوبات عنایت فرماتے رہے۔ چند یوم کے بعد نقل شدہ مکتوبات حضرت

نے ملاحظہ فرمائے۔ اور بندہ کی ہمّت افزائی کے طور پر فرمایا کہ ماشاء اللہ اچھے نقل کئے۔

یہاں یہ بھی عرض ہے کہ بندہ کو حضرت کے کلماتِ مبارکہ سننے اور لکھنے کا مفتاح العلوم میں ابتداءِ طالب علمی ہی سے شوق تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح الامتؒ نے ۱۹۷۱ء میں جب لندن کا سب سے پہلا سفر فرمایا۔ تو مستقر پر پہونچ کر حضرت نے احوالِ سفر اور بخیر لندن پہونچنا اور وہاں کے لوگوں کا حضرت کے ساتھ والہانہ محبت کرنا، اور مقامِ لندن کے معمولات لکھ کر بذریعہ خط بنام بھائی جان واساتذۂ عظام مفتاح العلوم جلال آباد ارسال فرمائے۔

حضرتِ والا کا وہ مکتوبِ گرامی جناب مولانا سیّد محمد عابد حسین صاحبؒ نے طلباء کو بھی سنایا۔ تو احقر نے وہ مکتوب مولانا موصوف سے اُسی وقت لیکر نقل کرلیا۔ اور بحفاظت اپنے پاس رکھا۔ اور اِس وقت جبکہ مستقل طور پر حضرت کے مکتوبات نقل کرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تو احقر نے وہ مکتوبِ لندن حضرت کی خدمتِ شریفہ میں پیش کیا۔

حضرت نے اولاً تعجّب کے ساتھ دریافت فرمایا کہ "یہ آپ کو کہاں سے مل گیا؟ بندہ نے عرض کیا کہ مولانا سید محمد عابد حسین صاحب (چھوٹے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیا تھا۔ حضرت بہت مسرور ہوئے اور فرمایا ماشاء اللہ آپ کی محبت!

یوں تو "ضیاء السالک" میں حضرتؒ کا ہر مکتوب قیمتی خزانہ ہے اور ہر ہر لفظ ایک انمول ہیرا ہے۔ مگر حضرت مولانا محمد اللہ صاحب (حافظ جی حضور) بنگلہ دیش خلیفہ

حضرت حکیم الامّت تھانوی رح۔ اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مفتی اعظم پاکستان، اور جناب الحاج ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھر پاکستان، مہاجر مدینہ منورہ خلیفۂ اجل حضرت مسیح الامت اور ڈاکٹر سید عبدالواحد صاحب مکّہ مکرّمہ اور ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب دہلی کے خطوط اور ان کے جوابات خاص اہمیّت کے حامل ہیں۔

چنانچہ حافظ جی حضور بنگلہ دیش کے بارے میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مولانا صاحب حضرتِ والا مولانا تھانوی صاحب رح کے پرانے خلفاء میں سے ہیں خانقاہ تھانہ بھون میں پڑھے بھی ہیں۔ مولانا کے اندر عجیب فنائیت ہے۔ چنانچہ ۱۴۰۳ھ میں جب حج کیا تو منیٰ میں مولانا اپنے دو بیٹوں کو ساتھ لے کر ہمارے خیمہ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا حضرت! آپ میرے دونوں بیٹوں کو بیعت فرمالیجئے۔ میں نے عذر کیا۔ مگر مولانا نے بیعت کا اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کا فرمان بسر و چشم منظور ہے خیر جب میں ان کے دونوں بیٹوں کو بیعت کرنے لگا تو دیکھا کہ مولانا نے بھی بیعت کے لئے چادر کا پلّہ پکڑ لیا۔ میں نے کہا مولانا!

یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بھی آپ سے بیعت ہوں گا۔ میں نے کہا آپ کو بیعت کی کیا ضرورت! ماشاء اللہ آپ تو حضرتِ والا مولانا تھانوی صاحب رح سے بیعت اور حضرت کے خلیفہ ہیں۔ تو فرمایا ہاں! یہ سب کچھ درست ہے مگر میں آپ سے بھی بیعت کا شرف حاصل کروں گا۔ چنانچہ بیعت کے وقت میں جو جو

الفاظ توبہ وغیرہ کے کہلواتا مولانا صاحب بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ کہتے۔ اور اب اپنے بیٹوں کو اصلاح کے لئے یہاں بھیجتے ہیں۔ اور خود بھی خط وکتابت رکھتے ہیں۔

خاص عذر :۔ حضرت حافظ جی حضور صاحب نے اپنے ملک کے سیاسی اور بے دینی کے حالات، اور موجودہ حالات میں سیاست میں حصّہ لینے کے متعلق حضرت سے مشورہ چاہا تھا۔ مگر حضرت نے انھیں سیاست میں حصہ لینے کے بجائے سیاست سے برکنار رہنے اور سکوت وسکون کے ساتھ اصلاح باطن اور تزکیہ نفوس کی خدمت انجام دینے کا مشورہ دیا تھا۔ اور موصوف نے جلال آباد حاضری کی اجازت چاہی تو حضرت نے موصوف کو مشورہ دیا کہ اِس پیرانِ سالی اور ضعیف العمری میں اتنا طویل سفر مناسب نہیں۔

یہ جواب بظاہر ان کی مراد کے مطابق نہیں تھا جس سے موصوف کا منشاء پورا نہیں ہو رہا تھا۔ مگر حضرت مسیح الامتؒ نے اس کی یہ وجہ ارشاد فرمائی کہ عام طور پر راستہ میں خطوط کھول کر دیکھے جاتے ہیں اس لئے خطوط میں سیاسی باتیں لکھنا مناسب نہیں۔ اور حافظ جی حضور صاحب نے اپنے ملک میں صدارتی الیکشن میں بھی حصّہ لیا۔ اس لئے اِس وقت اُن کا یہاں آنا بھی مصلحت نہیں۔ ہاں ! اس کام کے لئے اگر اُن کا کوئی معتبر آدمی آتا تو اُسے کچھ کہا بھی جا سکتا۔

اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب

مدظلہم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ماشاء اللہ دونوں بھائی زبردست عالم مفتی ہیں بڑے بھائی اپنے مدرسہ کے مہتمم اور مفتی۔ اور چھوٹے بھائی اپنے مدرسہ میں محدّث اور مفتی ہونے کے ساتھ پاکستان سپریم کورٹ کے اس شعبہ کے جج ہیں جہاں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے فیصلوں پر اپیل، اور ان کے فیصلونکی جانچ کی جاتی ہے۔ اور بہت سی کتابوں کے مصنّف، اردو، عربی، انگلش کے ماہر، اور فصیح وبلیغ مقرّر اور بہت سے ممالک سعودی عرب، مصر و شام، سوڈان، لندن، افریقہ، امریکہ کا دورہ کرنے والے، اور وہاں کے بہت سے اداروں کے ممبر، اور دونوں بھائی اپنے والد مفتی محمد شفیع صاحب سے بیعت وخلیفہ، اور والد صاحب کے انتقال کے بعد ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحبؒ کے خلیفہ ہونے کے باوجود مجھ سے بیعت ہوئے۔

چنانچہ ۱۴۰۷ھ میں جب میں صیانۃ المسلمین کے سالانہ جلسہ میں لاہور گیا۔ تو دونوں بھائی وہاں مجلس میں آتے تھے۔ سامنے ہی بیٹھتے مجلس ٹیپ بھی کراتے۔ اور خود بھی بہت توجّہ وغور کے ساتھ سنتے اور بہت متأثّر ہوتے۔

فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات دونوں بھائیوں پر بڑی رقّت طاری ہوتی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔ روتے رہتے اور رومال سے آنسو پونچھتے رہتے۔ دیر تک یہ کیفیت طاری رہتی۔ اور دونوں بھائی جلال آباد بھی آئے ہیں۔ یہاں قیام کیا۔ اور مجلس میں شریک ہوئے۔ باقاعدہ خط وکتابت بھی رکھتے۔ اپنے جزئی جزئی حالات کی اطّلاع کرکے اصلاح لیتے ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں بھائیوں میں کس قدر

صدق واخلاص ہے۔ انتہیٰ کلام الشیخ۔

ناظرین کرام! حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ) کے خطوط میں موصوف گرامی کا اپنے سفر وحضر کے معمولات، اور دار العلوم کراچی سے متعلق فرائض منصبی، اور کاروبار وتجارتی امور میں حضرت والا سے طلب اصلاح، نیز دار العلوم کراچی سے ملنے والی تنخواہ پر قناعت، اور عدالت سے مقررہ تنخواہ سے بے مثال استغناء اور حب جاہ اور حب مال سے حد درجہ عدم اعتناء! ملاحظہ فرمائیں گے۔ جو سالکین طریقت کے لئے ایک اسوۂ حسنہ ہے۔

اور جناب ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھر پاکستان سے اواخر ذی قعدہ ١١٤١ھ میں مع چند رفقاء جن میں موصوف کے بعض خلفاء بھی ہمراہ تھے۔ حضرت مسیح الامت کی خدمت شریفہ میں جب اول مرتبہ جلال آباد حاضر ہوئے۔ اس دوران "راقم السطور" ایک روز جب قُبیل العصر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مسیح الامت نے انتہائی مسرت اور خندہ پیشانی کے ساتھ بندہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ۔

"آج ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب کو میں نے خلافت دیدی"

پھر اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ ڈاکٹر صاحب کافی عرصہ سے مجھ سے خط وکتابت رکھتے ہیں۔ اپنے حالات کی اطلاع دیتے رہتے ہیں اصلاح لیتے رہتے ہیں۔ اور اب یہاں بھی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ بہت توجہ سے سنتے ہیں

سلوک و تصوّف کی باتیں زبانی بھی معلوم کرتے رہتے ہیں۔ آج ظہر کے بعد جب میں ڈاک لکھ رہا تھا، ڈاکٹر صاحب آئے اور بہت ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہے۔ میں ڈاک لکھتا رہا۔ اس دوران لوگ دعا وغیرہ کے لئے بھی آتے جاتے رہے۔ جب لوگ چلے گئے تو تنہائی کا موقع دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت! آپ مجھے بیعت فرمالیجئے، میں نے کہا۔!

میں آپ کو بیعت کروں؟ ماشاء اللہ آپ تو حضرتِ والا مولانا تھانوی رح سے بیعت ہیں۔ اور آپ خانقاہ تھانہ بھون میں حضرتِ والا رح کی خدمتِ شریفہ میں رہے بھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رح بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کے خلیفہ، اور ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب کے بھی خلیفہ!۔

تو آپ حضرتِ والا رح سے بیعت اور حضرتِ والا مولانا تھانوی رح کے دو خلفاء کے خلیفہ اور ماشاء اللہ پاکستان میں آپ کا بیعت و اصلاح کا بھی کافی سلسلہ ہے۔ بھلا میں آپ کو بیعت کروں!۔

تو فرمانے لگے! یہ سب کچھ بجا ہے۔ مگر مجھے بہت عرصہ سے آپ سے بیعت کی تمنّا ہے۔ اور میرا یہاں آنے کا مقصد آپ سے بیعت ہی ہے۔ دل میں بار بار تقاضا ہوتا رہا کہ آپ سے بیعت کی درخواست کروں مگر موقع نہیں مل رہا تھا۔ اور اس وقت آپ کے پاس میں بیعت ہی کے ارادہ سے آیا ہوں۔ آپ بیعت فرمالیں نوازش ہوگی۔

فرمایا کہ جب میں ڈاکٹر صاحب کا اس قدر اخلاص دیکھا تو بیعت کرلیا۔ اور بیعت کے ساتھ ساتھ ہی خلافت بھی دیدی۔

جب میں نے کہا ڈاکٹر صاحب! آپ کو میری طرف سے بیعت کی اجازت ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب رونے لگے کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر دیر تک دست بوسی کرتے رہے۔ اور پیشانی چومتے رہے۔ شکریہ ادا کرتے رہے کہ آپ نے مجھ گنہ گار پر بڑی کرم فرمائی و نوازش کی۔ میں نے کہا! آپ کی محبت! حُسن عقیدت!۔

اور فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب بڑی فنائیت کے آدمی ہیں۔ جب میرے پاس سے اٹھ کر مہمان خانہ میں جانے کے لئے چلے تو بہت ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ مجلس خانہ میں ایک جانب ہو کر اُلٹے پاؤں چلے تاکہ میری طرف پشت نہ ہو۔ اور بیچ کے دروازہ سے نہیں نکلے۔ دوسرے دروازہ سے نکلے۔ اور بہت آہستہ چق (چلمن) کو اٹھایا اور باہر نکلے پھر بہت آہستہ چق کو درست کیا۔

میں دیکھ رہا تھا کہ مجلس خانہ کے باہر بھی اُلٹے پاؤں ہی چلتے رہے، اور جوتہ بھی وہاں پائیدان پر نہیں پہنا۔ ہاتھ میں اٹھایا۔ اور آگے جاکر پہنا، اور دُور تک الٹے پاؤں ہی چلتے رہے۔ اثنائِ کلام میں متعدد بار حضرتؒ نے فرمایا کہ "ڈاکٹر صاحب میں عجیب فنائیت ہے۔

اور فرمایا! ابھی آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی یہاں سے مہمان خانہ میں گئے ہیں۔ انتہیٰ کلام الشیخؒ

ایک ایسے ہی موقع پر حضرت مسیح الامت ؒ نے فرمایا جی ہاں ! ؎

"محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت" !

اور ڈاکٹر مولانا سیّد عبدالواحد صاحب زید مجدہم مکہ معظّمہ مقیم حال ریاض سعودی عرب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عبدالواحد صاحب ماشاء اللہ ایک اچھے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ، ڈاکٹر، اور لندن امریکہ سے پی، ایچ، ڈی کے ڈگری یافتہ ہیں۔ اردو، عربی، انگلش وغیرہ کے ماہر، فصیح وبلیغ انشاء پرداز، تحریر بھی بڑی شُستہ شائستہ ہے۔ پہلے مکہ معظمہ میں سرکاری یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے۔ اب ریاض میں آگئے۔ اور ریاض میں بھی بڑی یونیورسٹی میں شاہی خاندان کے طلباء کو پڑھاتے ہیں۔

دونوں میاں بیوی مجھ سے محبت کرتے ہیں اور بہت پابندی سے خط وکتابت رکھتے ہیں۔ دونوں ہی اپنے جزئی جزئی حالات لکھ کر اصلاح لیتے ہیں۔ بسا اوقات ہر ہفتہ ان کے خطوط آتے ہیں۔ عبدالواحد صاحب کی اھلیہ کے حالات بہت اچھے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ حضرت مسیح الامت ؒ نے اھلیہ کا خط مع جواب حاضرین کو سنا کر ارشاد فرمایا کہ ماشاء اللہ کیسے اچھے حالات ہیں؟

حالات کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ خلافت کے قابل ہیں۔ مگر عورتیں خلیفہ نہیں ہوتیں۔ اگر عورتیں خلیفہ ہوتیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور حضرت رابعہ بصریہؒ خلیفہ ہوتیں۔

اور ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب دہلی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ماجد علی خاں صاحب

...... ریاست رامپور۔یو،پی کے رہنے والے ہیں۔عالم بھی ہیں۔اور امریکہ سے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری بھی حاصل کئے ہوئے، جامعہ ملّیہ دہلی میں پروفیسر ہیں، کالج کے وہ طلبا رجو فارغ ہونے کے بعد ریسرچ وغیرہ کرتے ہیں۔جنہیں پھر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری دی جاتی ہے۔ایسے طلبا ان کے پاس پڑھتے ہیں۔ ماجد صاحب انگلش میں خوب ماہر و مقرّر اور انگلش میں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتاب بھی لکھی ہے۔جس پر سعودی عرب حکومت کی طرف سے ان کو کافی انعام ملا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں کے مصنّف ہیں۔

اور فرمایا مجھ سے بیعت ہیں، متواتر خط وکتابت رکھتے ہیں۔اور یہ جب بھی خط بھیجتے ہیں تو خط پر نمبر ڈال دیتے ہیں جو کئی سو تک پہونچ گئے۔انتہیٰ کلام الشیخ۔

حضرت مسیح الامّت قدس سرّہٗ کے وصال کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے بوقتِ ملاقات جامع مکتوبات بندہ سے فرمایا کہ میرے پاس حضرت مسیح الامت ؒ کے ۳۲۹ مکتوبات ہیں۔جو ماشاءاللہ ایک قیمتی خزانہ ہے۔

نیز ڈاکٹر صاحب موصوف نے اوّلاً رئیس التّبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ سے بیعت تھے۔ان کے وصال کے بعد حضرت مسیح الامّت سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔حضرتؒ کے انتقال کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب نے اپنا روحانی سفر بدستور جاری رکھا۔اور مولانا عبداللطیف صاحب مظاہری مقیم حال لال کنواں دہلی سے رجوع کیا اور بیعت کی۔مولانا مظاہری نے ڈاکٹر صاحب کو خلعتِ خلافت سے سرفراز بھی کیا۔

اس کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ جناب ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب اواخر اگست ۱۹۹۶ء میں دہلی میں ڈینگو بخار کی وبا میں اچانک انتقال فرماگئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

حضراتِ مذکورین (جن کا حضرت مسیح الامت رحؒ سے خاص اصلاحی تعلّق اور طویل مکاتبت رہی ہے) میں علاّمہ سیّد سلیمان صاحب ندوی رحؒ کے داماد بھی قابلِ ذکر ہیں۔ اگرچہ ان کا کوئی خط تو نقل نہیں ہو سکا۔ مگر حضرت مسیح الامت رحؒ نے بارہا ان کی مکاتبت کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ علامہ سیّد سلیمان صاحب ندوی رحؒ کے داماد کا مجھ سے اصلاحی تعلق اور مکاتبت تھی۔ ایک مرتبہ موصوف کا میرے پاس خط آیا جو درمیان، درمیان صفحہ خالی چھوڑ کر لکھا ہوا تھا۔ (ورق کے ایک صفحہ پر مضمون لکھا ہوا تھا۔ اور اس کا دوسرا صفحہ خالی تھا)۔ دو تین ورق کا خط تھا۔ تو میں نے خالی صفحہ پر لکھا کہ۔

"خط جو درمیان، درمیان صفحہ خالی چھوڑ کر لکھا گیا ہے۔ کیا یہ اضاعتِ مال نہیں ہے؟"

فوراً متنبّہ ہوگئے، اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور لکھا کہ۔

"حضرت! واقعی میرے اندر اسراف، فُضول خرچی کی عادت ہے۔ آپ نے میری کیا خوب اصلاح فرمائی"۔ فرمایا، بے چارے بڑے سلیم الطّبع صحیح الفطرت آدمی تھے۔ فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا۔ کسی قسم کی تاویل نہیں کی، اور آدمی کی سعادت مندی یہی ہے کہ اپنی غلطی کا

اعتراف کرے۔ انتہیٰ کلام الشیخ۔

نیز، ناظرین کرام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ حافظ جی حضور بنگلہ دیش کے خطوط میں بھی ایک خط درمیان میں صفحہ خالی چھوڑ کر لکھا ہوا تھا۔ حضرتؒ نے اس کی بھی اصلاح فرمائی۔ مگر حضرت مسیح الامتؒ نے حافظ جی حضورؒ کا ادب و مقام بھی ملحوظ رکھا۔ اس لئے حافظ جی حضورؒ کو مخاطب بنانے کے بجائے حضرت نے توریۃً (اشارۃً) یہ لکھا کہ۔

"آں جناب کے کاتب صاحب اگلے صفحہ کا مضمون اگر خالی صفحہ پر لکھ دیتے تو وہ کاغذ بچ جاتا، جو آئندہ کام آجاتا!"

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمالیا کہ اپنے اپنے دور کے کیسے کیسے اساطین امت نے حضرت مسیح الامت کی طرف رجوع کیا، اور خدمتِ اقدس میں زانوئے ادب طے کئے۔ جس سے حضرتؒ کی شخصیتِ عظیمہ کی رفعتِ شان کا بھی بخوبی اندازہ ہو گیا۔ جو اظہر من الشمس ہے

حضراتِ مذکورین کے خطوط کے علاوہ حکیم محمد ذکی صاحب برنامبٹ مدراس، اور مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خاں صاحب کراچی، اور ڈاکٹر ابو الکلام صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، اور مدینہ منوّرہ کے خطوط بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

اور جناب محمد سالم صاحب لاہور ہمشیرہ زادہ جناب مولانا مفتی محمد تقی صاحب مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہم کراچی کے خطوط بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک بے مثال، اور لائق قدر، قابلِ رشک ہیں۔ آں محترم کو حضرت مسیح الامّت کے ساتھ

انتہائی عقیدت وفنائیت، اور حضرت کو بھی اُن پر خاص شفقت، موصوف کے اِس بیان سے جو انھوں نے لاہور میں حضرت کی ملاقات اور مجالس سے مستفیض ہونے کے متعلق تحریر کیا ظاہر ہے کہ۔

"ہر روز، روزِ عید، ہر شب، شبِ قدر"

پھر لاہور سے حضرت کی روانگی کے وقت جدائی کے لمحات کا تصوّر، اور آئندہ زندگی بھر زیارت وملاقات نہ ہونے کی حسرت کا منظر رہ رہ کر نگاہوں کے سامنے ہونے کے باوجود، ادب کی وجہ سے دور کھڑے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہنا اور جُدائی پر کفِ افسوس ملتے رہنا۔ پھر فِراق وفصل کو اس سوز وکرب کے ساتھ اس طرح معرضِ تحریر میں لاکر حضرت کو بھیجنا ؎

اُن کا تصوُّر، ان کا خیال — ایک ایک لمحہ، ایک ایک سال

جس پر حضرت مسیح الامت ؒ نے بھی آں محترم کو حسبِ ذیل الفاظ میں شاباش اور دادِ تحسین عطا فرمائی ؎

" واہ واہ شاباش لڑکے واہ، واہ
نوجواں مردوں سے بازی لے گیا "

شوق کو راحت پہ قربان کر دیا۔ انتہیٰ کلام الشیخ۔

ضیاء السالک کا طرّۂ امتیاز :-

(۱) ضیاء السالک میں جہاں تزکیۂ نفوس، اصلاحِ باطن اور معرفت و

محبتِ الٰہی کے حصول کا ایک بھرپور خزانہ موجود ہے۔ وہیں یہ فصاحت و بلاغت اور انشاء پردازی کا بھی ایک حسین امتزاج ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ (شیخ الاسلام پاکستان) اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ (مفتی اعظم پاکستان) جس طرح اپنے اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار مصنّف، مفکّر، اور تقریر و تحریر کے امام تھے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہٗ مہتمم دار العلوم کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہٗ مفتیٔ اعظم پاکستان بلاشبہ اس زمانہ کے مفکّرین مصنّفین اور تقریر و تحریر کے امام ہیں۔

طالبین و سالکین کرام، حضراتِ موصوفین کے خطوط میں اصلاحِ باطن، رُموز و اسرارِ معرفت و محبت کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت، سلاست و طلاقت بھی اعلیٰ پیمانہ پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ خود حضرت مسیح الامت نے بھی دونوں حضرات کے خطوط کو بہت سراہا، اور خاص اہتمام کے ساتھ نقل کرایا۔

لہٰذا اب مزید لکھنا اسارتِ ادب ہے۔

اسی طرح مکتوبات از مکہ مکرّمہ (جناب ڈاکٹر مولانا سیّد عبد الواحد صاحب زید مجدہم، مقیم حال ریاض سعودیہ کے خطوط) بھی طالبین، سالکین کرام کے لئے اصلاحِ احوال کے ساتھ ساتھ اعلیٰ انشاء پردازی کا ایک خاص مرقّع ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ "اردو میں فارسی الفاظ کی آمیزش سے

اردو میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور فارسی میں عربی کے الفاظ شامل ہونے سے فارسی کا حُسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ انتہیٰ۔

لہٰذا اگر اردو میں فارسی و عربی دونوں ہی زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے رہیں۔ تو بلاشبہ اردو ادبیت میں چار چاند لگ جائیں گے۔

چنانچہ سیّد صاحب موصوف اپنی نگارش میں موقع بموقع فارسی اور عربی کے جملے ایسی بے تکلّفی، اور برجستگی سے پیوست کرتے ہیں۔ جس سے آں گرامی کے خطوط میں خاص حلاوت، جاذبیت اور ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ قاری کا مُلول ہونا تو درکنار بلکہ ایک طرح کی تشنگی کے ساتھ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ" کا متمنّی رہتا ہے اسی لئے یہ کہنا قطعاً بے جا نہ ہوگا۔ کہ سید ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے طرزِ نگارش کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔

(۲) ضیاء السالک میں ہر خط میں صاحبِ خط کے احوالِ مذکورہ اور اندازِ تحریر سالکین، طالبین کے لئے مکمل سبق و درس ہے تاکہ مکتوبات میں مذکورہ احوال پر ہر سالک اپنے آپ کو جانچتا اور پرکھتا رہے۔ پھر سالک اگر اپنے احوال کو ان پر منطبق پائے تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس میں ملکۂ تامّہ درسوخ اور درجۂ کمال پیدا کرنے کی مزید سعی کرے۔ اس لئے کہ ہر چیز میں درجۂ کمال ہی مطلوب ہے جو کہ اخلاص و صدق ہے۔

اور اگر سالک اپنے اندر کچھ کسر، کمی محسوس کرے تو اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش

کرے، اسی فائدے کے پیش نظر "ضیاء السالک" میں مکتوبات کو خلط ملط نہیں کیا گیا بلکہ تمام مکتوبات کو ایک دوسرے سے بالکل ممتاز اور جدا رکھا گیا۔ تاکہ سالکین کرام اپنے اپنے حسب ذوق واستعداد جس مکتوب کو چاہیں اپنے لئے مشعل راہ، اور حرز جاں بنالیں۔

نیز درس کے طور پر مکتوبات کو ممتاز رکھنے میں ضمناً یہ فائدہ بھی حاصل ہوگیا کہ ہر مکتوب کے لئے یہ امتیاز بمنزلہ عنوان ہوگیا۔ اس لئے مکتوبات پر مزید عنوانات کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی۔

(۳) ضیاء السالک۔ ہر خاص وعام خواہ وہ دینی خدمات کے فرائض انجام دینے والے حضرات قضاۃ، مفتیان، علماء، طلباء، صلحاء، صوفیاء، مشائخ، اصحاب تدریس اساتذۂ کرام، ارباب انتظام واہتمام، واعظین مبلغین کے مجمع میں سے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو۔

یا وہ دنیوی امور کے فرائض انجام دینے والے وکیل، بیرسٹر، ڈاکٹر، انجینئر پروفیسر، ماسٹر، لیکچرار، گریجویٹ، اسٹوڈنٹ اسکول کا ہو یا کالج کا، تاجر ہو یا ملازم، سب کے لئے یکساں مفید اور نہایت مؤثر ہے۔

کیونکہ ضیاء السالک مذکورہ شعبۂ جات میں سے ہر ایک شعبہ سے تعلق رکھنے والے خاص خاص حضرات کے اہم منتخب خطوط ومکتوبات کا ایک بے مثال شاہکار ہے۔

(۴) ضیاء السالک میں صرف وہی مکتوبات شامل کئے گئے جو حضرت مسیح الامتؒ

نے بندہ کو نقل کے لئے عنایت فرمائے ہیں۔ صرف ایک مکتوب (۱۹ ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ) مولوی محمدؐ صاحب از ریونین فرانس خلیفہ جانشین مسیح الامتؒ جناب بھائی جان صاحب مدظلہم موصوف کے فرمان سے شامل کیا ہے۔ جو اس کتاب کے آخر میں ہے۔

اور حضرت مسیح الامتؒ کا مکتوب گرامی بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب زید مجدہم افریقی اگرچہ چند بار اِس سے قبل طبع ہو چکا۔ مگر وہ مکتوب حضرتؒ ہی کے فرمان سے بندہ نے اپنی کاپی میں نقل کیا ہے۔ نیز مکتوب گرامی ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت نے اس میں تصوّف و طریقت کے دریا کو کوزہ میں سمو دیا ہے۔

کَلَامُ المُلُوکِ مُلُوکُ الکَلَام

حضرت مسیح الامتؒ کا جواب و تحقیق گاہ گاہ اگرچہ قدرے طویل بھی ہوتا ہے مگر اکثر عادتِ شریفہ مختصر، نہایت جامع الفاظ میں جواب عنایت فرمانے کی ہے۔

چنانچہ طالبین کے طویل حالات کے جواب میں اگر جواب اثبات میں دینا منظور ہو تو "ہاں"! یا "احسن" یا "انسب"۔ اور اگر نفی میں جواب دینا منظور ہو تو "نہیں"! تحریر فرماتے ہیں۔

اور بسا اوقات سوالیہ انداز میں جواب عنایت فرماتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی طالبِ اصلاح لکھتے ہیں کہ کچھ عوارض کی وجہ سے چند دن تہجد میں آنکھ نہیں کھلی جس سے قلبی

اذیّت ہے تو بظاہر اس سے سوال فرماتے ہیں کہ۔

"وتر سے قبل یا بعد چار رکعت بہ نیتِ تہجد تو پڑھ لی ہوں گی۔؟"

یا مثلاً کسی نے لکھا کہ میں بعدِ ظہر کسی کام سے ایک جگہ گیا تھا۔ اس کام میں کافی وقت صرف ہوا۔ وہاں سے واپسی میں مغرب کی نماز راستہ میں پڑھ لی ۔ تو حضرت نے اس پر بطورِ سوال تحریر فرمایا کہ۔

"آنجناب نے عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ یہ نہ لکھا"!

یا ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب نے لکھا کہ بعض طلبا، مدرسہ میں پڑھنے نہیں آئے۔ اور مزید براں نماز قضا کر دی، تو بندہ نے تنبیہ دی اور سزا دیا۔ تو اس پر بطور سوال تحریر فرمایا کہ۔

"اس تنبیہ کا انجام بخیر ہونا ظہور میں آتا ہو گا؟ اِس طریق کا تجربہ سے نافع ہونا معلوم ہو گیا ہو گا؟

اور اگر لکھا کہ اخبار بینی کی عادت ہے تو اس پر حضرت نے تحریر فرمایا کہ۔

"کس مقصد سے دیکھتے ہو"

درحقیقت حضرت کا منشاء اس سے سوال نہیں ہوتا! بلکہ طالب کے خط کا جواب و تحقیق ہی ہوتا ہے۔ مگر بعنوانِ سوال۔

اور اخیر حیاتِ مبارکہ میں تو اکثر سوال ہی کے انداز میں جواب عنایت فرمانے کا معمول ہو گیا تھا۔ جس کی حکمت یوں ارشاد فرمائی کہ۔

"سوال کے انداز میں جواب دینا دابِ شاہی ہے۔ جس سے مخاطب کے ذہن وفہم کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے۔ اور فرمایا کہ جو جتنا بڑا ہوگا۔ اور جتنا جتنا اونچے مرتبہ کا ہوگا، اتنا ہی اس کا خطاب بھی سوالیہ انداز کا ہوگا۔ دلیل عَفَا اللّٰہُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ۔ انتہیٰ کلام الشیخ۔

بس اسی موقعہ کے مناسب ہے عربی کا وہ مقولہ۔ كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ۔ (کہ واقعی بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے)۔

وَجہِ ذکرِ اسماءِ اَربابِ خُطوط

مکتوبات میں اربابِ خطوط کے اسمار کا ذکر کرنا بظاہر ایک حجاب سا محسوس ہوتا ہے۔ مگر چند امور کے باعث اسمار ذکر کیے گئے۔

(۱) حضرت مسیح الامتؒ ہی نے بعض مکتوبات میں اربابِ خطوط کے اسمار تحریر فرمائے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ کے بعض مکتوبات میں حضرتؒ نے تحریر فرمایا کہ۔

لہ شاہی طریق ۲ے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا۔ لیکن آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی۔ بیان القرآن سورۂ توبہ رکوع ۷۔

"کلام تقی بھی ہے اور رفیع بھی ہے"

اور مفتی محمد سراج صاحب افریقی کے خط میں تحریر فرمایا کہ "ماشاء اللہ آپ تو سراج صاحب ہیں نہ کہ شمس۔ اور آپ خود بھی مفتی ہیں۔ اگر آپ سے کوئی فتویٰ طلب کرے تو آپ کیا جواب دیں گے۔؟

اور نظیر الحسن راولپنڈی پاکستان کے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ "وہ عمیق نظر حسن نظیر الحسن۔ وَغَیْرَ ذٰلِکَ۔

(۲) بعض اربابِ خطوط کے طرزِ تحریر اور اُن کے حالات ہی سے خود بخود ان کا اسم گرامی نُمایاں ہوجاتا ہے۔ صاحبِ خط کے نام کو کتنا ہی مخفی رکھا جاتا۔ مگر دورانِ مطالعہ قارئین کرام پر صاحبِ خط کا نام پھر بھی ظاہر ہوجاتا۔ اور اگر خط کے ایسے حصّہ کو حذف کیا جاتا.... تو پھر خط ومکتوب ناقابلِ استفادہ ہوجاتا۔

(۳) بعض مکتوبات پر صاحبِ خط کا نام ومقام اس لئے بھی ذکر کیا گیا تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہوجائے کہ صاحبِ خط کا تعلق زندگی کے شعبوں میں طالبِ علمی، درس وتدریس، ڈاکٹری، انجینئری وغیرہ کس شعبہ سے ہے۔ تاکہ وہ مکتوب اس کے دوسرے ہم مشربوں کے لئے بطورِ خاص زیادہ قابلِ استفادہ ہو۔

ضروری معروض

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ خطوط ومکتوبات کا ایسا غیر ضروری مضمون

جو سالکین کی اصلاح سے متعلق نہیں تھا۔ یا کہیں صاحبِ خط کی کسی مخفی بات کی پردہ دری کا اندیشہ تھا تو حضرت والا مسیح الامت کے فرمان ہی سے وہ حصّہ نقل نہیں کیا گیا۔

تبویبِ معنوی

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مکتوبات کی ترتیب میں تاریخِ نقل کی رعایت کے بجائے ہر صاحبِ خط کے موصولہ خطوط میں باہم ترتیب قائم رکھنے کی رعایت کی گئی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات اِن حضرات کے مکتوبِ حال میں مکتوبِ سابق کا حوالہ مذکور ہوتا ہے۔ جس سے ان کے جملہ خطوط میں ایک قسم کا باہمی ربط وارتباط پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اِسی مصلحت کے پیشِ نظر حتی الوسع ہر صاحبِ خط کے تمام خطوط کو یکجا جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ مکتوبات سے استفادہ اور مطالعہ و مراجعت میں آسانی ہو۔

نیز، مکتوبات کو اس طرح یکجا کرنے میں ایک قسم کی تبویبِ معنوی بھی پیدا ہو گئی۔

اِعتذار

مگر مکتوبات کا سلسلہ چونکہ کافی طویل ہے جو متعدد کاپیوں میں نقل ہوا۔ نیز اکثر و بیشتر خصوصاً بیرونِ ہند کے خطوط تو کافی وقفہ وقفہ کے بعد موصول ہوتے اس لئے بعض جگہ ہر صاحبِ خط کے تمام خطوط یکجا جمع نہیں ہو سکے۔

قندِ مکرّر

ضیاء السالک میں موجود بعض مکتوباتِ مسیح الامّت چیدہ چیدہ طور پر اس سے قبل بھی شائع ہوئے۔ چنانچہ جناب مولانا مفتی رشید احمد صاحب زید مجدہم میواتی مؤلفِ "حیاتِ مسیح الامّت" نے بندہ کی فرمائش پر بعض مکتوبات مختصراً اپنی تالیفِ عزیز "حیاۃ مسیح الامت" میں شامل فرما کر ہمّت افزائی فرمائی۔ مفتی صاحب موصوف کے علاوہ بھی بعض صاحبان نے بندہ کے پاس سے مکتوبات مسیح الامت کی بعض کاپیاں نقل کی یا ان کا عکس لیا۔ سو اُن میں سے کچھ مکتوبات طبع بھی ہوئے تو فیقہ تعالیٰ اب بطورِ قندِ مکرّر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مکتوبات مجموعی طور پر شائع ہو رہے ہیں۔

اہم وضاحت۔

مگر اس سے قطعاً یہ مراد نہ لیا جائے کہ یہ پیش کش اول بھی ہے۔ اور آخر بھی بلکہ بندہ کے پاس مکتوباتِ مسیح الامّت کا ذخیرہ ایک وافر مقدار میں موجود ہے۔ اور یہ موجودہ پیش کش "ضیاء السالک" اس مجموعہ کی جلد اول ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس کے بعد بھی مکتوبات مسیح الامت "ھدیۂ ناظرین" ہوتے رہیں گے۔

"وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ"

وجہ تسمیہ ضیاء السالک

ملفوظ :-

حضرت مسیح الامتؒ کا ارشاد ہے کہ شیخ ، مرید کے ساتھ نہیں رہتا ۔ ساتھ ساتھ نہیں پھرتا ۔ بلکہ شیخ کی باتیں مرید کے ساتھ رہتی ہیں ۔ ساتھ ساتھ پھرتی ہیں ۔ بھلا شیخ ، مرید کے ساتھ کہاں تک رہے گا ؟ کب تک رہے گا ۔؟ اس لئے کہ شیخ کو تو ایک دن مرنا ہے ۔ فنا ہونا ہے ۔ ہاں ! شیخ کی باتیں اس کی تعلیمات کو فنا نہیں وہ باقی رہتی ہیں ۔ اس لئے شیخ کی باتوں کو لو ۔ مضبوطی سے پکڑو ان سے راہنمائی حاصل کرو ۔ اسکی باتوں سے ضرور راہنمائی ہوتی رہے گی ۔

چنانچہ حضرت اقدسؒ کے مذکورہ بالا ارشادِ گرامی کے پیشِ نظر ہی مکتوباتِ مسیح الامتؒ ھدیۂ ناظرین کئے جارہے ہیں ۔ اس مجموعہ کا نام بھی "ضیاء السالک" اسی لئے تجویز کیا ہے تاکہ سالکین راہِ آخرت حسبِ ضرورت و موقع اس سے روشنی و راہنمائی حاصل کرتے رہیں ۔ وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ

رموز و اشارات

م ۔ سے مراد مکتوب سالک ۔

ت ۔ سے مراد تحقیق و جواب حضرت مسیح الامتؒ ۔

مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللہ

نیز یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مکتوباتِ مسیح الامتؒ کا کچھ کتابت شدہ حصہ جس وقت احقر جامع نے جانشینِ مسیح الامتؒ جناب بھائی جان صاحب مدظلہٗ کی خدمتِ گرامی میں پیش کیا تو دیکھ کر انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا کہ اِنھیں چھپوا دو! احقر نے عرض کیا کہ اِسی غرض سے کتابت کرائی ہے۔ فرمایا ماشاء اللہ! کیا خوب کتابت ہے! اور آں موصوف نے اپنی مُشفقانہ دعاء، ہمّت افزائی کے ساتھ ساتھ تاثّرات سے بھی نوازا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

اِستدعاء

ناظرینِ کرام دعاء فرمائیں کہ باری تعالیٰ حضرتِ والا مسیح الامت نوّر اللہ مرقدہٗ کی رُوحِ پُرفتوح پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائیں، اور حضرتؒ کے مکتوباتِ مبارکہ وملفوظاتِ ارشاداتِ طیّبہ کی اشاعت کا سلسلہ مُدام جاری وساری رکھیں۔ اور فیوض وبرکاتِ تعلیمات کو تمام عالم میں عام وتام فرمائیں۔ اور بندۂ عاجز کی اس مختصر کاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

الرّاقم - یکے از عتبہ بوسانِ مسیح الامّتؒ

احقر عبد الستار مقیم خانقاہ مسیحیہ جلال آباد

۱۲، ربیع الاول ۱۴۱۹ھ بروز سہ شنبہ

باب المکتوبات والنّوادرات

"تذکرہ اولین سفرِ لندن بقلمِ مبارک حضرت مسیح الامتؒ برائے علمائے کرام مفتاح العلوم جلال آباد یوپی الہند"۔

"احقر محمد مسیح اللہ" بسمہٖ وحمدہٖ تعالیٰ

کرمفرمائے بندہ حضرات علماءِ عظام واساتذۂ کرام زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بندہ بچشمِ نم بہ نگاہِ پُر محبت آپ حضرات کو سپردِ خدا کرکے رخصت ہوا۔ امید کہ آپ حضرات پُر خلوص محبت کے ساتھ باتحادِ باہمی خدماتِ علومِ دین میں باشاد مشغول ومصروف ہوں گے۔

ہم تینوں یہاں بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ طالبِ دعا ہیں کہ تاقیام باتمامِ سفر باصحت بانشاط بحفاظتِ دین بخدمت بندگانِ خدا گزار کر بخیر دعافیت واپس ہوں۔ آمین

ہمارے امیرِ سفر تا بمبئی مکرم مولوی ابراہیم کاسوجی صاحب (افریقی) سلمہ اللہ تعالیٰ نے تمام امورِ قیامی وطعامی وسامانی پاسپورٹ و ویزا لی وزن کرائی وغیرہ بہت عمدگی، چستی بشاشت کے ساتھ انجام دیئے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائیں عالم باعمل بنائیں۔ خدمتِ خلائق بخلوص وصدق بقناعت کی دوام توفیق ہو۔

فراغِ کسٹم تک اور بھی دوسرے حضرات بمبئی کے موجود رہے اور عزیزم قاسم اسرائیل

(مصترافریقی) پر بے حد گریہ طاری ہوا۔ اور حاجی ابراہیم صاحب (پٹیل) فرانسیسی کو کافی رونا ہوا۔ اس طرح بندہ مع مولوی اسماعیل صاحب مصترافریقی جہاز پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے سامان کسٹم پر بالکل نہ دیکھا گیا۔ الحمدللہ تعالیٰ۔

ساڑھے آٹھ بجے صبح بمبئی سے جہاز پرواز ہوا۔ عزیزم مولوی محمود صاحب (خطیب افریقی) تنہا ہم سے قبل شب کو روانہ ہو چکے تھے اور تقریباً چار گھنٹے قبل لندن پہونچ چکے تھے۔ ہم بمبئی سے دُوبائی پہونچے اترے نہیں اور کچھ دیر بعد روانہ ہوگئے اور سوا بجے کویت پہونچے اور اتر کر دار استراحت میں انھیں کی بس میں پہونچایا گیا وہاں بہت شاندار ہوٹل تھا اس میں قریب پون گھنٹہ رہے لوگ کوکا کولا پی رہے تھے معلوم ہوا کہ اس کرایہ میں یہ سب کچھ ہے۔ عزیزم مولوی محمد اسماعیل مصترصاحب نے بھی پیا۔ بندہ کو تو آپ صاحبان جانتے ہی ہیں۔ بمبئی سے چل کر لندن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا۔

عزیزم موصوف جہاز میں ماشاءاللہ خوب کھاتے پیتے رہے کویت جب پہونچے تو وہاں کے حساب سے زوال کا وقت ختم ہونے میں دس منٹ باقی تھے کہ جہاز روانہ ہوا۔ اور پھر روم اترا۔ لیکن سواریاں نہ اتر سکیں۔ اعلان ہوا کہ سواریاں بیٹھی رہیں کوئی نہ اترے یہاں ہڑتال ہے۔ وہاں سے ایک گھنٹہ میں روانگی ہوئی اور لندن مغرب کے وقت پہونچے اٹھارہ گھنٹہ میں سفر پورا ہوا۔ یہاں کا ہوائی اڈہ نہایت طول وعرض میں ہے اور عجیب خوشنمائی اور صفائی اور ترتیب کے ساتھ۔ اجنبیوں کی رہبری بحسن خلق یہاں بھی کسٹم و تلاشی کچھ نہ ہوئی۔ الحمدللہ بہت سہولت وآرام سے پہونچے اور فارغ ہوئے کسٹم سے کچھ

فاصلہ پر دیکھا کہ لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں عزیزم مولوی محمود صاحب (خطیب افریقی) بھی چوغہ پہنے ہوئے ماشاء اللہ کھڑے۔ بس ہم وہاں پہونچے کافی لوگ تھے نمازِ ظہر و عصر کا اعادہ کیا ہم نے اور پھر جماعت سے مغرب کی نماز وہیں کسٹم پراد پر کے حصہ پر ادا کی، وہاں پیشاب خانے غسل خانے وغیرہ سب پانی وغیرہ کے انتظامات ہیں۔ نماز کے بعد چائے کو کہا گیا بندہ نے عذر کیا اور کار میں بیٹھ کر شہر لندن سے روانہ ہوگئے راستہ میں کار میں ٹھہر کر کھانا چائے، کھایا، پی۔ پھر روانہ ہوکر باٹلی مستقر پر تین گھنٹہ میں پہونچے رات کے دو بج چکے تھے۔ کھانا مولانا محمد ایوب صاحب کھولڑیہ ماکھنگوی سورتی فارغ التحصیل دیوبند کی بہن کے یہاں کھایا۔ چائے پی، نمازِ عشاء ادا کی جماعت سے پھر سو گئے صبح جمعہ کا دن تھا ناشتہ ہوا لوگوں کی مختصر سی آمد ہوئی جمعہ کی نماز کا خطبہ مولوی محمود صاحب نے پڑھا۔ بندہ کی آنکھیں جہاز میں دکھنے آگئی تھیں مولوی اسماعیل صاحب کی تو بمبئی میں ہی آگئی تھی۔ اور دو روز مولوی محمود صاحب کی بھی دکھنے آئی۔ اب تینوں ٹھیک ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

جمعہ کو مجلس مسجد میں بعد نمازِ جمعہ ہوئی تقریباً ڈیڑھ یا سوا گھنٹہ پھر مستقر پر آئے اب ظہر کے بعد مجلس ہوتی ہے قریب ڈیڑھ گھنٹہ اور دو وعظ ہوئے ہیں بفضلہ تعالیٰ ایک شنبہ کو بعد نمازِ عشاء دوسرا اتوار کو بعد نمازِ ظہر پہلا ڈیڑھ گھنٹہ دوسرا ڈھائی گھنٹہ یہاں علماء کافی ہیں ہر وعظ میں کافی علماء ہوتے ہیں اور مجلس میں بھی فضل حق تعالیٰ ہے برکت اپنے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی۔ دعا آپ احباب کی اب جمعرات سے مختلف مقامات پر سفر رہے گا۔ طلباء

افریقی کے کافی رشتہ دار یہاں ہیں سب ہی کی دعوت ہے مختلف مقامات پر ہیں بعض دو سو میل پر یہ سب سفر کار میں ہوگا پھر آخر میں خاص شہر لندن میں تین چار یوم قیام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
یہ قصبہ ہے باٹلی جہاں اس وقت قیام ہے لیکن شہر آنمکرمان (قصبہ جلال آباد ضلع مظفر نگر) سے وسیع تر اور بہت ہی عجیب خوشنمائی لئے ہوئے بلکہ اس سے بھی بڑے بڑے قصبے ہیں رات قریب میں بعد طعام جانا ہوا تفریح کے لئے راجہ محمد صاحب کے عزیز لیگئے تھے یہ قصبہ (ڈیوزبری) اس سے بھی بڑا ہے اور بہت بازیب و آرائش و نمائش۔

بہرحال یہ مختصر سے حالات تحریر ہیں محمود صاحب اور اسماعیل صاحب کار میں محمود صاحب کے پھوپا صاحب کے یہاں ایک سو پچیس میل پر ابھی گئے صبح نو بجے تین چار بجے تک واپس آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔
بندہ اب ختم کرتا ہے دعا فرمائی جائے خیریت سے رہنا ہو باصحت وعافیت اور خیریت سے واپسی ہو۔ والسلام۔

عزیزان مولوی محمد اسماعیل و مولوی محمود صاحبان کا آپ سب کو سلام عرض ہے، والسلام
یہاں اکثر بادل یوتد ہوتے رہتے ہیں ناشتہ سے رات کے کھانے تک پانچ مرتبہ کھانا پکھنا ہوتا ہے۔ بعد ناشتہ دس بجے کسی جگہ چکھنا پھر دو بجے دوپہر کو کھانا پھر تین بجے ظہر پھر مجلس بعد مجلس عصرانہ کسی جگہ گویا چکھنا۔ بعد کو عصر سات بجے، پھر مغرب ساڑھے آٹھ نو بجے کے قریب پھر کھانا پھر عشاء دس بجے کے قریب پھر سونا صبح نماز سوا پانچ بجے ناشتہ سوا یا ساڑھے چھ بجے۔ والسلام۔

تعزیت نامہ

بر وفات مولانا موسیٰ صاحب امجی۔ جوہانسبرگ افریقہ بنام مولوی قاری محمد قاسم موسیٰ امجی زید مجدہم
فارغ التحصیل مفتاح العلوم جلال آباد۔ صاحبزادۂ محترم مولانا مرحوم۔
مکتوب از حضرتِ اقدس مسیح الامّت دامت برکاتہم

مکرّم و مشفقم سلمہ اللہ تعالیٰ زید مجدہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بندہ کو تار اور خطوط کے ذریعہ محترم مولانا موسیٰ صاحب امجی کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ہوگئی تھی۔ مولانا محترم کے اچانک انتقال پر افسوس بھی ہے اور ملال بھی۔ کہ آنمحترم کے دستِ مبارک کا مکرم نامہ چار، چھ یوم قبل ہی بندہ کو موصول ہوا تھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ اور آپ کی والدہ محترمہ اور آپ عزیزان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔ مرحوم و مغفور مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک عمدہ شخصیت صاحبِ علم صاحبِ تقویٰ، مستقل مزاج، نرم گفتار، شیریں کلام حلیم الطبع، یک سوئی کے فردِ کامل وصفاتِ محمودہ کے حامل تھے۔ عزیزان من والد ماجد کی جدائی پر رنج ہونا ایک طبعی امر ہے جو منجملہ حقوق کے ایک حق ہے کہ ادائے حق پر تخصیص ہوتی ہے اور ادائے حق کیلئے دل رجوع ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنے والد ماجد کے دوستوں کے ساتھ وہی طریقِ عمل رکھا جاتا ہے جو اپنے والد صاحب کا اُن حضرات کے ساتھ مدارات وغیرہ کا تھا۔ تو بھلا دیگر اعزّا و اقارب کے حقوق،

بھائی بہنوں کے حقوق کا تو کس درجہ لحاظ دامن گیر ہو گا۔

پھر اپنی موت کا استحضار ادائے حقوق پر کس درجہ برانگیختہ کرنیوالا ہو گا؟
اور اپنی والدہ محترمہ کی راحت رسانی، خدمت گذاری، ناز برداری کا خیال خاص کر کیسا رقّت آمیز ہو گا؟

بھائی بہنوں میں باہمی محبت الفت اتحادیت کا اہتمام کیسا کچھ ہو گا؟ کہ روح مرحوم خوش ہو۔ اور امّاں جان کا دل ٹھنڈا ہو۔ یہ دین میں استقامت کی علامت ہو گی کہ رنج میں سب کے حقوق ملحوظ رہیں۔

اور یہ دلیل ہو گی رضا بقضا کی کہ قلب میں رجوع الی اللہ ہی ہے۔ جس کے لئے صبر کی بشارت ہے بمصداق قول اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ سب نشانیاں ہیں سعادت مند اولاد کے سعید ہونے کی۔ اور یہ سعادت بڑی نعمت الٰہی ہے۔ کہ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سعادت کی نعمت سے نوازیں۔ ایصال ثواب میں سہل تر طریق تلاوتِ قرآن پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی سے نوازیں۔ والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہٗ

۲۲ محرم ۱۴۰۷ھ

تعزیت نامہ

بنام جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بہتر زید مجدہم سابق اعزازی مدرس جامعہ عربیہ مفتاح العلوم جلال آباد۔ داماد مولانا ایجی صاحب مرحوم

"مکتوب گرامی"

از حضرت اقدس مسیح الامت دامت برکاتہم

محترم مولانا موسیٰ صاحب ایجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات شریف کی اطلاع بندہ کو ہو چکی تھی۔ احقر خط لکھنے ہی والا تھا۔ اور پتہ بھی لے لیا تھا۔ عزیزم مولوی ابو بکر سلمہٗ (ایجی افریقی متعلم مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد شریک دورۂ حدیث شریف صاحبزادۂ محترم مولانا ایجی مرحوم) سے۔ کہ آں عزیز کا کرم نامہ پہونچا۔ عزیز من! باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کہ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ (سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس (اللہ) کی ذات کے۔

ہاں! آگے پیچھے کا فرق ضرور ہے۔ کسی کو پہلے جانا ہے کسی کو بعد میں چنانچہ دادا ابھی باقی ہے۔ اور پوتا چلا گیا یہ مالکِ حقیقی کی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ اور طبعی رنج لازمِ بشر ہے۔ جس پر صبر کا حکم ہے جب اس پر صبر کا حکم

ہے تو تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ نہ جزع، فزع ہے۔ نہ واویلا۔

اور ذاتِ علیم کو ہماری کمزوری کا علم ہے ہی۔ اسی لئے تین دن اظہارِ افسوس (سوگ) کی خود ہی رعایت فرمادی۔

اور خود ہی ذاتِ حکیم نے ہمارے ضعف کے علاج کے لئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ کی صورت میں تسکین قلب کا ایک نسخۂ کیمیا عطا فرمادیا۔

لہٰذا جیسے صحتِ جسمانی کے لئے دوائے تلخ پی جاتی ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی اعلیٰ واولیٰ روحانی شفاء وسکون کے لئے یہ دواء وغذا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا الخ تجویز فرمادی۔

اور عزیزمن! مکرم بندہ۔ آپ جیسے صاحبِ علم و بیان کو تو مزید کچھ عرض کرنے کی جرأت ہی کیا؟

بس دعاء ہے اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ اور آپ کو، اور سب عزیزان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

فقط والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہٗ

۲۲ر محرم الحرام ۱۴۰۷ھ بروز یکشنبہ

ضروری گذارش

نہایت افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ حضرتِ اقدس مسیح الامت نور اللہ مرقدہٗ کی وفاتِ شریف سے تقریباً ایک سال بعد اواخر ماہ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں گرامی نامہ کے مکتوب الیہ جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مہتر افریقی کا بھی حرکتِ قلب بند ہونے سے اچانک وصال ہوچکا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ دعا ہے باری تعالیٰ مولانا مہتر صاحب مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین۔

بروایت مولوی مسعود ابراہیم افریقی متعلم افتاء مفتاح العلوم جلال آباد۔ داماد مولانا قاسم صاحب امیجی افریقی زید مجدہم حال اعزازی مدرس مفتاح العلوم جلال آباد۔

۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء۔ (از جامع)

تعزیت نامہ

بر وفات جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر پاکستان ؒ بنام اہل زمانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"محمد مسیح اللہ"　　عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ـــــ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

مکرمان بندہ اہلیہ صاحبہ وہمشیرہ صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ وبھانجے صاحبان وعزیزان وصاحبزادگان سلمہم اللہ تعالیٰ　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس واقعہ سانحہ عجیبہ غریبہ سے سخت افسوس وملال ہوا بتقاضائے بشری جس قدر غم والم ہو کم ہے۔ لیکن بتقاضائے ایمان ونسبت مع اللہ تعالیٰ بایں اعتقاد ایمان کہ وہ ذات خالق برتر حاکم حقیقی ہے اس ذات کو اپنی حکومت حقیقی میں مخلوق پر ہر قسم کے تصرف کا حق ہے اور وہ ذات حکیم بھی ہے اس کے تمام کام حکمت کے ساتھ ہیں کہ جس کے اسرار کو نہ انبیاء پہونچ سکتے ہیں نہ ملائکہ۔

بس تسلیم ورضا مومن کے لئے نقد حال ہے۔ درجہ شہادت کا قرب خاص ذات حق کا ملا اور اس سلطنت سے بلند سلطنت دائمی نصیب ہوئی حیات میں علم الٰہی میں کیا شر تھا اس سے محفوظ فرمایا۔ اور وفات شہادت میں کیا خیر ہے جو عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ صدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو مقام صدر قرب سے نوازیں۔ اور

آپ حضرات کو مقام قرب صبر و رضا سے نوازیں۔ والسلام

"محمد مسیح اللہ" جلال آباد ضلع مظفر نگر انڈیا ۴ ارمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ

فائدہ - اس کے بعد صدر صاحب مرحوم کے صاحبزادہ صاحب نے حضرتِ والا دامت برکاتہم کے مکتوبِ گرامی کے جواب میں ایک شکریہ نامہ بھیجا جس میں انہوں نے سیاست میں حصّہ لینے کے بارے میں بھی کچھ مشورہ چاہا تھا۔ حضرتِ والا نے اس کا حسبِ ذیل جواب تحریر فرمایا تھا۔

"محمد مسیح اللہ" عزیز مکرم سلمہُ اللہ تعالیٰ دز ید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے خیر و عافیت مزاج معلوم ہو کر مسرت ہوئی۔ آں عزیز کا عزیز مکتوب بجواب تعزیت نامہ موصول ہو کر باعثِ نشاط ہوا کہ بایں نو عمری یہ بلند حوصلگی کہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر ظہور رضا بسر ور ما شاء اللہ یہ رفیع مقام رضا مبارک۔

اللہ تعالیٰ آں عزیز کو مدام استقامت سے نوازیں اور اخلاقِ رفیعہ شجاعت جرأت ملاطفت سے اور بخلق یہ نظرِ عدل ممتاز فرمائیں۔

اور آں عزیز نے خوش اعتقادی سے مشورہ طلب فرمایا ہے۔ لہذا ابھی آں عزیز اپنی عمر مبارک کو ساکت صامت با آسائش رکھیں۔

والسلام

۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

اِعلان

"دستور العمل برائے طلبائے بیرونی ممالک"

میرے عزیز بچو! طالبانِ دین! آپ طویل دور دراز سفر طے کرکے یہاں فی سبیل اللہ تحصیل علم کے لئے تشریف لائے ہیں اپنے پیارے ماں باپ کو چھوڑا ہے۔ عزیز بھائی بہن کو چھوڑا ہے۔ ماں باپ نے علمِ دین کی خاطر اپنے کلیجہ سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک آپ بچوں کو یہاں بھیجا ہے تاکہ وحی کا علم حاصل کریں جس سے راہ بین ہوں اور رہنما بھی ہوں۔

حافظ بھی ہوں محافظ بھی ہوں۔ اس کے لئے والدین محترمین اور عزیز و اقارب کافی روپئے اسی تمنا میں بھیجتے ہیں کہ جس غرض کے لئے اپنی آغوش سے جدا کیا ہے۔ اس میں کامل بنکر وطن واپس ہوں۔ اور اہلِ وطن کے لئے بہترین پیرو رہبر ہوں۔

میرے پیارے بچو! آپکے ماں باپ عزیزوں کی آپ پر نگاہ لگی ہوئی ہے امید لگی ہوئی ہے کہ بنکر بخیر و عافیت واپس ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنی مقصد کی کامیابی میں ہر وقت پوری سعی و ہمت کے ساتھ مشغول ہوں۔ اور یہ بدون سکونِ طبع و یکسوئی قلب کے ہو سکتا نہیں۔ اس لئے اس کے لئے حسبِ ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے۔ یہ قوانین مدرسہ بھی ہیں جو کہ کمال حاصل ہونے میں معین ہیں۔ اور داخلہ کے شرائط میں سے بھی ہیں۔

۱۔ آپس میں اتفاق کے ساتھ انسیت ہو۔

۲۔ کسی کے ساتھ بغض و حسد نہ ہو۔ کشیدگی نہ ہو۔ بدگمانی نہ ہو کہ یہ نفاق کی اصل ہے۔

۳۔ خلافِ طبع بات پیش آنے پر غصہ نہ ہوں بلکہ نرم ہوں دست درازی ذرا بھی نہ ہو۔ اور نہ زبان درازی۔

۴۔ کسی کے کمرے میں بلا خاص ضرورت مثل کسی چیز کے لینے دینے کے سوا صرف بیٹھ کر باتیں کرنے کو نہ جائیں۔ کیونکہ یہ طالب علم کے لئے تضیع اوقات اضاعۃِ علم کا باعث ہے انتشار دل و دماغ کا سبب ہے۔ نیز یہ فضول لایعنی کلام اور غیبت و تہمت کا سبب ہوتا ہے اس کے علاوہ سخت ترین بات یہ ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ میل ملاپ تعلقات اور دوستی ہوکر آئندہ شکوہ شکایات نزاعات کا باب کھل جاتا ہے جس سے مقصدِ علم میں شدید حرج ہوکر محرومی کا باعث ہوتا ہے حصولِ کمالِ علم یکسوئی کو چاہتا ہے۔ اور میل ملاپ اختلاط یکسوئی کے لئے زہر ہے۔ اور جب یکسوئی نہیں تو کمالِ علم کا حصول بھی نہیں۔ الحذر، الحذر (سخت پرہیز سخت پرہیز) پس کمروں میں آنے جانے اور اختلاط سے سخت ترین احتیاط ہو۔ البتہ دعوت با مد مہمان مستثنیٰ ہے۔

۵۔ اپنے کمرے والوں کے ساتھ مل کر کھانے کے علاوہ دوسرے کمروں میں مل جل کر نہ کھائیں یہ دفعہ چار کے مضرات میں آجاتا ہے۔

۶ خدانخواستہ باہمی کوئی خلاف بات پیش آجائے تو بطریقِ احسن مصالحت جلد تر ہو یا اہتمام میں اطلاع کرے پھر فیصلہ میں بخوشی تسلیم کے ساتھ عمل کریں اور کسی کی طرفداری کا وہم بھی نہ فرمائیں۔

۷۔ مکان پر کھیلنا نہ ہو باہر جگہ متعین کرکے بلا نزاع با احتیاط جمعہ کے دن صبح کو بعد ناشتہ کھیل لیا کریں۔ قریب دو گھنٹہ۔

۸۔ فجر وغیرہ نماز کے لئے مولانا نصیر احمد صاحب یا کوئی دوسرے صاحب اٹھائیں یا اطلاع کریں تو فوراً تیاری شروع کردی جائے۔

۹۔ مطبخ کے معاملہ میں کوئی ضرورت وفرمائش ہو تو مولانا نصیر احمد صاحب سے ان کے نہ ہونے پر مہتمم صاحب کو مطلع فرمائیں۔

۱۰۔ زمانۂ تعطیل میں بھی بلا خاص ضرورت شدیدہ محض سیر وتفریح کے لئے رخصت طلب نہ فرمائیں۔

۱۱۔ دارالاقامہ میں مقیمین کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ بستی سے باہر جانے کے لئے نگراں سے اجازت لیکر جائیں اس لئے جب قریب میں بھی جانا ہو تو تب بھی اجازت لے کر جائیں۔ اگرچہ وہ دن تعطیل کا ہو۔ مثلاً جمعہ وعیدین اور دیگر تعطیلات۔ اس میں اطمینان رہتا ہے علم کے علاوہ۔

۱۲۔ کسی صاحب کی تقریر کے لئے اہتمام سے مشورہ فرمالیا جایا کرے۔

۱۳۔ وضع قطع لباس موافق شرع مطابق سنت ہو ٹخنے نہ ڈھکیں بال سر پر پورے ہوں اور ماہ میں دو ایک مرتبہ مشین سے پورے صاف ہوں اور بدون ٹھیک ڈاڑھی نکلے ہوئے پٹھے سر پر نہ رکھے جائیں۔ ایسے طلبا کے لئے اعلیٰ حضرت مرشدی (تھانوی) نوراللہ مرقدہٗ نے مہینہ میں دو بار تقریباً استرے یا مشین سے قانون فرمادیا تھا کہ

صاف کرائیں۔

۱۴۔ دوپہر کو چھٹی کے بعد سے ایک گھنٹہ تک کھانا لے لیا کریں۔ اور شام کو فوراً بعد عصر تا اذانِ مغرب لے لیا کریں۔

۱۵۔ تقسیم طعام باورچی کرے۔

۱۶۔ عشاء کے نصف گھنٹہ کے بعد قفل لگانا اور صبح اذان سے نصف گھنٹہ قبل کھولنا بذمہ موسیٰ صاحب (موسیٰ جی افریقی) ہے۔

عکسِ تحریر اعلانِ مذکور

دستور العمل برائے طلباءِ بیرونی ممالک (لندن، فرانس کناڈا، امریکہ، افریقہ، موریشس، ملیشیا، انڈونیشیا) خود نوشت بقلمِ مبارک حضرت مسیح الامّت نور اللہ مرقدہٗ۔

عکسِ جمیل تحریر "اعلان دستور العمل"
بقلم مبارک خود حضرت مسیح الامت

اعلان

۱ میرے عزیز بچو طالبانِ علم دین آپ طویل دور دراز سفر طے کرکے یہاں فی سبیل اللہ
تحصیل علم کیلئے تشریف لائے ہیں اپنے پیارے ماں باپ کو چھوڑا ہے
عزیز بھائی بہن کو چھوڑا ماں باپ نے علم دین کی خاطر اپنے کلیجے
اپنے آنکھوں کی ٹھنڈک آپ بچوں کو یہاں بھیجا ہے تاکہ وحی کا علم
حاصل کریں جس سے راہ بیں ہوں اور راہنما بھی ہوں۔
حافظ بھی ہوں محافظ بھی ہوں۔ اسلئے والدین محسنین اور
عزیز و اقارب کافی روپیہ ایسی تمنائیں رکھتے ہیں کہ جس غرض کیلئے
اپنے آغوش سے جدا کیا ہے اسمیں کامل بن کر وطن واپس ہوں
اور اہل وطن کیلئے بہترین پیشوا رہبر ہوں۔
میرے پیارے بچو آپکے ماں باپ عزیزوں کی آپ پر نگاہ لگی ہوئی ہے
امید لگی ہوئی ہے کہ بن کر بخیر و عافیت واپس ہوں۔ اسلئے ضروری ہے کہ
اپنے مقصد کی کامیابی میں ہمہ تن ہر وقت پوری محنت کیساتھ مشغول ہوں
۲ اسکے لئے حسب ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے یہ قوانین مدرسہ ہیں جو کہ
کمال حاصل ہونے میں بھی اور داخلہ کے شرائط میں سے بھی ہیں
۱ آپس میں اتفاق کیساتھ انسیت ہو۔ ۲ کسی کیساتھ بغض حسد نہ ہو۔ کشیدگی نہ ہو بدگمانی نہ ہو
۳ خلاف طبع بات پیش آنے پر غصہ نہ ہوں بلکہ نرم ہوں۔ دست درازی زبان درازی نہ ہو
۴ کسی کے کمرہ میں بلا خاص ضرورت مثل کسی چیز کے لینے دینے کے سوا فضول بیٹھا باتیں کرنے کو
نہ جائیں کیونکہ یہ طالبعلم کیلئے تضییع اوقات اضاعت علم کا باعث ہے۔ انتشار دل و دماغ کا باعث ہے
نیز یہ فضول لایعنی کلام اور غیبت و تہمت کا سبب ہوتا ہے اسکے علاوہ سخت ترین بات یہ ہے

[illegible]

کہ اس طرح آہستہ آہستہ میل ملاپ تعلقات اور دوستی ہو کر آئندہ شکوے شکایات نزاعات
کا باب کھل جاتا ہے جس سے مقصد علم میں خرابی پیدا ہو کر محرومی کا باعث ہوتا ہے
حصول کمال علم یکسوئی کو چاہتا ہے اور میل ملاپ اختلاط یکسوئی کے لئے زہر ہے اور
جب یکسوئی نہیں تو کمال علم کا حصول بھی نہیں ہے۔ الحذر الحذر
پس کمروں میں آنے جانے اور اختلاط سے سخت پرہیز احتیاط ہو البتہ دعوت اور تبادلہ معاملات مقتضی ہے

۵ اپنے کمرے والوں کے ساتھ مل کر کھانے کے علاوہ دوسرے کمروں میں جا کر نہ کھائیں کہ یہ ذریعہ ہے مفاسد میں آ جاتا ہے

۶ خدانخواستہ باہمی کوئی خلاف بات پیش آ جاوے تو طلباء اس میں مصالحت کرنا ہو
اہتمام میں اطلاع کریں پھر فیصلہ میں بخوشی تسلیم کریں

۷ مکان پر کھیلنا نہ ہو۔ باہر جگہ متعین کر کے جمعہ کے دن صبح کو بطور ناشتہ ...

۸ حجرہ وغیرہ نماز کے لئے مولانا نصیر احمد صاحب یا کوئی دوسرے صاحب اٹھائیں یا اطلاع کریں فوراً بیداری کی کوشش کر دیا کریں

۹ مطبخ کے معاملہ میں کوئی ضرورت و فرمائش ہو تو مولانا نصیر احمد صاحب سے ان کے نہ ہونے پر مہتمم کو مطلع فرمائیں

۱۰ زمانہ تعطیل میں بلا خاص ضرورت شدیدہ محض سیر و تفریح کے لئے رخصت طلب نہ فرمائیں

۱۱ دار الاقامہ میں مقیمین کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ بستی سے باہر جانے کے لئے نگران سے
اجازت لے کر جائیں اس لئے جب قریب میں بھی جانا ہو تب بھی اجازت لے کر جائیں اگرچہ
وہ دن تعطیل کا ہو مثلاً جمعہ عیدین وغیرہ تعطیلات۔ انہیں اطمینان ہو جاتا ہے علم کے ...

۱۲ کسی صاحب کی تقریر کے لئے اہتمام سے مشورہ فرما لیا جایا کرے۔

۱۳ وضع قطع لباس موافق شرع مطابق سنت ہو ٹخنے نہ ڈھکیں۔ بال سر پر
پورے ہوں اور ماہ میں دو ایک مرتبہ مشین سے پورے صاف ہوں۔ اور
بدون کھیک ڈاڑھی کٹے ہوئے پیچھے سر پر نہ رکھے جائیں۔ ایسے طلبا کے لئے
اعلیٰحضرت مرشدی نور اللہ مرقدہٗ نے مہینہ میں دو بار تقریباً استرے یا مشین سے قانون فرما دیا تھا کہ
صاف کرائیں

۱۴ دوپہر کو چھٹی کے بعد ایک گھنٹہ تک کھانا لے لیا کریں ... پہلے لیا کریں

۱۵ تقسیم طعام باواز کریں

۱۶ عشاء کے نصف گھنٹہ کے بعد تنقل گا تار در صبح اذان سے نصف گھنٹہ قبل کھولا جایا کرے (مولوی صاحب ...)

مکتوب از ریونین فرانس

تمہید برائے مکتوبِ ذیل۔ جناب الحاج عبدالحفیظ صاحب بُلبُلیا اور ان کے برادرانِ کرام نے ریونین فرانس سے حضرتِ والا مسیح الامت دامت برکاتہم کی خدمتِ اقدس میں ایک .... جوابی لفافہ بھیجا۔ اس لفافہ میں ایک صاف سادہ کاغذ تھا جس پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔

صرف جوابی لفافہ پر مرسل موصوف کا پتہ ضرور تحریر تھا۔ اپنی نوعیت کے اس منفرد صاف سادہ خط کو دیکھ کر حضرتِ والا قدرے متعجّب ہوئے بعدہٗ تبسّم کے ساتھ فرمایا کہ "بس ان کا مقصد اس سے یہ ہوگا کہ انہیں کوئی نصیحت وغیرہ لکھ کر بھیجدی جائے"۔ چنانچہ حضرت مسیح الامت دامت برکاتہم نے اس میں حسبِ ذیل انمول نصیحت تحریر فرمائی۔ حضرتِ والا کی تحریر کردہ بعینہٖ نصیحت، اور ساتھ ہی اس کا انگلش میں ترجمہ بھی روانہ کیا گیا۔ (جامع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ایمان کا لباس تقویٰ ہے بلا تقویٰ ایمان عُریاں ہے جیسے جسم بلا لباس عریاں ہے"۔

"احقر محمد مسیح اللہ" جلال آباد ضلع مظفر نگر

یو،پی ہندوستان

۲۲ر ربیع الاول ۱۴۰۷ھ ۲۶ر نومبر ۱۹۸۶ء

۱۵/۳/۱۴۱۲ھ

مکتوب

از ڈاکٹر محمد حفیظ اللہ صاحب زید مجدہم سکھر پاکستان
مہاجر مدینہ منورہ بجوار نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
خلیفۂ اجل حضرت مسیح الامت نوّر اللہ مرقدہٗ

م۔ نہایت ادب سے یہ عرض ہے کہ احقر کی جلال آباد حاضری پر ایک ملفوظ آنحضرت کا جو میری سمجھ میں آیا وہ یہ تھا کہ آجکل ذطائف سالکین کو کم بتانے چاہئیں۔

ت۔ باندازِ حالات! اور تزکیۂ نفس پر زیادہ نظر ہو جو کہ اصل موضوع سلوک ہے۔

م۔ قصد السبیل میں جو حضرت مجدد الملّت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے چار اقسام۔ عامی فارغ۔ عامی مشغول، عالم فارغ۔ عالم مشغول کے لئے اذکار و معمولات تجویز فرمائے ہیں۔ ان میں کس طرح اور کتنی کمی کی جائے۔؟

ت۔ یہ تو مُصلح کے مُستَصلِح کے تعارفِ حالات پر موقوف ہے۔

م۔ ویسے تو ہر سالک کے جداگانہ حالات ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق بھی غور کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے آج کل لوگوں کے مشاغل دنیا بھی بڑھ گئے ہیں۔ جو معیار آنحضرت تجویز فرمائیں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل ہوگا۔

ت۔ اوپر لکھ دیا۔

م۔ اشرف السوانح حصہ دوم میں ایک جگہ ذکر کے متعلق اس طرح لکھا ہے کہ

اگر کوئی سالک پہلے سے اذکار کا پابند ہے تو دلچسپی کی وجہ سے وہ سہولت اور جمعیّت کے ساتھ ان پر مداومت کر سکتا ہے۔ جس سے بہت نفع ہوتا ہے تو بہ نسبت نئے اوراد کے انھیں اوراد کو برقرار رکھتے تھے۔ اور اگر پچھلے اوراد اتنے زیادہ ہوتے کہ اگر ان سب کو برقرار رکھا جائے تو اذکار و اشغال معمولۂ مشائخ جو رسوخ ذکر کے لئے زیادہ معین ہیں۔ ان کے لئے وقت نہیں بچتا۔ تو سابقہ اوراد کو بجائے حذف کرنے کے (کمی کی) تاکید فرماتے۔ اور یہ اذکار تعلیم فرماتے۔ غرض یہ ہے کہ اذکار و اشغال معمولۂ مشائخ جو رسوخ ذکر کے لئے زیادہ معین ہیں۔

اس سے حضرت کی کن اذکار و اشغال کی مراد ہے کیا اس کے لئے اسم ذات کا ذکر مراد ہے یا کچھ اور؟ ازراہِ کرم رہنمائی فرما کر احسان فرمائیں۔

ت۔ تین ہی معمولات ہیں۔ اذکار۔ اشغال۔ مراقبات۔ جن کی متعدد اقسام ہیں۔ معمولات پر دوام ہوتے ہوئے فرصت۔ قوتِ اعصاب و دماغ ملحوظ ہو کر برغبتِ مزاج ان میں سے جو نافع بذوق ہو۔ تعلیم!

ح۔ توفیق اعمالِ صالحہ حیوٰۃِ طیبہ اور وقت پر حسنِ خاتمہ کے لئے بہ لجاجت دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ حسن تمنائیں بخیر پوری فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

باسمہٖ سبحانہٗ

مکتوب صدق از حافظ جی حضور بنگلہ دیش

خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ جواب ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ الجمعہ

از کمترین خلائق احقر محمد اللہ عفی عنہٗ مہتمم الجامعۃ القرآنیۃ العربیۃ لال باغ ڈھاکا بنگلہ دیش۔

بخدمت مرشدی و مولائی مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحب ادام اظلالہم علیٰ وعلیٰ رؤس جمیع المسترشدین آمین ثم آمین - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ غالباً حضرت والا کو یاد ہو، کہ چند سال پہلے حاضری حرمین شریفین کے موقع پر منیٰ میں مع اپنے دو لڑکے حافظ حمید اللہ اور حافظ عطاء اللہ سلّمہا اور خود بھی شرف بیعت سے ہم تینوں کو حضرت والا نے سرفراز فرمایا تھا۔ الحمد للہ فاعلی اللّٰہُ درجاتکم الی غیر ما یتناھی وافاض علینا من فیوضکم وبرکاتکم - ایک سال پہلے حافظ عطاء اللہ سلمہٗ کو خدمت میں بھیجدیا تھا۔

ت۔ یہ سب یاد ہے۔

م۔ اور حضرت تبدیلی کے بشارت دیا تھا مگر افسوس الآن کما کان ہوگیا - اور میں خود بھی باوجود حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے سایہ میں طالب علمی کے زمانہ ہی سے رہا۔ اور حضرت قدس سرہٗ نے غایت شفقت سے مجاز بیعت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔

ت۔ بس اسی سلسلہ کی خدمت میں مشغولی ہو۔ اور سکوت۔

(الاحقر الجامع) پیشِ نظر مکتوب درمیان میں صفحہ خالی چھوڑ کر لکھا ہوا تھا۔ اس لئے اس کی بھی اصلاح فرمائی۔

ت۔ اصلاح: آگے کا مضمون اُدھر اگلے صفحہ پر لکھنے والے صاحب (آنجناب کے محرر صاحب) درمیانی خالی صفحہ پر ہی لکھدیتے تو دوسرا کاغذ بچ کر پھر کام آجاتا۔ لہٰذا اب اضاعۃِ مال ہوگیا۔

م۔ مگر افسوس احقر ہنوز روزِ اول بلکہ فتنِ زمانہ سے متاثر ہوکر پریشان حال ہے اور حُسنِ خاتمہ کی فکر دامن گیر ہے۔

ت۔ آپ جیسے حضرات کا کام تحصیلِ اقتدارِ حکومت کے لئے الیکشن میں پڑنے کا نہیں احقر نے تو اس سے قبل ہی ایک عریضہ میں اشارہ سکوت کا کیا تھا شاید وہ عریضہ نہ پہونچا ہو۔

م۔ اگرچہ ضعفِ پیری سے اس وقت چلنا پھرنا بلکہ اٹھنا بیٹھنا بھی بدون سہارا مشکل تاہم دل میں تڑپ ہے۔ کہ کسی طرح گرتے پڑتے اپنے تینوں لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت کی زیارت نصیب ہوجائے تاکہ تینوں لڑکے کو خاص احباب کو حضرت کے حوالہ کردوں اور حضرت کے نیک نظر سے میرے بعد میرے متعلق دینی کاموں کو سنبھال لیں۔ اگر حاضری کے اجازت اور حاضری کے توفیق ہو تو کاموں کی تفصیل اور رکاوٹیں پیش کرکے مشورہ اور حضرت سے دعا دلی حاصل کرنے کی امیدوار ہوں حاضری کی

اجازت اور وقت کے اطلاع فرما کر سرفراز فرمانے کی درخواست پر عریضہ ختم کرتا ہوں
فقط والسلام۔

ت۔ یہ عمر! اور یہ زمانہ! وقت سفر کا اور اتنے طویل سفر کا نہیں ہے۔ آنجناب سفر نہ فرمائیں۔ لڑکوں سے کہیں کہ مکاتبت کا اہتمام فرمائیں بس کافی ہے۔ اس کے علاوہ بندہ کا سفر افریقہ کا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ ہے۔

ضروری گزارش

بہت افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ حضرت اقدس مسیح الامتؒ کو اپنی علالت اور اعذار کی وجہ سے مذکورہ بالا مجوّزہ سفرِ افریقہ ملتوی کرنا پڑا۔ اور حضرت اقدسؒ اپنی تاحیات اِس اِلتوا کردہ سفر کا تدارک و تلافی نہ فرما سکے اور متمنّی و مشتاق حضرات اہلِ افریقہ کو صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوا۔ احقر جامع

مکتوب ثانی

از حافظ جی حضور صاحبؒ

خلیفۂ ارشد حضرت حکیم الامّت تھانوی قدّس سرّہٗ

تاریخ ۱۰ ربیع جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

از احقر محمد اللہ عفی عنہٗ۔ الحمد للہ احقر کا عریضہ کا جواب مع ہدایات و تنبیہاتِ مربّیانہ موصول ہو کر ممنون و شاکر ہوا۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ۔

حضرتِ والا کا وہ تحریر کہ جس میں حضرت نے مجھے تحریکِ خلافت میں شرکت کے متعلق سکوت کا اشارہ فرمایا تھا وہ خط مجھ کو نہیں ملا۔ ابتدا شرکت سے پہلے حضرتِ والا سے مشورہ چاہنے پر حضرت کا یہاں بنگال کے حالات سے لاعلمی کی وجہ سے مشورہ سے عذر فرما دیا تھا۔

یہ بات مخفی نہیں کہ اکابر نے دورِ برطانیہ کے شروع ہی سے سب سے پہلے حضرت سید احمد شہید اور ان کے رفقا نے جہادِ سنانی اور جہادِ لسانی سے احیاءِ دین کرکے جامِ شہادت سے سرفراز ہوئے اور ہمارے سلسلہ کے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور ان کے رفقا قدس سرہم نے جہادِ سنانی کرکے ظاہری ناکامی کے بعد جہادِ لسانی تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ احیاءِ دین کرتے رہے۔ حضرت مولانا دیوبندی اور ان کے رفقا کے اسارتِ مالٹا کے بعد تحریکِ خلافت اسی جہادِ لسانی کا ایک خاص ہیئت سے بھارت قبضۂ برطانیہ سے ایک گونہ آزاد ہوا۔ فالله الحمد والمنة۔

پھر بزرگوں کی اصل مقصد کے مدّنظر ہمارے حکیم الامت قدس سرّہٗ کے توجہات اور رہنمائی پر عمل کرکے مسٹر جناح وغیرہ کے کوشش سے اس وعدہ پر پاکستان کا وجود ہوا کہ پاکستان میں خالص اسلامی حکومت قرآنی جاری ہوگا۔ مگر افسوس چالیس پچاس سال گذر گیا ایفاءِ عہد کا نام و نشان بھی نہیں۔ بلکہ برطانیہ کے دور سے بھی زیادہ بردینی کا کاروبار، روزافزوں ہیں۔ والی اللہ المشتکیٰ۔

اس ملکِ بنگال میں حضرت حکیم الامت قدس سرّہٗ کے سلسلہ کے اکابرین اسی تحریکِ خلافت کے نام سے ایفاءِ عہد کی کوشش کرکے اپنا فریضہ ادا کرکے دنیا سے رخصت ہوئے۔ قریب تھا کہ یہ سلسلۂ کوشش بند ہوجاتا اس اثناء میں کچھ علماء دردمندانِ دین میرے پاس جمع ہوئے اور بعد مشورہ طے ہوا کہ اب بھی تحریکِ خلافت کے نام سے یہ سلسلۂ کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ عدمِ نکیر علی المنکر وعیدِ ملعونیت کلام مجید میں موجود ہیں۔ (سورۂ مائدہ)۔

تعجب ہے اِس اثناء میں بعض اہلِ شوریٰ مولوی حکومت کے طرفدار ہوکر اس اہلِ شوریٰ کے طے شدہ بات پر عمل سے روگردانی کرنا شروع کیا۔ میں نے اس کا پرواہ نہیں کیا۔ مگر جب کوئی آگے بڑھنے والا قابل آدمی تیار نہیں ہوا۔ اخیر میں مجبوراً باصرار احقر ہی باوجود نالائقی کے اِس پیرِ خستہ ناتواں کو اِس قربانی کے فریضہ کو ادا کرنے کی بنامِ خدا تیار ہونا پڑا۔ چونکہ بردینی کا اصل مرکز حکومت ہے اس لئے میں نے صدارت انتخاب میں کھڑا ہوکر مومنین کو کسی بردین کی تائید کرنے سے توبہ کی دعوت دی اور خیال کیا کہ اگر تائبین کی کثرت ہوجائے تو آجکل

کے دستور سے کامیاب ہوکر ملک علما، دیندار وغیرہم اہلِ حل وعقد کے مشورہ سے کسی قابل کو مرکز کے لئے منتخب کرکے ایفاءِ عہد کی کوشش کروں گا۔ الحمدللہ حسبِ طاقت کوشش کیا اور عنداللہ کامیاب، گو ظاہراً ناکامیاب ہوں اور اِس ناکامی کے سبب بھی اپنا ہی لوگ بظاہر ہیں ؎

" من از بے گانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد "

حضرتِ والا کا سکوت و یکسوئی کا حکم میرے سر آنکھوں پر ہے۔

حضرت ماہِ شعبان کی ابتدائی حصہ میں حاضری کے اجازت سے مجھ کو، اور میرے سب رفقاء کو سرفراز بھی فرمادیں۔ اِس درخواست کی منظوری اور دعاء کی درخواست پر اپنا عریضہ ختم کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تکلیف نہ ہوگی۔ مطمئن رہیں اور حضرت کے رسالہ شوریٰ اور اہتمام اور وعظِ اسلام اور امنِ عام کے مطالعہ سے فائدہ ہوا۔ والسلام۔

احقر محمد اللہ عفی عنہٗ

مکتوب ثالث از حافظ جی حضور صاحبؒ بنگلہ دیش

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد صفی اللہ صاحب زید مجدہم
مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفر نگر یوپی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض یہ ہے کہ حضرت مرشد نا مسیح الامت دام ظلہم اگر افریقہ تشریف لے گئے ہوں تو کب تک واپسی کا امید ہے اطلاع دینے سے ممنون ہوں گا۔ احقر کے نام سے مذکورہ بالا پتہ پر اطلاعاً ایک کارڈ لکھ دینا کافی ہو گا۔ اگر حضرت سفر میں چلے گئے ہوں تو میرے عریضہ حضرت کے پاس پہونچانے کی کیا صورت ہو گا!

میرا چند رفقاء کے ساتھ تھانہ بھون اور جلال آباد پہونچنا ضروری ہے۔ اوائل شعبان میں بتوفیقہٖ تعالیٰ حاضری کے کوشش کروں گا ؎

"یا تن رسد بجاناں یا جان ز تن بر آید"

فقط والسلام

احقر محمد اللہ عفی عنہ (عرف حافظ جی حضور)

جواب:۔

مکرّم و محترم بندہ دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہاں سابق والا نامہ کے جواب میں تشریف آوری کے متعلق لکھدیا تھا وہی جواب اب بھی ہے کہ طویل سفر طویل خرچ، عمر بھی ماشاء اللہ تعالیٰ طویل خواہ مخواہ پریشانی سفر پاس ضعف اس لئے براہِ کرم سفر نہ فرمائیں۔ رہا معاملہ تحریکِ خلافت آنمحترم اس کے متعلق اپنے حضرتِ والا حکیم الامت مجدد الملّۃ کا ملفوظ طویل شاید نظر سے نہ گذرا ہو۔ اس میں آنجناب کے فرمودہ کا جواب ہے۔ جو دوسرے خط میں آپ نے لکھا ہے اس ملفوظ کو ملاحظہ فرمالیا جاوے۔ اگر تحریکِ خلافت کے متعلق مشورہ کے لئے تشریف لانا ہو تب بھی تشریف

نہ لاویں۔ اس کے لئے وہ ملفوظ ہی کافی ہے۔

حضرتِ والا تھانوی کا وہ ملفوظ ملفوظات کے جس حصہ میں ہے اس حصہ کا نام ہے "الافاضات الیومیہ" حصہ سوم ملفوظ نمبر دوسو اکتالیس (۲۴۱) تاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ مجلسِ خاص بوقتِ صبح یوم شنبہ (ملقب بتدبیر الفلاح) احقر محمد مسیح اللہ

۲۲ جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ الجمعہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء

مکتوب از مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مہتمم دار العلوم کراچی پاکستان

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

اللہ تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کا سایہ ہم پر تادیر عافیت کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین

حضرتِ والا کی پاکستان تشریف آوری ایسے حالات میں ہوئی ہے کہ ہم سب خدّام دار العلوم کے دل شکستہ اور بے چین تھے، کیونکہ سیدی وسندی حضرت ڈاکٹر محمد عبد الحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات چند ماہ قبل ہوگئی ہے۔ جو دار العلوم کے باضابطہ صدر بھی تھے۔ اور ہم خدّام دار العلوم کے مرشد و مربی بھی۔ حضرتِ والا کی اچانک تشریف آوری سے احقر کے دل کی مسرّت سے جو حالت ہوئی ناقابلِ بیان ہے؟

ت۔ یہ حبّ فی اللہ، حسنِ عقیدت، اللہ تعالیٰ بندہ کی مغفرت کا وسیلہ بنائیں۔

م۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے فوراً بعد ہی سے احقر حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں عریضہ لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا، لیکن کچھ تو شروع

ہی سے خط لکھنے کے معاملہ میں بہت سست ہوں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا کئی بار گلہ فرمایا تھا۔ اور کچھ دار العلوم کی انتظامی، تدریسی اور فتوی کی ذمہ داریوں میں اتنا گھرا ہوا رہتا ہوں کہ بہت سی حوائج ضروریہ طبعیہ مثلاً جسمانی امراض کا علاج وغیرہ بھی مؤخر ہوتا رہتا ہے۔ خط لکھنے میں اس لئے بھی کوتاہی ہوتی ہے۔

ت۔ إنّ لنفسك عليك حقّاً کا ذہول کسی حال حالی میں ہو جاتا ہے۔

م۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی ہے کہ لاہور میں حضرتِ والا دامت برکاتہم کی زیارت وعنایت وشفقت سے مالا مال فرما دیا۔

ت۔ فیاض حقیقی کا فیضان

م۔ جب احقر مجلس صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی سے لاہور کا سفر کر رہا تھا تو بحمد اللہ اس سفر میں حضرتِ والا کی زیارت کی ضعیف سی امید لگی ہوئی تھی، اور احقر نے اس سفر کے لئے جن جن نیات کا استحضار کیا تھا ان میں بحمد اللہ حضرتِ والا کی زیارت کی نیت سب سے مقدم تھی۔

ت۔ احقر کی خوش قسمتی!

م۔ احقر پر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ حضرتِ والا سے پہلی ملاقات ہی سے اپنے دل کی سیاہی اور سختی میں کمی محسوس ہوئی اور حضرت کی بے پایاں شفقت و عنایت کے نتیجہ میں دل حضرتِ والا کی محبت سے لبریز محسوس کرتا ہوں طبیعت میں

گہری مناسبت محسوس کرتا ہوں اور بحمد اللہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ محض حضرت والا کی بے پایاں عنایات کا اثر ہے۔

ت۔ بحسن نیت وعقیدت فیضانِ باری تعالیٰ قلبِ صافی پر۔

م۔ حضرتِ والا نے جو بیعت سے مشرف فرما کر جو احسانِ عظیم اور کرم بالائے کرم فرمایا اس پر اظہارِ ممنونیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے کے لئے نہ الفاظ ملتے ہیں نہ عمل ہی سے حق شکر ادا کرنے پر قادر ہوں ولِلّٰہِ الحمد اولاً وآخراً۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو طرفین کے لئے نافع تر فرمائیں ۔ آمین۔

م۔ اپنی بدحالی کی اصلاح کے لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک عریضہ میں اپنا ابتک کا حال مختصراً عرض کر دوں لیکن چونکہ وہ ماضی اور حال پر ضروری حد تک شاید محیط ہو گا اس لئے ہر ممکن اختصار کے باوجود شاید عریضہ طویل ہو جائے اگر ایسا کرنا احقر کے لئے مفید ہے تو اس کی اجازت کا طلب گار ہوں ۔

ت۔ ضرور، ضرور بندہ کے لئے باعثِ سعادت۔

م۔ حضرتِ والا کی مصروفیات، اور علالت کے باعث اپنی درخواست پر ندامت بھی محسوس ہو رہی ہے ۔

ت۔ بندہ کے لئے خوشی کا باعث ہے جو احقر کے لئے بھی نافع ہو گا۔

م۔ اس وقت ایک فوری ضرورت ایسی پیش آگئی ہے جس میں حضرت والا کی رہنمائی اور دستگیری کی شدید ضرورت ہے اور دل اس کی وجہ سے بے چین ہے اس لئے

وہ اسی عریضہ میں پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں وہ یہ کہ دار العلوم کراچی کے مدرسہ ابتدائیہ میں ایک صاحب جو بزرگوں سے تعلق وعقیدت رکھتے ہیں دو تین ماہ سے مدرس مقرر ہوئے ہیں تقرر آزمائشی ہے ابھی مستقل نہیں یہ اب سے تقریبًا چودہ سال قبل اسی مدرسہ ابتدائیہ میں مستقل مدرس رہ چکے ہیں باضابطہ عالم دین نہیں۔ اُس وقت ان کو دار العلوم میں رہائش کے لئے مکان ملا ہوا تھا۔ بعض بدمعاملگی کی وجہ سے اس وقت ان کو سبکدوش کر دیا گیا تھا۔ اور یہ حجاز چلے گئے تھے اب واپس آئے تو ماضی پر ندامت اور آئندہ معاملات میں احتیاط کے وعدہ پر متعلقہ حضرات کے مشورہ سے یہاں بچّوں کو اردو وغیرہ پڑھانے کے لئے آزمائش کے بطور تقرر کر لیا گیا مکان رہائش کے لئے ان کی خواہش کے باوجود نہیں دیا گیا۔

یہ اپنی ایک غیر شادی شدہ لڑکی کے عجیب وغریب حالات ایسے سناتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صاحبِ خدمت اور مجذوبہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت بھی ہوتی ہے۔ کل ان مدرس صاحب نے بتایا کہ لڑکی کو حال ہی میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ مولوی رفیع کو میرا سلام" پھر جملہ پورا کئے بغیر فرمایا کہ ان سے کہدو کہ میرے بیٹے فلاں (ان مدرسِ مذکور) کو رہائش کے لئے وہی مکان دیدو جس میں وہ پہلے رہتے تھے جب احقر نے یہ سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر ناکارہ وآوارہ کا نام لیا تو اس نعمت پر مسرّت اور اپنی بداعمالیوں پر ندامت شدّت سے محسوس ہوئی

لیکن ساتھ ہی احقر کو دو، وجہ سے تشویش ہے۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سیہ کار و ناکارہ کو سلام بھیجنے کا جملہ پورا نہیں فرمایا اس میں مجھے اپنی سیہ کاری کا دخل معلوم ہوتا ہے جس سے دل سخت پریشان ہے

ت۔ اللہ تعالیٰ ابتلائے اوہام سے محفوظ رکھیں۔

م۔ اس وقت سے درود شریف کا کچھ اہتمام اور کچھ استغفار کے اہتمام کی توفیق بھی ہوئی اب تک درود شریف کی ایک تسبیح روزانہ اس طرح پڑھتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کبھی کبھی اس کے ساتھ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بھی ملا لیتا تھا کل سے اس آخری حصّہ کا بھی التزام کی کوشش کر رہا ہوں۔

ت درود شریف کا ورد تو سالکین محبین کی ایک غذا رہے۔

م۔ دوسرا سبب تشویش یہ ہے کہ دارالعلوم کے قوانین وضوابط کی رُو سے یہ مدرس صاحب دارالعلوم کے مکان کے مستحق نہیں۔ اور فی الحال کوئی مکان خالی بھی نہیں۔ ایک دو مکان جو خالی ہونے والے ہیں۔ ان کے مستحق دوسرے کارگذار، پرانے اور مستقل اساتذہ ہیں یہ ظاہر ان قدیم اساتذہ کو چھوڑ کر ان نئے مدرس صاحب کو مکان دینا مستقبل قریب میں بھی دارالعلوم کے تعامل، اور مصالح کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

ازراہ عنایت وکرم رہنمائی فرمائی جائے کہ احقر کو کیا عمل کرنا چاہیئے۔

ت۔ احقر نے عزیز مکرم مولوی محمد تقی صاحب زید مجدہم سے اس کے متعلق عرض کر دیا تھا۔

اور آپ آنمکرم کو بھی اس سے قبل کے مکرمتہ نامہ میں عرض کر دیا تھا اور اب بھی عرض ہے کہ ان مدرّس صاحب کی باتوں پر کچھ توجہ نہ فرمائیں۔ اور یہ واقعہ ملحوظ رکھیں کہ ایک طالب علم دار العلوم دیوبند داخلہ کے لئے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے زمانہ میں آئے۔ داخلہ پر شرح جامی کے طالب تھے امتحان داخلہ پر میزان دی گئی بے بس۔ کچھ روز کے بعد آکر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا ہے تم کو شرح جامی پڑھنا چاہئے لہذا مجھے شرح جامی دیدی جائے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ ہی سے تو فرمایا ہے حضورؐ نے مجھ سے تو نہیں فرمایا جب مجھ سے فرمائیں گے دیدیں گے۔ اب تو میزان ہی پڑھنی ہوگی۔ عزیز من اسے کہتے ہیں مضبوطی مستقل مزاجی۔ امید کہ آن عزیز خالی الذہن ہو جائیں گے۔

م۔ یہلا ہی عریضہ بہت طویل ہوگیا معافی کا خواستگار ہوں۔

ت۔ ضروری کلام تو طویل بھی قصیر ہے۔ دل خوش ہوا۔ ختم شد۔

مکتوب از مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی زید مجدہم نائب مہتمم دار العلوم کراچی پاکستان

۴ر صفر ۱۴۰۷ھ

م۔ احقر نے اپنے پچھلے عریضہ میں یہ لکھا تھا کہ اپنے اندر عیوب کے انبار نظر آتے ہیں اور یہ فکر لگی رہتی ہے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ واقعتہً

حضرتِ والا کے ارشاد کے مطابق ان میں اجتماعِ ضدّین ہے لکھتے وقت تعبیر کی اس کوتاہی کا احساس نہیں ہوا۔ حضرتِ والا کی تنبیہ سے خیال ہوا کہ واقعتہً یہ اجتماعِ ضدّین ہے۔ اور ساتھ ہی اس میں یہ دعویٰ بھی پنہاں ہے کہ ہر وقت رضائے خداوندی کی فکر لگی رہتی ہے۔ حالانکہ ہر وقت۔

ت۔ ہر وقت یہ مترادف ہے اہتمام کے۔ اہتمام ہے ہی توفیقہ تعالیٰ۔

م۔ (ہر وقت) کے بارے میں دعویٰ واقع کے مطابق نہیں۔

ت۔ وہ دعویٰ نہیں بلکہ اپنے کو ہر وقت رضائے خداوندی کی دعوت ہے۔

م۔ دوسری بات حضرتِ والا نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ جمعہ کے دن احقر نے جو ملفوظات سنانے کا سلسلہ شروع کیا وہ بہتر ہے لیکن یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کا جو داعیہ قلب میں احقر نے بیان کیا ہے وہ صرف مجمع کثیر کے سامنے ہی ہوتا ہے یا مخاطب ایک ہی ہو تب بھی داعیہ رہے گا۔

احقر نے حضرتِ والا کے بیان فرمودہ اس معیار پر اپنے دل کا جائزہ لیا تو محسوس یہ ہوا کہ جب یہ سلسلہ شروع کیا تھا اس وقت مخاطبین کی قلت و کثرت کی طرف التفات نہیں تھا بلکہ یہ عزم تھا کہ ایک آدمی بھی ہو گا تو اس کے سامنے بھی سناؤں گا اور اگر کوئی نہ آیا تب بھی خود بیٹھ کر پڑھ لوں گا۔ لیکن جب رفتہ رفتہ مخاطبین کافی ہو گئے تو مخاطبین کی کثرت سے انشراح زیادہ معلوم ہونے لگا۔

ت۔ یہ منافیٔ وحدت نہ تھا کثرت میں بھی وحدت تھی۔ یہ تبختر کے لئے نہ تھا تبحّر کے لئے

تھا خودی کے لئے نہ تھا خدا کے لئے تھا۔

م۔ اب اگر کسی دن مخاطبین کم ہوتے ہیں تب بھی داعیہ تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے اور ملفوظات پڑھنے یا ان کا خلاصہ مع ضروری تشریح زبانی بیان کرنے میں کوئی انقباض بھی نہیں ہوتا ہے لیکن کثرت مخاطبین کی صورت میں جو اضافی انشراح محسوس ہوتا ہے وہ نہیں ہوتا۔

ت۔ شرح صدر تو رہتا ہے۔ ماشاء اللہ۔

م۔ اگر احقر کی یہ حالت درست نہیں ہے تو حضرت والا سے اصلاح کے لئے رہنمائی کی التجا ہے۔

ت۔ معروضات بالا بدفع خیال بلا برضائے بالا کے لئے ہے۔

م۔ جدّہ" میں ایک مجمع الفقہ الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ ہے جو عالمی فقہی مسائل پر غور کرنے نیز فقہ کی قدیم کتب کو شائع کرنے وغیرہ کے لئے قائم ہوا ہے۔ پاکستان سے احقر کو اس کا رکن نامزد کیا گیا تھا۔

احقر نے حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرّہٗ کی اجازت سے اس کی رکنیت قبول کی تھی۔ پرسوں ۶ صفر ۱۴۰۷ھ سے اس کا سالانہ اجلاس عمّان (اردن) میں ہو رہا ہے۔ احقر کل صبح اس میں شرکت کے لئے ان شاء اللہ عمان روانہ ہوگا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہاں سے عمرہ و زیارت کے قصد سے سفر حجاز کا بھی ارادہ ہے۔ حضرت والا سے درخواست ہے کہ وہاں کے آداب کے ساتھ وہاں رہنے کی توفیق کی دعا فرمادیں۔

ت۔ بدلِ دعا ہے۔

م۔ پچھلے دو ہفتہ اندرون پاکستان ہی سفر میں گذرے اس دوران الارم وغیرہ لگانے کے باوجود آخر شب میں اٹھنے سے محروم رہا۔

ت۔ اس کا سبب تکان ہو گا نہ کہ محض سستی اور وتر سے قبل یا بعد تو چار رکعت بہ نیتِ تہجد پڑھ لی ہوں گی۔

م۔ اس کی بے برکتی اور اس کی وجہ سے سخت قلبی اذیت کا شکار ہوں۔

ت۔ یہ حلاوتِ ایمان بعظمتِ احکام بشوق مداومتِ معمولات کی بیّن علامت ہے۔ کسی بے تکلف کے پاس الارم گھڑی رکھدی بیدار ہو کر اپنی بیداری کے لئے۔

م۔ حضرتِ والا سے دعا اور دوا کی التجا ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ دوامِ استقامت سے نوازیں۔

م۔ سفر میں چلتے پھرتے تلاوت مناجات اور تسبیحات وغیرہ کا معمول پسٹم پسٹم پورا کرتا رہا۔ مگر یکسوئی کے ساتھ پورے کرنے کا موقع نہیں ملا۔

ت۔ ان مشغولات متعلقۂ منصب کے ساتھ یہ معمولات اس طرح معمول پر ہو جاتا۔ بتوفیقہٖ تعالیٰ مرادف دوام و یکسوئی ہیں مبارک ہو۔

والسلام

تاریخ جواب

۹ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

مکتوب از جناب مولانا مفتی محمد تقی صاحب زید مجدہم دارالعلوم کراچی

م۔ بگرامی خدمت فیض درجت سیدی وسندی ومولائی ومرشدی وکہفی ومعتمدی دامت الطافہم العالیہ۔

ت۔ مکرم بندہ، بندہ ان القاب سے محجوب ہوگیا۔

م۔ حضرتِ والا کی لاہور تشریف آوری اور قیام کے دوران خدمت بابرکت میں چند ایّام جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گذارنے کی توفیق ہوئی وہ سرمایۂ حیات معلوم ہوئے ہیں اور اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پلک جھپکتے گذر گئے۔

ت۔ محبت کی گھڑیاں مثلِ طولِ شبِ وصال ایک گھڑی بھی نہیں۔ یہ نوازش محبت ہے

م۔ چند روز تو یہ کیفیت رہی کہ ہمہ وقت حضرتِ والا کے سوا کوئی تصور نہ تھا۔

ت۔ قوتِ متخیلہ کے مجتمع خیالات متصوّر ہوا ہی کرتے ہیں۔

م۔ نہ کسی کام میں دل لگتا تھا۔

ت۔ اور یہ اسی کے تاثرات ہوتے ہیں۔

م۔ طبیعت کو بجبر اپنے فرائض منصبی پر آمادہ کیا۔

ت۔ بہت خوب علاج کیا اس حال کا یہی علاج ہے ہمیشہ کسی بھی ایسے متصوّرات متخیلہ کے وقت یہی علاج ہے۔ یہ قوتِ مدافعہ کہلاتی ہے جو کہ خیالات سے خلا کے لئے قوی تر علاج ہے۔

م۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرتِ والا کے بیانات احقر نے ٹیپ کرلئے تھے۔ جب موقع ملتا ہے انھیں سنتا رہتا ہوں۔

ت۔ یہ عظمتِ طریق کی دلیل ہے۔

م۔ حضرت! جیسا کہ احقر نے زبانی بھی عرض کیا تھا اپنے آپ کو بہت ہی کم ہمت پاتا ہوں۔ آخر شب میں اٹھنے کا معمول بنایا ہوا ہے لیکن اکثر ہجوم مشاغل کی وجہ سے رات کو دیر سے سونا ہوتا ہے۔ اور جلدی لیٹ جاؤں تب بھی نیند عموماً بارہ بجے سے پہلے نہیں آتی اس لئے بعض اوقات آنکھ نہیں کھلتی۔ بعض مرتبہ آنکھ الارم سے کھل جاتی ہے مگر نیند کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ اٹھنے کا ارادہ کر لینے کے باوجود دوبارہ سو جاتا ہوں یہ واقعہ اب دوسرے تیسرے دن پیش آنے لگا۔ حضرتِ والا سے دوا اور دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ تمناءِ طلب تو ہے ہی مستقل دوا کی ضرورت نہیں دعا بھی ہے یہ ایسا سونا عبادت سے خالی نہیں۔

م۔ الحمدللہ نگاہ کان اور زبان کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہوں لیکن قلب طرح طرح کے خیالات میں بکثرت مشغول رہتا ہے۔

ت۔ اوپر علاج ہمیشہ کے لئے لکھ دیا ہے۔

م۔ حضرتِ والا کی خدمت میں جو لمحات میسّر آئے ان کی بدولت بحمداللہ (قلب میں خیالات کی) اس کیفیت میں بہت کمی آگئی تھی اور اب تصوّر میں حضرتِ والا کی باتیں

ہی چھائی رہتی ہیں۔ لیکن اب جوں جوں دن گذر رہے ہیں پھر اسی طرح کے خیالات کا ہجوم ہونے لگا ہے۔ ایسے موقع پر قلب کو کسی اور طرف لگانے کی کوشش کرتا ہوں

ت۔ کوشش علاج نہیں! اس طرح تو خیالات اور زیادہ گھیریں گے! پیچھے لکھ دیا کہ خیالات سے بالکل لاپروا صرف کشش الی اللہ ہی اس کا علاج ہے۔

م۔ احقر کو بچپن ہی سے غصہ کم تھا۔ بلکہ احقر کے ساتھیوں میں اور مدرسے کے ماحول میں یہ بات مشہور تھی کہ اس کو غصہ آتا ہی نہیں۔ الحمد للہ۔ اب بھی یہی صورت ہے لیکن جب سے افکار واشغال کی کثرت ہوئی خلافِ طبع امور پر جھنجھلاہٹ ہوتی ہے جس کا اثر کبھی کبھی لہجے پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے

ت۔ (اصلاح) ذمہ دار تو مستقل مزاج اور بصفت حلم وسکون حلیم ہوتا ہے۔ باوقار وتمکین ہوتا ہے۔

م۔ حضرتِ والا کے ارشادات سننے اور طرزِ عمل کا مشاہدہ کرنے کے بعد الحمد للہ اس کیفیت میں کمی آئی ہے۔ جب کبھی جھنجھلاہٹ ہوتی ہے تو حضرتِ والا کے طرزِ عمل اور حضرت کے سنائے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا تصور کر لیتا ہوں الحمد للہ اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جھنجھلاہٹ زائل ہو جاتی ہے [1]

ت۔ الحمد للہ تعالیٰ افہام وتفہیم ومعالجات سے خاص سرور ہوا۔ قوتِ مدافعہ محکم بتوفیقہٖ تعالیٰ۔

م۔ بعض اوقات ماتحت ملازمین یا طلبہ سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اظہارِ ناگواری ضروری معلوم ہوتا ہے ورنہ اس کے جری ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

---

[1] امام صاحب کا واقعہ صفحہ ۳۲۶ پر ملاحظہ ہو۔

ت۔ مدرسہ کا ماتحت ملازم اپنا ملازم نہیں ہوتا۔ اور اپنا ذاتی ملازم اپنا ماتحت ہوتا ہے۔
اول سے لہجہ باظہار افسوس۔ دوسرے سے یہ لہجہ نگرانی ہاں برق در عدمنفی۔

م۔ حضرت والا سے یہ پوچھنا ہے کہ ایسے موقع پر اظہار ناگواری یا غصّے کا اظہار کرنا احقر کے لئے مناسب ہے۔

ت۔ عجز۔ قلباً تلطّف کلاماً۔ افہام وتفہیم باظہار نفعاً وضرراً بعدہٗ دوسرے وقت ظہور شگفتگی وتلافی۔

م۔ اب طبیعت پر یہ تقاضا کافی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ روز حضرت والا کی خدمت میں جلالآ باد حاضر ہوکر رہوں۔ لیکن بحالاتِ موجودہ اس کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ اللہ تعالیٰ غیب سے کوئی صورت پیدا فرمادیں۔ والسلام

ت۔ مکاتبت، بمداومت، مخاطبت ومجالست ہی ہے۔ ختم شد
یکم ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ یوم الخمیس

مکتوب مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نائب مہتمم دار العلوم کراچی پاکستان

تاریخ ۲۶ ربیع الثانی دوشنبہ ۱۴۰۷ھ

م۔ الحمد للہ یہ ناکارہ بعافیت تمام ہے۔ اور دل سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا دامت برکاتہم کا سایۂ رحمت وشفقت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

ت۔ آں عزیز کی خیریت معلوم ہوکر مسرّت ہوئی۔ بندہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہے۔ بیچارہ ضعف ذرا چل رہا ہے۔

م۔ اور ہمیں حضرتِ والا کے فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔

ت۔ یہ واسطہ تام کا ہے فیاضِ حقیقی کا طالب صادق پر حقیقی فیضان رفاضہ مدام فائض رہتا ہے اللہ تعالیٰ فائز المرام فرمائیں۔

م۔ پچھلے دنوں اچانک احقر کو سوڈان کا سفر پیش آگیا۔ وہاں کے سابق صدر نمیری صاحب نے اپنے آخری دور میں سوڈان کے اندر اسلامی قوانین نافذ کئے تھے۔ بہت سی حدود شرعیہ جاری کی گئیں۔ ربا کو ختم کردیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا بالآخر نئی حکومت آئی تو اس نے ان شرعی قوانین کو منسوخ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور وجہ یہ بیان کی کہ ان میں شرعی اعتبار سے بہت نقائص ہیں۔ آخر کچھ لوگوں نے موجودہ حکومت کو اس بات پر آمادہ کیا کہ قوانین کو منسوخ کرنیکے بجائے علماء کے مشورہ سے ان کے شرعی نقائص کو دور کیا جائے اس غرض کے لئے وہاں کی حکومت نے پاکستان اور مصر سے کچھ علماء کو طلب کیا کہ وہ ان قوانین پر نظر ثانی کریں۔ ان میں احقر کے پاس بھی دعوت آئی۔

احقر تقریباً ایک ہفتہ خرطوم (سوڈان) میں مقیم رہا۔ الحمدللہ جاتے وقت بھی عمرے کی سعادت ہوئی۔ اور واپسی میں بھی دو، دو دن حرمین شریفین میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ایک عمرہ حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرّہٗ کی طرف سے اور ایک حضرتِ والا

دامت برکاتہم کی طرف سے ادا کیا۔ الحمد للہ مقاماتِ مقدسہ پر حضرتِ والا کے لئے دعائیں کرنے کی سعادت بھی حاصل کی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں۔

ت۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء - جزاءً، جزیلاً۔

م۔ تقریباً دو ہفتے سفر میں گذارنے کے بعد کل گذشتہ واپس کراچی پہونچا ہوں۔

ت۔ سفر کے حالات سے خاص سرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت وقوت بعافیت باشاد وفرحت وتازگی مدام قائم رکھیں۔

م۔ الحمد للہ گھر اور مدرسہ میں سب کو بعافیت پایا ہے۔ اور پھر معمول کے مطابق اپنے امورِ مفوّضہ کی انجام دہی شروع کر دی ہے۔

ت۔ مبارک ہو۔

م۔ آجکل احکام اراضی سے متعلق عدالت کا ایک فیصلہ زیرِ قلم ہے۔ پاکستان کی عدالتی تاریخ کا یہ نہایت اہم مقدمہ ہے اور اس میں بہت سے پیچیدہ اور مشکل مسائل زیرِ بحث آرہے ہیں۔ حضرتِ والا سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ اپنی رضا کے مطابق صحیح فیصلہ پورے شرح صدر کے ساتھ لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مشکلات کو آسان فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

ت۔ بہ دل دُعا ہے۔ ذاتِ علیم سے علم کا فیضان ہو۔

م۔ گذشتہ رمضان المبارک میں بنگلہ دیش کے کچھ حضرات جنہوں نے چاٹگام میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے تشریف لائے تھے اور انہوں نے باصرار بنگلہ دیش آنے کی

دعوت دی تھی احقر نے اس وقت ان سے وعدہ کر لیا تھا۔ اور انہوں نے وسط دسمبر ۱۹۸۶ء کی تاریخیں بھی احقر سے مشورہ کر کے طے کر لی تھی اس لئے چھ روزہ کے لئے ۷ر دسمبر ۱۹۸۶ء کو بنگلہ دیش جانے کا ارادہ ہے انشاء اللہ ۱۲ دسمبر کو واپس کراچی ہو جاؤں گا۔

ت۔ اللہ تعالیٰ بخیر واپسی فرمائیں۔

م۔ اس وقت کوئی اور بات بلا تکلف لائق تحریر سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

ت۔ یہی بہت کچھ حرارتِ دینی پر شاہد ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

م۔ حضرتِ والا سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ والسلام از دارالعلوم کراچی ۱۴؎

ت۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ظاہری و باطنی خیر و برکات سے نوازیں۔ آمین۔

والسلام۔ ۲۸ر ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مکتوب از حکیم محمد زکی صاحب پرنام پیٹ تامل ناڈو۔

م۔ گرامی نامہ سے سفرِ پاکستان سے بخیر مراجعت کے ساتھ ساتھ نزلہ و زکام کی شدت کھانسی کی تکلیف کا ذکر دیکھ کر بہت پریشان ہوں۔

ت۔ اب تو خاص الخاص سہولت ہے الحمدللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ۔

م۔ ضعف و نقاہت میں کھانسی کی اذیت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اضطراب میں

ازراہِ محبت عرض کرتا ہوں کہ خمیرہ گاؤزبان سادہ ۵ - ۵ گرام صبح و شام کھا کر مغز بادام ۵ - ۵ عرق گاؤزبان میں پیس کر نیم گرم کرکے روزانہ دو مرتبہ پی لیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کھانسی کی تکلیف کم ہو جائے گی۔

ت۔ انشاء اللہ تعالیٰ دواؤں کا استعمال خمیرہ گاؤزبان چل رہا ہے۔

م۔ گرامی نامہ سے اندازہ ہوا کہ مزاج عالی کے لئے ان سردیوں میں سفر افریقہ بہتر ہے یہ عین صواب ہے۔ اللہ تعالیٰ بعافیت تمام بخیر سفر پورا فرمائیں ہر طرح حفاظت فرمائے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الرّاحمین۔

حضرتِ والا کی راحت ہی مطلوب ہے۔ مقدم ہے اور یہی ادب ہے ایسے میں اس طرف کی دعوت کو بے ادبی سمجھ رہا ہوں غالباً سفر اسی ماہ ہے۔

ت۔ سفر افریقہ ملتوی ہو گیا ہے۔

م۔ گرامی نامہ سے سفر کا اندازہ کرکے ہماری بیکسی اور بعد جسمانی کو سوچ کر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہوا۔ معاً قلب کی طرف دیکھا تو جواب ملا کہ حضرتِ والا قلب سے قریب ہیں۔ اور انشاء اللہ قریب ہی ہوں گے۔ گو جسماً بُعد، مکاناً بُعد ہو۔

مصرع - "آنکھوں سے دور لیکن دل سے قریب ہے تو" والا حال چل رہا ہے اس سے الحمدللہ اطمینان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ یہ فیوض و برکات ہم سب پہ جاری و ساری رکھیں۔

ت۔ یہ حبّ فی اللہ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے نافع فرمائیں۔

م۔ حضرت اقدس کے مکتوب گرامی نے دل کے دریچے کھول دیئے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے کام سے مطلب ہو نہ افادہ کی فکر اور نہ کسی استفادہ کی جستجو بلکہ صرف نظر ہو۔ نیت کو خالص رکھا جائے حبِّ جاہ حبِّ مال ریا وسُمعہ سے عاری ہو کر حلال روزی کی فکر کرتے ہوئے حتیٰ کہ مطب کرتے ہوئے بھی ایک طبیب و ڈاکٹر بھی سلوک وسلسلہ کی خدمت توفیقِ الٰہی سے کر سکتا ہے اس تنبیہ و تنبہ" پر بجز اس کے اور کیا عرض کر سکتا ہوں کہ ع "نقل ارشاداتِ مرشدی کنم" کہتے ہوئے فضل و توفیقِ الٰہی اور حضرتِ والا کی توجہاتِ عالیہ اور دعاؤں کا ملتجی ہوں۔

ت۔ یہ حال بے رنگی کا اثر وحدت علامت و دلیل ہے سلوک کی عظمت کی مبارک دل مسرور ہوا۔

اللہ تعالیٰ خیر و عافیت ظاہر و باطنی سے نوازے۔

م۔ حضرت اقدس کی صحت اور ضعف کے پیشِ نظر یہ طول وطویل خطوط تکلیف دہ ضرور ہیں مگر ہمارے دلوں کی تسکین کا یہی سامان ہے کہ حضرت اقدس کے سامنے اپنا کچّا چٹھا رکھ دیا جائے اور حضور والا کی شفقت و مہربانی اور الطافِ کریمانہ سے یہی توقع بھی ہے کہ یہ خطوط بارِ گراں نہ ہونگے اس لئے بے تکلف عرض و معروض کر دیتا ہوں والسلام

ت۔ طویل زلفِ حبیب باعثِ نشاط و انبساط ہوتی ہے۔

م۔ ایک حقیر رقم از راہِ محبت بطور ہدیۂ محبت اسی لفافہ میں رکھ دیا ہے قبول فرمالیں۔

ت۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء مگر معلوم نہیں اس طرح یہ قانونِ ڈاک جائز ہے یا نہیں؟

ختم شد

مکتوب از جناب حکیم زکی احمد صاحب
خلیفہ حضرت مسیح الامتؒ پر نام پٹ نڈراس

م۔ حضرتِ والا کا سفر پاکستان ہم سبھوں کے لئے خوش آئند ہے۔ اس سے یہ امید بندھ گئی ہے کہ انشاء اللہ ہمارے نڈراس کی طرف بھی تشریف آوری ضروری ہوگی۔ یہاں کے احباب میں خصوصی طلب اور شوقِ لقاءِ حضرت والا دیکھ رہا ہوں۔ گویا زمین ہموار ہے اور ایمانی واصلاحی تخم ریزی اگر حضرتِ والا فرما دیں تو یہاں کے احباب پر کرم و احسان ہوگا اور بہت سے مسلمانوں کی اصلاح بفضلہٖ تعالیٰ ہوسکے گی ان حالات کے پیشِ نظر دعوت پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں خدا کرے کہ شرفِ قبولیت نصیب ہو۔

ت۔ بندہ جب سے پاکستان سے واپس آیا ہے نزلہ، زکام، اور کھانسی کا بالخصوص بہت شدید زور رہے اور ضعف بھی کافی ہے پاکستان میں بھی تین دفعہ نزلہ زکام بخار ہوگیا تھا وہاں (پاکستان) میں تو گرمی تھی پنکھے چل رہے تھے اور یہاں ٹھنڈ دہلی ہوائی جہاں سے اترتے ہی ٹھنڈ کا اثر ہوگیا تھا اب ضعف کی وجہ سے سردی کا تحمّل مشکل ہوجاتا ہے۔ یہی ٹھنڈ آپ کے یہاں بھی ہوگی۔ افریقہ میں اس وقت گرمی کا موسم ہے۔ ادھر ٹکٹ بھی آگئے۔ انشاء اللہ اب عنقریب ہی سفر ہے۔

م۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکات شامل حال ہیں نفس کی نگرانی حتی المقدور کر رہا ہوں مگر ذرّہ بھر نفس پر اطمینان نہیں ہے معمولات بھی رنگا تھوڑی سی پابندی سے ادا کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے ۔

حاضری کے موقعہ پر حضرت والا نے کام کرنے، کام پر لگے رہنے کی طرف توجہ دلائی تھی اپنی ذات تک اور بڑھ چڑھ کر اہل و عیال تک اصلاحی کام اور نگرانی کا اہتمام بتوفیقہ تعالیٰ ہو رہا ہے مطب میں فرصت کے اوقات اگر کبھی کوئی مخلص احباب میں سے جمع ہو جائیں تو ان کی خدمت میں حضرت والا کے ارشادات اور سلسلہ کی باتیں ٹوٹی پھوٹی انداز میں نقل کر رہا ہوں ایک ایک کرکے بڑی مشکل سے یہ احباب قریب ہوئے ہیں اور باتیں شوق سے سنتے ہیں۔

مگر سماع قبول کی توقع اس لئے نہیں رکھتا ہوں کہ یہ سب اکابر امت اور مشائخ وقت کو دیکھے ہوئے ہیں اور آج بھی ان کی نظر اکابر کی طرف لگی ہوئی ہے۔ ایسے میں مجھ جیسے مصروف الدنیا مشغول المطب شخص کی باتیں بجز تفریح کے اور کیا اثر انداز ہو سکتی ہیں ۔

ت۔ اس سے قطع نظر ہو کر کام کرنا ہو، اور طبّ کا بیان حدیث شریف میں موجود ہے معلوم ہوا کہ طب بھی دین ہی ہے ورنہ فسادِ نیت بحبّ مال وجاہ اور بقصدِ ریا کہ وہ بھی ایک طرح کا شرکِ اصغر ہے جس سے عبادت بھی دنیا ہو جاتی ہے ۔

حضرت مرشدی مجدّد الملّۃ حکیم الامّت نور اللہ مرقدہٗ کے خلفا طبیب و ڈاکٹر

ہوئے ہیں۔

م۔ بس حضرتِ والا کا حکم ہے اس لئے ہمارے اکابر کی کتابیں اور ان ہی کتابوں سے سمجھ میں آنے والی باتیں نقل کرتا رہتا ہوں یہی کام ہے اور یہی کام کی نوعیّت ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنیٰ میں نقّال ہی بنا دیں۔ نقل میں بھی بڑی برکت ہے خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے ؎

نقل ارشاداتِ مرشد می کنم
آنچہ مردم می کنند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل سے بھی ہو وہی فیضِ اتم

(ترجمہ) اپنے مرشدِ پاک کے ارشادات نقل کرتا ہوں۔ آدمی جو کچھ کرتے ہیں بندر بھی کرتا ہے لیکن کیا تعجب ہے، اصل کی برکت سے نقل سے بھی وہی فیضِ اتم ہو جائے۔

م۔ حضرتِ والا کا یہ ارشاد کہ آج کوئی کسی کا معتقد نہیں ہے ہر شخص اپنے ہی نفس کا معتقد ہے اس کا خوب خوب مشاہدہ ہوتا ہے یہ دیکھ کر بار بار اپنے نفس سے جی گھبراتا ہے۔ اللّٰھمّ لا تکلنا الیٰ انفسنا طرفۃ عین

ت۔ (اصلاح) اللّٰھم لا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین

والسلام ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

تاریخ آمد، مورخہ ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ

تاریخ جواب ۸ رجب ۱۴۰۷ھ بروز دوشنبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

از محمد تقی عثمانی سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

و نائب مہتمم دارالعلوم کراچی ۱۴

مکتوب بگرامی خدمت فیض درجت حضرت سیدی وسندی ومولائی ومرشدی

دامت الطافہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ احقر بعافیت تمام ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں حضرت والا کی صحت و عافیت کاملہ کے لئے دل سے دعا گو۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کا سایۂ رحمت وشفقت ہمارے سروں پر تا دیر بعافیت کاملہ سلامت رکھیں آمین ثم آمین۔

ت۔ مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بفضلہ تعالیٰ بندہ بخیریت ہے۔ خیر و عافیت مزاج معلوم ہو کر مسرت ہوئی۔

م۔ جیسا کہ پچھلے عریضے میں عرض کیا تھا احقر سوڈان گیا ہوا تھا۔ بحمداللہ اپنی حد تک کام مکمل کرکے واپس آیا۔

ت۔ یہ طریق تشریع ہے۔

م۔ نتائج اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

ت۔ یہ طریق تکوین تفویض ہے۔

م۔ بفضلہ تعالیٰ جاتے ہوئے اور آتے ہوئے دونوں مرتبہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

ت۔ یہ طریق عبدیت ہے۔

م۔ البتہ ویزا کے مختصر ہونے کی بنا پر مدینہ منورہ حاضری نہ ہو سکی۔

ت۔ یہ بعذر طریق عمل بالرخصت ہے۔

م۔ اس کی حسرت ہے۔

ت۔ یہ تبقاضائے محبت ہے لیکن بحالِ غیر اختیاری تسکین ہے۔

م۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں اسی غرض سے مع اہل وعیال وہاں حاضری کا ارادہ ہے۔
حضرت والا سے دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ بسہولت یہ تمنا اللہ تعالیٰ بخیر تکمیل کو پہونچائیں۔

م۔ سفر سے واپسی پر حضرتِ والا کا مکرمت نامہ باعثِ تسکین ہوا۔ الحمدللہ امور مسئولہ میں اطمینان حاصل ہوا۔ اور کش مکش رفع ہوئی۔

ت۔ یہ طریق عظمتِ طریقت کی علامت ہے۔

م۔ ایک اور بات دریافت طلب یہ تھی کہ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کی خواہش یہ تھی کہ ہم دونوں بھائی احقر راقم السطور اور مفتی محمد رفیع صاحب مدرسہ کی خدمت پر کوئی تنخواہ نہ لیا کریں لیکن معاش کا چونکہ کوئی دوسرا راستہ سامنے نہ تھا اس لئے یہ فرمایا کہ ابھی تنخواہ لیتے رہو۔ لیکن جب کبھی اللہ تعالیٰ وسعت فرمائیں تو میری خواہش یہ ہے کہ تنخواہ نہ لو۔ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے وسعت

فرمائی۔ احقر، اور بھائی صاحب کا مشترکہ کتب خانہ "ادارۃ المعارف" ہے جس میں ہمیں مہینوں بھی جانے کی نوبت نہیں آتی۔ الحمد للہ ایک دیانت دار ملازم سب کام کرتے ہیں۔ الحمد للہ اس سے اوسطاً ڈھائی تین ہزار ماہانہ کی فی کس دونوں بھائیوں کو آمدنی ہونے لگی ہے۔

ت۔ یہ تو بکفایت نہیں ؟

م۔ اس موقعہ پر خیال ہوا کہ مدرسہ کی تنخواہ چھوڑ دی جائے۔ لیکن ساتھ ہی والد صاحب سے یہ بھی سن رکھا تھا کہ ایسے فیصلے خود رائی سے نہ کرنے چاہئیں۔ لہذا اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر عبد الحئی صاحب قدس سرہٗ سے استصواب کیا حضرت نے فرمایا کہ نہیں تنخواہ لیتے رہو، اگر کبھی دل چاہے تو جتنی مقدار چاہو تنخواہ لینے کے بعد مدرسہ میں بطور چندہ دے دیا کرو،

ت۔ خوب خیر فیصلہ تھا۔

م۔ احقر مدت تک اسی پر عمل کرتا رہا کہ تنخواہ لیتا رہا اور اس کا کچھ حصہ کبھی کبھی مدرسے میں دے دیتا۔ پھر احقر کو خیال ہوا کہ احقر کے رہائشی مکان میں جو مدرسہ کی طرف سے ملا ہوا ہے تنگی ہے اور اس میں دو کمرے اور ایک برآمدہ بنوانے کا خیال ہے مدرسے کے پیسے سے یہ تعمیر کرانے کو دل نہ چاہتا تھا۔

ت۔ لیکن مدرسہ کا مکان اپنی ملک بھی تو نہیں اپنا ذاتی مکان ہونے پر اس کا خلار ہوگا اور بقانونِ مدرسہ اگر مدرس کو مکان دیا جاتا ہو۔ تو ان کے کام میں براحت آنا ہوگا

اور من حیث ضرورتِ مدرسہ، مدرسہ کے خرچ سے بنوانا جبکہ تحویلِ مدرسہ مساعد ہو، کیا اشکال؟

م۔ اس لئے احقر نے مدرسہ سے ملنے والی تنخواہ جمع کرنی شروع کردی، اسی طرح اس دوران عدالت سے جو دو ہزار روپے ماہانہ کرایہ مکان کی مد سے ملتے وہ بھی جمع کرنے شروع کر دیئے، تقریباً چار سال میں رقم اتنی ہو گئی کہ میں اپنے رہائشی مکان میں جو مدرسہ کی ملکیت ہے، مطلوبہ تعمیر کرا سکوں۔

ت۔ پھر بعد صرفِ کثیر ترک؟

م۔ چنانچہ حضرتؒ کی اجازت سے یہ تعمیر کرالی۔ مگر تعمیر کے کام میں تقریباً تیس ہزار روپے مزید خرچ ہو گئے۔

ت۔ اپنی جمع شدہ رقم کے علاوہ۔

م۔ احقر نے مدرسہ میں لکھ دیا تھا کہ تیس ہزار روپے میرے ذمہ قرض ہیں اور ہر ماہ میری پوری تنخواہ اس میں محسوب کر لی جائے۔ چنانچہ تقریباً پونے دو سال سے تنخواہ اس میں محسوب ہوتی رہی۔ اس مہینے بفضلہٖ تعالیٰ اس قرض کی ادائیگی مکمل ہو گئی۔

ت۔ خیر، ہرچہ بادا باد۔

م۔ بلکہ اس مہینے کی تنخواہ میں چھ سو روپے احقر کے بچ گئے جو احقر مدرسہ ہی میں بطور چندہ داخل کر دیئے۔

ت۔ یہ ایثار، اور وہ صرف، بھی صدقۂ جاریہ۔

م۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آئندہ تنخواہ مدرسہ سے لیا کروں؟ یا اصل خواہش کے مطابق چھوڑ دوں؟ یا اسی طریقہ پر عمل کرتا رہوں جو حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہٗ نے تجویز فرمایا تھا؟

ت۔ جی ہاں!

م۔ اسی سلسلہ میں ایک اور بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ تقریباً پانچ سال پہلے جب حکومت نے وفاقی شرعی عدالت میں علماء کا تقرر طے کیا تو صدرِ مملکتِ پاکستان نے احقر کو اس عدالت میں بحیثیت جج آنے کی فرمائش کی، احقر کو اپنی نااہلی اور مدرسہ کے کاموں کی وجہ سے سخت تردّد تھا یہاں تک کہ احقر نے بالواسطہ معذرت بھی کرلی، لیکن ۵۰ علماء کے ایک اجتماع نے احقر کا نام تجویز کرکے بھیجدیا۔ احقر نے ان سے بھی معذرت کی لیکن انہوں نے اصرار کیا بالآخر صدرِ مملکت نے احقر سے دوبارہ پوچھے بغیر احقر کے تقرر کا اعلان کردیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ منجانب اللہ ہے اب چلے جاؤ۔ پھر جب موقع ملے اور کوئی دوسرا مناسب انتظام ہوجائے تو چلے آنا۔ چنانچہ احقر چلا گیا۔ احقر کو وہاں کی تنخواہ لینے میں بھی تردّد تھا لیکن حضرت نے فرمایا کہ تنخواہ لیتے رہو چنانچہ اسی دور میں مدرسہ کی تنخواہ بند کردی۔ اور وہاں سے لینے لگا اس وقت اسلام آباد رہنا ہوتا تھا۔ بعد میں احقر کے بار بار اصرار اور معذرت پر صدرِ مملکت نے یہ صورت تجویز کردی کہ وفاقی شرعی عدالت کے بجائے احقر کو ترقی دیکر سپریم کورٹ میں بھیجدیا چونکہ وہاں کام کم تھا۔ اس لئے ہمہ وقت اسلام آباد میں رہنے کی ضرورت نہ تھی مدرسہ کا کام آرام

سے چل سکتا تھا تقریباً دو ڈھائی مہینے کے بعد دس پندرہ دن کا اجلاس ہوتا تھا اور چلا آتا تھا اب تک یہی سلسلہ جاری ہے۔ جب میں سپریم کورٹ میں گیا تو حسبِ معمول مہینے کے ختم پر ۲½، ساڑھے سات ہزار روپئے تنخواہ کا بل دستخط کے لئے آیا اس وقت تنخواہ لینے پر دل کسی طرح آمادہ نہ ہوا۔ کیونکہ کام بہت کم تھا اور حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ ارشاد ذہن میں آیا کہ مشورہ دلیل ہے تردّد کی۔ چونکہ دل میں کوئی تردّد نہیں پایا۔ اس لئے حضرت سے مشورہ بھی نہ کیا اور لکھ دیا کہ میں ماہانہ تنخواہ بھی نہ لوں گا۔ البتہ جتنے دن عدالت کا اجلاس ہو صرف اتنے دن کی تنخواہ لیا کرونگا۔

ت۔ تنخواہ میں دو درجے ہیں پہلا درجہ یہ کہ تنخواہ ! کام کی حیثیت سے نہیں ہوتی بلکہ قابلیت کی حیثیت سے ہوتی ہے۔ دوسرا درجہ یہ کہ تنخواہ حبسِ نفس کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ صرف عمل کے لحاظ سے نہیں ہوتی۔

م۔ بعد میں حضرت ڈاکٹر صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ فرمایا اتفاق سے اسی دن حضرت والد صاحبؒ کی زیارت بھی خواب میں ہوئی اور انہوں نے احقر کے اس فعل کی تصویب فرمائی۔

ت۔ من حیث التحسین۔

م۔ کافی عرصہ کے بعد عدالت کے چیف جسٹس نے از خود یہ حکم جاری کر دیا کہ وہ ماہانہ تنخواہ نہیں لیتے تو کم از کم کرایہ مکان کی مد سے دو ہزار روپئے ماہانہ جو ہر اس جج کا حق ہے جو عدالت سے مکان نہ لے انھیں ادا کیا جائے۔ چنانچہ وہ انہوں نے جاری کر دیا

جو احقر کے اپنے دارالعلوم کے مکان کی تعمیر پر خرچ کیا۔ اس کے علاوہ ٹیلی فون، گاڑی اور گھریلو ملازم عدالت کی طرف سے فراہم کر دیا۔ اب صورت یہ ہے کہ احقر کے گھر کا خرچ تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے ماہانہ ہے تقریباً تین ہزار روپئے "ادارۃ المعارف" سے ہر ماہ مل جاتے ہیں۔ اور دو ہزار روپئے عدالت سے ماہانہ بمد مکان کرایہ ملتے ہیں اس طرح پانچ ہزار روپے ماہانہ کی آمدنی ہو جاتی ہے۔

جب میں حضرت ڈاکٹر صاحب سے مدرسہ کے مکان کی تعمیر کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ تو حضرت نے فرمایا تھا کہ مکان تو مدرسہ ہی کا ہو جائے گا۔ بچوں کے لئے کوئی الگ مکان حاصل کرنے کی بھی فکر کرو۔

چنانچہ احقر نے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی تھی کراچی میں متوسط درجہ کا مکان پندرہ لاکھ سے کم میں نہیں بنتا ہے۔ احقر اب تک تقریباً تین لاکھ روپے جمع کر سکا ہے۔ لیکن امید ہے کہ انشاء اللہ اس رقم کو تجارت میں لگانے سے مطلوبہ رقم برائے زمین کے حصول میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ ان حالات میں حضرت والا مدظلہم سے تنخواہ لینے یا نہ لینے کے بارے میں مشورہ مطلوب ہے۔

ت۔ حکومت سے چونکہ جس طرح کہہ دیا ہے اب اسی طرح قائم۔ کیونکہ خلاف میں خجلت ہے۔ اور غیرت و حیا مانع ہے۔

البتہ مدرسہ سے بحذف ایام عدالتی کام کے (اس وقت) نہ مدرسہ میں قیام بحبس نفس اور نہ کام بقیہ ایام کی تنخواہ لی جائے پھر حسب موقع و مناسب کل اپنی ضرورت میں

کام میں لائیں یا کل داخلِ مدرسہ یا کچھ جزو اپنے کام میں اور کچھ داخلِ مدرسہ۔ لیکن چونکہ ابھی ذاتی مکان کی ضرورت ہے۔ اس لئے کل وصول اور کل اپنے تصرف میں رکھی جائے تاکہ حصولِ مکانِ ذاتی میں تعجیل کی صورت ہو۔

م۔ احقر کو احساس ہے کہ یہ عریضہ بہت طویل اور حضرتِ والا کی اضاعتِ وقت کا سبب ہو گیا۔ لیکن پوری بات لکھے بغیر اطمینان نہ ہوتا۔

ت۔ کارِ وقیع میں صرفِ وقت، کلام تقی بھی ہے اور رفیع بھی ہے دل خوش ہوا۔ کہ عمل بالتقویٰ ہے اور حال بالرفع ہے۔ مبارک ہو۔

م۔ حضرتِ والا مدظلہم سے دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ اَللّٰھُمَّ اسْتَقِمْ وَزِدْ فَزِدْ ۔

وَالسَّلَامُ

خورد مکرم الاحقر محمد تقی عثمانی

تاریخ ۸ رجب ۱۴۰۷ھ

۹ مارچ ۱۹۸۷ء بروز دوشنبہ

مکتوب از مولانا (مفتی) محمد تقی صاحب عثمانی
نائب مہتمم دار العلوم کراچی، پاکستان

۱۸ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ جمعہ

م۔ بگرامیٔ خدمت فیض درجت سیدی وسندی ومولائی وملجائی ومرشدی
دامت الطافہم السامیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ت۔ مکرم زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے مگر ضعیفی میں ضعف تو لازم ہے اس وقت غذا اور دوا ایک سہارا ہے۔ عمر تو جوانی کی ہے! باجان عبادت اور باجان غذا مفرّح مقوّی لطیف، خوش رنگ، خوشبودار، خوش ذائقہ بہ نیت عبادت!

م۔ احقر ناکارہ بعافیت تمام ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ تعالیٰ با کارہ متعلق بحق ذات خود ومتعلق بمتعلقین وعوام حسب احوال۔

م۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایۂ رحمت وشفقت ہمارے سروں پر تا دیر بعافیت سلامت رکھیں اور ہمیں حضرت کے فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ خادم کو باستحضار اخلاص بمدید باسکون وسکینہ صحیح صحیح خدمت کی توفیق وہمّت سے نوازیں۔

م۔ الحمد للہ احقر اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف ہے البتہ کاموں اور مصروفیات کا

ہجوم بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ذہنی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ اور دماغ اشتات کی آماجگاہ بنا رہتا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ یہ مصروفیات فتویٰ، تصنیف، قضا، تدریس اور ملک میں پیش آنیوالے فقہی مسائل سے متعلق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائیں تو یہ ساری مصروفیات کسی نہ کسی طرح دین ہی سے متعلق ہیں لیکن یہ فکر رہتی ہے کہ پتہ نہیں کہ ان میں کس قدر اخلاص ہے؟ نیز ان مصروفیات کی کثرت اور محویت طمانینتِ قلب کے ساتھ ذکر نہیں ہو پاتا۔ چلتے پھرتے بمشکل معمولات پورے کرتا ہوں وہ بھی جمعیتِ خاطر کے ساتھ نہیں ہوتے۔

البتہ دل بیشتر اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ مانگتا رہتا ہے۔ اور ان کاموں کے درمیان بھی بکثرت ان کاموں سے متعلق بلکہ چھوٹی چھوٹی جزئیات کے بارے میں بھی دل، دل میں دعا کرتے رہنے کی عادت سی ہوگئی ہے۔ لیکن جب اہتمام کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے بیٹھتا ہوں تو چند مختصر دعاؤں کے بعد طبیعت زیادہ دیر نہیں چلتی۔ اور جلدی ختم کر دیتا ہوں۔

برسوں سے آخر شب میں کچھ نہ کچھ تہجّد کی نفلوں کی توفیق ہو جاتی ہے نمازِ عشاء اور وتروں کے درمیان چار رکعات بہ نیتِ تہجّد کا معمول ہے مگر اتفاقاً گاہے باوجود الارم لگانے کے آخر شب میں آنکھ نہیں کھلتی۔

اپنی اس حالتِ زار پر بہت ندامت رہتی ہے۔ الحمدللہ مایوسی تو کبھی نہیں ہوتی لیکن ندامت اور تشویش رہتی ہے کہ عمر کے لمحات گذرتے جارہے ہیں اور اپنے کا حل

شیخ سے تعلق کے باوجود ہمیشہ احقر اپنی بدنامی ہی کا موجب ہوا۔ اور اپنی نااہلی کی وجہ سے اس تعلق کی دولت سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

مصروفیات سمیٹنے کی بھی کوشش کئی بار کر چکا ہوں تاکہ کسی قدر یکسوئی سے اپنی اصلاح کر وانے کی طرف متوجہ ہو سکوں۔ لیکن تقریباً غیر اختیاری طور پر جتنی مصروفیات کم کرتا ہوں اتنی ہی اور بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً زبانی اور تحریری فتاویٰ اور ان میں بھی مشکل اور تحقیق طلب فتاویٰ کا کام بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اور اس کو چھوڑنا بھی ممکن معلوم نہیں ہوتا۔

ان حالات میں حضرتِ والا کو خط لکھتے ہوئے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حضرت کو صرف حالات لکھ کر ہی الحمدللہ تسکین ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لئے کسی قدر ہمت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سایۂ رحمت کو بعافیت سلامت رکھیں آمین

تحقیق و جواب، عرض ہے کہ مومن تاحیات مکلّف بتقویٰ ہے۔ من حیث المسلم بمصداق یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ بطاعتِ کاملہ اعمالِ صالحہ ظاہرہ و باطنہ اخلاقِ حمیدہ بلکہ اور اجتناب عن المعصیۃ ظاہرہ و باطنہ اخلاقِ رزیلہ بازالہ!

یہ احتساب بہ محتسب ذاتِ خود دائماً اذکار، اوراد و تسبیحات، معمولات اعمالِ تقویٰ ظاہری و باطنی کے ساتھ نورٌ علیٰ نور۔ ان میں سے کوئی ترک یا تقلیل بعذر ہو تو کچھ غم نہیں۔ کیونکہ ثواب اور قرب میں کمی نہیں سلوک کی

کی ابتدا اخلاص اور انتہا احسان۔

م۔ عزیزم سلمہ پچھلے ہفتہ لاہور جاکر عزیزہ سلّمہا کو لے آئے ہیں جس کی تفصیل انشاء اللہ وہ حضرت والا عمّت فیوضہم کو خود تحریر کریں گے۔

ت۔ (جی ہاں) خط آیا تھا اور عریضہ بجواب مکرمہ نامہ روانہ ہوگیا۔

والسلام احقر محمد مسیح اللہ

مکتوب از افریقہ ۲۰ محرم ۱۴۰۷ھ

م۔ محترم المقام واجب الاحترام ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ت۔ مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

م۔ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیر وعافیت ہے امید کہ آنجناب بھی بخیر ہوں گے۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیر ہے خیریت معلوم ہوکر مسرّت ہوئی۔

م۔ والا نامہ نے موصول ہوکر شرف بخشا۔ بندہ نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ جب کبھی غصّہ کا موقعہ ہوتا ہے تو بندہ پہلے دیکھتا ہے کہ ایسے حالات میں کیا کرنا چاہئے اور پھر ایک اندازہ کرکے اس سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ مثلاً مدرسہ کے بعض طلباء بغیر کسی معتبر وجہ کے مدرسہ میں نہیں آئے۔ اور مزید براں نماز قضاء کردی تو بندہ نے ایک خاص اندازے کے مطابق تنبیہ

دی۔ اور سزا دیا۔

ت۔ اس تنبیہ کا انجام بخیر ہونا ظہور میں آتا ہو گا؟ اور اس طریق کا تجربہ سے نافع ہونا معلوم ہو گیا ہو گا۔؟

م۔ عموماً غیر شرعی باتوں سے بہت ناراضی ہوتی ہے خصوصاً اپنے ماتحتوں سے کہ اگر کسی کا لباس یا داڑھی یا اور کوئی عمل غیر شرعی ہو تو جب تک اس کی اصلاح نہ ہو جائے ایک قسم کا فکر سوار رہتا ہے کہ اس کو کس طرح سے سمجھاؤں اور ایسے حالات میں کیا کروں۔ لیکن پریشانی نہیں ہوتی نہ کسی قسم کا انقباض بفضلہٖ تعالیٰ بہ برکتِ دعا حضرتِ والا۔

ت۔ ہاں! اسی حالِ محمودہ کا انتظار تھا الحمد للہ تعالیٰ کہ سرور ہوا۔

م۔ اب خلوت کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرتا ہوں۔

ت۔ محبت خلوت کی عین مطابقِ سنت ہے جو اصلاح کے لئے انفع ہے، مبارک ہو۔

م۔ اور خاص طور پر بندہ کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تقریباً پانچ مہینہ پہلے کی بات ہے کہ بندہ نے لکھا تھا کہ اخبار بینی کی عادت ہے۔ اور حضرتِ والا نے معلوم فرمایا کہ کس مقصد سے دیکھتے ہو۔ اس پر بندہ نے دیکھنا چھوڑ ہی دیا۔ اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ دیکھنے کا شوق نہیں۔ نیز یہ خیال ہوتا ہے کہ جب کہ اس میں معتد بہ فائدہ نہیں تو اس میں وقت کو کیوں ضائع کیا جائے۔

ت۔ بسلامتِ فہم اس دور بینی سے خاص مسرت ہوئی۔ باری تعالیٰ استقامت عطا

فرمائیں۔

م۔ کچھ مدت سے یہ حال ہے کہ بندہ چاہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کوئی بھی وقت بے کار نہ ہو۔ اور ہر وقت یہ سوچ میں لگا رہتا ہے کہ اس وقت کو کسی طرح سے زیادہ سے زیادہ قیمتی بناؤں نیز بہت دنوں سے یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ یا تو دین زندہ ہو جائے اور یا تو اس کی کوشش میں جان قربان کر دوں لیکن ثمرات کا منتظر نہیں رہتا اور تفویض پر عمل کرتا ہوں نیز اس کا بھی خیال لگا رہتا ہے کہ کہیں بھی کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھوں یہ سب حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت ہے ورنہ بندہ کو خوب معلوم ہے کہ پہلے اس کی کیا حالت تھی۔

ت۔ ان مجموعی حالاتِ محمودہ مطلوبہ سے کہ عین اتباعِ حکمِ الٰہی بطریقِ تبلیغ و دعوت خاص نشاط ہوا۔ ماشاء اللہ یہ عقلِ مستقیم صد مبارک ہو۔ والسلام

۶ صفر ۱۴۰۷ھ شنبہ

مکتوب از ویلور

م۔ محترمی مرشدی مدظلہم العالی! السلام علیکم

ت۔ مکرمی زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ اسی ماہِ محرم سے ایک سنت کی تکمیل کر لیا ہوں پہلے چھوٹی سی انگریزی داڑھی (ٹھوڑی تک) رکھتا۔ اب دونوں گالوں پر داڑھی آگئی ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔

ت ۔ دل خوش ہوا۔ اتباعِ سنتِ مبارک با ستقلال۔

م ۔ اس سال ویلور کے علاوہ وجے واڑہ میں بھی جشن رحمۃ اللعالمین منایا جارہا ہے۔
حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کے دشمن کمزور پڑ رہے ہیں دعا فرمایئے کہ
یہ جلسے کامیاب ہوں اور نئی نسل اسلام کی طرف مائل ہو جائے۔ یہ میری بڑی
کوشش ہے۔

ت اللہ تعالیٰ حبِّ جاہ وحبِّ مال سے تنفّر، نفرت کے ساتھ باستحضارِ اخلاص
باتحادیتِ کارکنان بحکمت، بہ ہمّت باعتدال بحدودِ شریعت، اعلاءِ کلمۃ اللہ
احیاءِ دینِ متین کی خوب خوب توفیق سے نوازے۔

م ۔ اسلامک سینٹر میں ایک اچھی خاصی چھوٹی سی لائبریری ہے اس سال براہِ راست
غیر مسلموں میں اسلام بزبان انگریزی پیش کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ غیر مسلم بخوشی
اسلام آگہی کے لئے بلاتے ہیں۔ اکثر گریجویٹ حاضرین سامعین ہوتے
ہیں۔ دعا فرمایئے کہ اسلام ان لوگوں کے دلوں میں گھر کرلے۔

ت ۔ اللہ تعالیٰ توفیقاتِ قبولِ حق سے نوازیں۔

م ۔ چار اجتماعات میں حاضر ہوا تھا جن کے موضوع تھے ۔ (۱) دین میں اللہ کا تصوّر۔
(۲) اسلام میں عورت کا مقام (۳) اخوّتِ انسانی (۴) اسلام کی تعلیمات۔

ت ۔ بملائمت، بملاطفت بسلامت لسانِ شیریں بیناتِ سے اللہ تعالیٰ نوازیں۔ آمین۔

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہٗ ۔۔۔۔۔ ۱۱ ؍ صفر ۱۴۰۷ھ

از مکتوبات

احوال وکیفیات حقیقی سلوک نہیں

ایک صاحب جن کا بہت سے بزرگانِ دین سے تعلق رہا ہے۔ انہوں نے آٹھ صفحات پر مشتمل اپنے عجیب وغریب حالات وکیفیات کا ایک خط، قبلہ حضرت مسیح الامّت دامت برکاتہم کو لکھا۔ جس میں انہوں نے اپنے عجیب وغریب خوابوں کا اور احوال وکیفیات کا ایک خاص انداز سے ذکر کیا تھا۔ اس طویل وعریض خط کا حضرتِ اقدس مسیح الامت دامت برکاتہم نے حسبِ ذیل جواب تحریر فرمایا ہے

تحقیق :۔ جنابِ عالی! آپ کا خط پڑھا دل خوش ہوا۔ احوالِ محمود مبارک اور آپ کے فرمان پر معروض ہے کہ سلوک وتصوف، احوال وکیفیات ومواجید تصرفات کشفیات والہامات، کرامات، منامات حسنہ مستجاب الدعوات اور استغراق، غیبت، سُکر کا نام نہیں۔!

سلوک کی حقیقت

بلکہ اعمالِ مامور بہا ظاہرہ پر مداومت کے ساتھ امتثال :۔

اور مامور بہا باطنہ، اخلاقِ محمودہ حسنہ میں رسوخ بملکۂ تامہ ہونا۔ اور منہی عنہا

ظاہرہ سے مدام اجتناب کے ساتھ ساتھ منہی عنہا باطنہ، اخلاقِ مذمومہ رزیلہ کا بالکلیہ ازالہ بلکہ تامہ ہونا من حیث الموضوع، سلوک وطریقت ہے۔

سلوک کی ابتدا، اخلاص ہے۔ اور انتہا، احسان ہے بتکثیر ذکر۔

اخلاقِ باطنہ محمودہ حسنہ کے رسوخ بلکہ کو مقامات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مقامِ توحید مقامِ توبہ، مقامِ صبر وشکر، مقامِ علم یقین، مقامِ زہد مقامِ توکّل مقامِ قناعت مقامِ اخلاص وصدق مقامِ رضا مقامِ شوق واُنس، مقامِ خوف ورجا، مقامِ تسلیم وتفویض۔

ان موضوعات ومقامات پرحسبِ استعداد جوغیرِ موضوعات کیفیات واحوال واقع ہوں کمال نہیں۔ احوال واقع نہ ہوں موجبِ خسران ونقصان نہیں۔ کیفیات ہوں ناز نہیں مسرت نہیں۔ اگر نہ ہوں، غم نہیں حسرت نہیں۔

کیفیات، احوال ہوکر چلے جائیں غم نہیں، افسوس نہیں یہ ہے حقیقی روحِ سلوک وطریقت جس پر دوام استقامت مطلوب ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی عطا فرمائیں۔ مدام خیر وبرکات واستقامت سے نوازیں۔ فقط والسلام۔

احقر محمد مسیح اللہ

۲۵ محرم ۱۴۰۷ھ بروز چہار شنبہ

مکتوب گرامی!

مسیح الامّت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب شیروانی دام ظلہم
خلیفۂ اجل حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
بنام جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب افریقی خلیفۂ مجاز بیعت حضرت مسیح الامّت دام ظلہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ؕ

صدیقِ صادق عزیزِ مخلص بندہ سلّمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے عزیز نسبت کا حاصل کرنا فرض ہے اور جو چیز فرض ہو اس کے حاصل کرنے میں اس طریق کا معلوم کرنا بھی فرض ہے اس لئے ضروری ہوا کہ معلوم کیا جائے کہ نسبت کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کے حاصل کرنے کا طریق کیا ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے جو پہنچا ہے وہ پیشِ خدمت ہے۔

نسبت کی حقیقت

نسبت کے معنی تعلق اور لگاؤ کے ہیں اور مراد ہے بندہ کا خاص تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور وہ ہے قبول و رضا کا تعلق جیسے کہ عاشق مطیع اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے پس معلوم

ہوا کہ فاسق اور کافر کبھی صاحب نسبت نہیں ہو سکتا۔

علامت نسبت۔

نسبت کی علامت یہ ہے کہ صاحب نسبت کی صحبت میں رغبت الی الآخرۃ اور نفرت عن الدنیا کا اثر ہو اور اس کی طرف دینداروں کو زیادہ توجہ ہو بہ نسبت دنیا داروں کے۔

ثمرۂ نسبت مع اللہ۔

بالذات و بالاصل اللہ تعالیٰ ہی سے تعلق ہو۔ اور کسی سے بھی بالذات تعلق نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا جب کسی سے تعلق نہ ہوگا تو پھر کسی شیٔ کے فوت ہونے سے قلق بھی نہ ہوگا۔

تحقّق نسبت کی شرط۔

نسبت کے متحقق ہونے کے لئے کامل رضاء حق شرط ہے۔ مطلق رضاء کافی نہیں مطلق رضاء تو ہر فعل حسن پر مرتب ہوتی ہے۔ اگر کوئی مؤمن ارتکاب معصیت کا کرے اور اس کے بعد طاعت نماز وغیرہ بجا لائے تو گناہ پر ناراضگی مرتب ہوگی۔ مگر نماز وغیرہ طاعت و عبادت پر رضاء بھی مرتب ہوگی۔ اس طرح افعال قبیحہ و اعمال حسنہ پر اپنی اپنی جگہ برابر ناراضگی و رضاء مرتّب ہوتی رہتی ہے (جو کہ نفس لوامہ کی حالت ہے) لیکن اس سے نسبت کا تحقق نہیں ہوتا بلکہ نسبت کے تحقق کے لئے رضائے تام شرط ہے۔

مثال رضائے ناتمام ۔

رضائے ناتمام کی عزیز من ! بالکل ایسی مثال ہے جیسے مریض کی حالت میں عارضی افاقہ ہو جائے گو وہ بھی غنیمت ہے لیکن اس کا نام صحت نہیں اسی طرح گاہے طاعت کا معصیت کے ساتھ شمول ہونا اس کا نام نسبت مع اللہ نہیں ۔ لہذا حصولِ نسبت کے ترتّب و تحقّق کے لئے یہ (حسبِ ذیل) ترتیب ہے کہ جس پر رضائے تام مرتب ہو گی۔

تفصیل ترتیب حصولِ نسبت

علمِ دین بقدر ضرورت ہونا اول دو نفل بہ نیتِ توبہ پھر بہ تکلّف بمقاومت نفس اعمالِ ظاہرہ اور اعمالِ باطنہ کی اصلاح بالخصوص اعمالِ باطنہ اخلاق کی اصلاح جو کہ نہایت اہم اور زیادہ دشوار ہے۔ ایک معتد بہ مدت تک اہتمام والتزام کے ساتھ ان کی اصلاح کی مواظبت رکھنا۔ یہاں تک کہ وہ اعمالِ ظاہرہ و باطنہ حال بن جائیں کہ بسہولت ادا ہوں اور رسوخ پیدا ہو جائے۔ جس کو مقام کہتے ہیں اسی سہولت کے لئے تمام اذکار، اشغال، مراقبات، مجاہدات، ریاضات مقرر کئے گئے ہیں۔ باقی اصل چیز اصلاح اعمالِ ظاہرہ و باطنہ ہی ہے اسی پر نسبت حقیقی مرتب ہوتی ہے۔ جب بندہ مومن اعمالِ ظاہرہ و باطنہ پر مداومت کرتا ہے تو حق تعالیٰ کو اس کے ساتھ رضائے دائمی کا تعلق ہو جاتا ہے۔ بس یہ حقیقت ہے نسبتِ مع اللہ کی۔

عزیزِ من ! صرف ذکرِ دائم، یا دوامِ حضور یا ملکۂ یاد داشت، مداولت دمشق سے بدونِ اصلاحِ اعمالِ ظاہرہ و باطنہ نسبت کی حقیقت حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اصلاحِ اعمالِ ظاہرہ و باطنہ کی مداومت کے ساتھ حصولِ نسبت میں یہ چیزیں مُعین بہت ہیں کیونکہ عزیز من ! جس کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان ہے۔ اُس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونا مستبعد ہے۔

خلاصہ ۔ غرض نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو بندہ کے ساتھ ایک خاص تعلق رضا کا ہو۔ اور وہ مرتب ہوتا ہے اصلاحِ اعمال ظاہرہ و باطنہ ہی پر۔

خاصیتِ نسبت۔

غرض نسبت کی خاصیت ایک خاص انجذاب ہے جس کے لوازم میں سے بفضلہٖ تعالیٰ بسہولت طاعت و عبادت اور دوامِ ذکر دائم ہے۔

بقائے نسبت۔

عزیز من یہ ہے وہ نسبت مع اللہ جو عادۃً پھر کبھی زائل نہیں ہوتی۔ جیسے صفت بلوغ کبھی زائل نہیں ہوتی اسی کو صوفیائے کرام نے فنا کے عنوان سے تعبیر کیا ہے کہ فرمایا الفانی لا یُرَدُّ کہ فانی واصل کبھی مردود نہیں ہوتا۔

عدمِ منافات، بصدورِ معصیت اتفاقاً۔

میرے عزیز صادق !

یہ وہم نہ ہو کہ بعد حصول و وصول نسبت بھی بعض صحابہ اور اولیاء سے معصیت کا صدور ہوا ہے پھر رضائے الٰہی کا تحقق کہاں رہا اور نسبت مع اللہ کہاں رہی۔

عزیز من ایسا اتفاق نہ رضائے دائمی کے خلاف ہے اور نہ نسبت مع اللہ کے منافی خوب سمجھ لو۔ گہری دوستی کے بعد بھی اتفاقاً شکر رنجی بھی ہو جاتی ہے لیکن تدارک کے بعد پھر ویسا ہی تعلق ہو جاتا ہے بلکہ درحقیقت اس شکر رنجی اور ناراضگی کے زمانہ میں بھی دوستی کا اصل تعلق بدستور قائم رہتا ہے اور وہ زائل نہیں ہوتا وہ شکر رنجی و ناراضگی محض عارضی ہوتی ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیں اور دل میں جمالیں۔

نظیر۔ اس کو یوں سمجھیں جیسے تکمیل صحت کے بعد ضروری نہیں کہ کبھی اس حالت میں زکام بھی نہ ہو۔ اگر اتفاقاً بد پرہیزی ہو تو کیا اس بد پرہیزی سے نقصان نہ ہوگا ضرور نقصان ہوگا۔ لیکن یہ محض عارضی ہوگا۔ تدارک کے بعد پھر وہی حالت صحت عود کر آئے گی۔

دوسری مثال سمجھئے۔ کیا درسیات سے فراغ کے بعد باوجود کمال علمی اور ذی استعداد ہونے کے کبھی کسی مقام پر اٹکتے ہی نہیں۔ بلکہ گاہے کہیں بعد فراغ بھی اٹکتا ہے لیکن ذرا توجہ سے اس سے نکل جاتا ہے اس کو خوب سمجھ لیں۔ پس واصل بحق صاحب نسبت سے اتفاقاً معصیت کا صدور نہ رضائے دائمی کے خلاف اور نہ نسبت مع اللہ کے منافی، اللہ تعالیٰ آنعزیز کو دوام رضا، و نسبت حقہ سے نوازیں۔

خلاصۂ روح سلوک ۔ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ

۱۔ طلب مقصود ہے۔ وصول مقصود نہیں یہ اہل طریق کے یہاں ثابت ہے اور

جب یہ مسلّم ہے تو مقصود کے حصول کا قلب میں تقاضا نہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی حجاب ہے اس لئے کہ اس تقاضے سے تشویش ہوتی ہے - اور تشویش جمعیت و تفویض کو قطع کرنے والی ہے اور جمعیت و تفویض ہی شرط وصول ہے - آں عزیز اس کو خوب راسخ کرلیں جمالیں -

۲- مجاہدہ مطلوب ہے - اور اس کی دو قسمیں ہیں - مجاہدہ حقیقیہ اور مجاہدہ حکمیہ -

۱- مجاہدہ حقیقیہ یہ ہے کہ ارتکاب و استدامتِ اعمالِ صالحہ ہو - اور اجتناب عن المعاصی ہو -

۲- مجاہدہ حکمیہ یہ کہ ان مباحات کو ترک کرنا جو معاصی کی طرف مُفضی (لیجانیوالی) ہوں -

حقیقتِ مجاہدہ- مجاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ معاصی کو بمقاومتِ نفس مطلقاً ترک کرنا اور یہ مقاومت و مخالفت نفس واجب و فرض ہے اور مباحات میں تقلیلاً مخالفت ہو اور یہ مقاومت و مخالفت مستحب ہے مگر یہ مخالفت ایسی ہے کہ مخالفتِ واجبہ کا حصولِ کامل اس مخالفتِ مستحبہ پر موقوف ہے -

مثال مجاہدۂ مستحبہ میں تقلیل کی -

کم کھانا، کم سونا، کم ملنا، کم باتیں کرنا، زیادہ لباس نہ پہننا -

آں عزیز آں محبِ مخلص و صادق کو اللہ تعالیٰ وصول و رضا اور نسبت کی دولت سے نوازیں -

آمین - والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہ

جلال آباد ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا

۷ محرم ۱۳۸۵ھ یکشنبہ

مکتوب ایک خاتون از مکہ مکرمہ

م۔ میرا خیال ہے کہ مجھ میں فکرِ آخرت کی کمی ہے اکثر طور پر دنیا کے خیالات ذہن میں رہتے ہیں اس کا علاج کیسے کروں کہ آخرت کا خیال زیادہ ہو جائے۔

ت۔ یہ فکرِ آخرت ہی تو ہے کہ فکر ہے۔

م۔ مہربانی فرما کر دعا بھی فرما دیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ مضبوطی سے نوازیں۔

م مجھے سارا وقت یہ خیال رہتا ہے کہ یہ بات یا یہ کام یا یہ خیال غلط تھا یا ٹھیک۔

ت۔ یہ کاوش خطرۂ شیطانی ہے کہ دل غیر اللہ میں مشغول ہو۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ۔

م۔ اپنی حالت جو ٹھیک نہیں لگتی اس پر استغفار کرتی رہتی ہوں۔

ت۔ بس یہ استغفار خوب علاج ہو گیا کہ شغل بخلق سے بے خیال ہو کر استغفار شغل بحق ہو گیا۔

م۔ اپنی دینی حالت کا اس طرح خیال رہتا ہے کہ جن دنوں طاعات میں آسانی ہوتی ہے خیال آتا ہے دینی حالت اچھی ہو رہی ہو گی لیکن جب کمی آتی ہے تو اس کے برعکس خیال آتا ہے اس میں علاج کی ضرورت ہے تو کس طرح کروں۔

ت۔ اوپر لکھ دیا ہے کہ یہ کاوش خطرۂ شیطانی ہے کہ دل خطرات (غیر اللہ) میں مشغول ہوا۔

م۔ مہربانی فرما کر میرے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان کامل اور اس پر خاتمہ

عطا فرمادے میرے اخلاق بہت اچھے کر دے۔

ت۔ یہ طلب مبارک اللہ تعالیٰ تا آخر دم ایمان با استقامت اعمال بخیر قائم رکھیں۔

م۔ کچھ دنوں سے طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اچھی صحت بقوّت عطا فرمائیں۔

م۔ تیسری بچی بھی الحمدللہ نماز روزے کی پابند ہے لیکن دوسری بہنوں کی طرح دین کا زیادہ شوق اس میں نظر نہیں آتا اس کے لئے بھی دعا فرمادیں۔

ت۔ نماز اور روزے کی پابندی پیش خیمہ ہے دین میں زیادت شوق کا۔ اللہ تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔

م۔ اور ہم سب کو ہر قسم کے شرور و فتنے سے بچائے رکھیں والسّلام

ت۔ اللہ تعالیٰ اولاد کو نیک صالح اور با استقامت احکام الٰہی کی عظمت کرنے والا بنائے۔ آمین۔

ضروری گذارش

حضرت اقدس مسیح الامت دامت برکاتہم نے عریضہ بالا کا جواب تحریر کرنے کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ ایک خاتون کا خط ہے جو مکّہ معظمہ سے آیا ہے کبھی کبھی یہ بھی اپنے شوہر کے خط میں اپنا خط بھیجتی ہے بڑی مستقل مزاجی سے یہ اپنی اصلاح میں لگی ہوئی ہے اپنے حالات کی اطلاع کرتی رہتی ہے اور پوچھ پوچھ کر باترتیب اصلاحی کتابوں

کا مطالعہ کرتی ہے۔ ان کے حالات ماشاء اللہ بہت سے مردوں سے اچھے ہیں حالات کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ یہ خلافت کے قابل ہیں۔ مگر عورتوں کو خلافت نہیں دی جاتی اگر عورتیں خلیفہ ہوا کرتیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خلیفہ ہوتیں۔ مگر عورتیں خلیفہ ہوتیں نہیں۔ ایسے ہی رابعہ بصریہؒ کے حالات کتنے اچھے تھے بعض مردوں سے بھی اچھے مگر فضیل ابن عیاضؒ کی خلیفہ نہیں تھی۔ احقر جامع

مکتوب ازمکہ مکرمہ ۷ صفر ۱۴۰۷ھ جمعہ

من الفقیر لخیر بہ عافاہ اللہ من کل فسادٍ برحمتہٖ علی العباد

الیٰ

حضرۃ مرشدی مسیح الامت المحترم اسبغ اللہ علیہ من رحمتہٖ وانزل علیہ من برکاتہ ونفعنا بفیوضہ دائمًا۔ آمین۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

م۔ احقر الانام درخواست کرتا ہے کہ ازراہِ لطف وشفقت وعنایت اپنے مزاج مبارک سے مطلع فرمائے۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے۔

م۔ اس ضعیف نے کچھ عرصہ پہلے بچی کا رشتہ لاہور میں نہ ہو سکنے کا لکھا تھا اس واقعہ سے ابھی تک دل پر یاس ہے۔ خاص طور پر جب کہ اس کا رشتہ ابھی تک

نہیں ہوا۔ بندہ تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ اور منصوبے بناتا رہتا ہے۔ چنانچہ اسے خود میں توکل کی کمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ دراصل جس نے بچی کو پیدا کیا اس نے اس کے رشتہ کو بھی پیدا کیا ہوگا۔ اور بندہ کا کیا اختیار چلتا ہے جب مالک کو منظور ہوگا تب ہی ہوگا۔ بندہ عاجز کا علم ناقص ہے اسے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کی بہتری کس میں ہے۔

ت۔ اسلام کی تعلیم بفکر صحیح تعمیل کی ہے بندہ اپنے نزدیک سعی صحیح کا مکلّف ہے اور انجاماً وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ مگر سوچ لاطائل لاحاصل۔

م۔ الحمد للہ اس عریضہ کے تحریر کے وقت اس بات کی دعا کی توفیق ہوئی۔ اے اللہ اس خط میں وہ باتیں لکھوا دیجئے جن سے بندہ کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی محبت و اطاعت تامّہ عطا فرمائیں اور اسے معصیت و گناہ سے محفوظ فرمائیں۔

ت۔ یہ خیال پاکیزہ، مبارک۔

م۔ بندہ نے اپنے عریضہ ۱۶ ذی القعدہ ۱۴۰۶ھ میں تحریر خدمت کیا تھا کہ تفویض بہت کٹھن ہے۔ اس پر حضرت والا دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا تھا کہ تفویض سب سے زیادہ سہل ہے اس کم فہم کا مطلب تھا کہ بندہ کسی کام کو ایک طریق سے سرانجام دینا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ کسی اور طریق سے مقدّر ہوتا ہے۔

ت۔ جس کا ہمیں علم نہیں۔

م۔ اور بعض اوقات ایسے طریق سے طے پاتا ہے کہ بندہ کی تجویز کے برعکس ہوتا ہے ان حالات میں معاملہ اپنی تجویز کے خلاف تفویض کرنے سے طبیعت پر جبر ہوتا ہے۔

ت۔ تسلیم کے بعد تفویض کیا مشکل بالکل سہل تر ہے۔

م۔ وہ حال نہیں جیسا کہ کسی شخص نے کہا تھا کہ اس شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جس کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں ہوتی۔

ت۔ دیکھئے تفویض کس قدر سہل ہے۔

م۔ یہ گردن زدنی محسوس کرتا ہے کہ اپنے ناگفتہ بہ حالات (بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے) محض خط بھر بھر کر اکثر و بیشتر حضرتِ والا دام فیضہٗ کی خدمت مبارکہ میں بھجواتا رہتا ہے۔ حضرتِ والا عم فیضہ کو جواب واپس بھیجنے میں ساڑھے چھ روپے ۶۰۵۰ کے ٹکٹ لگانے پڑتے ہیں جو کہ ایک بارِ عظیم ہے جسے حضرتِ والا دامت برکاتہم بہ خندہ پیشانی تحمّل فرماتے ہیں۔

ت۔ توفیق الٰہی کی نعمت....... اور آنمکرم کی خدمتِ دین کے مقابلہ میں یہ صَرف کیا ہے۔ کنکری کے برابر بھی نہیں ہے۔ فجزاکم اللہ عنّا خیرالجزاء۔

م۔ بندہ تو حضرتِ والا کی خدمتِ عالیہ میں کوئی ہدیہ تک نہیں بھجواتا۔ فقط اس بار بتوفیقہٖ تعالیٰ الراجیؒ کا چیک مورخہ ۲۸ر ۰۷ ۱۴ھ بطور ہدیہ بھیج رہا ہے۔ "گر قبول افتد زہے عزّ و شرف"۔

ت۔ اگر بصلۂ لفافے ارسال ہے تو بندہ قبول کرنے سے معذور ہے۔

م۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا دام فیضہ کی محبت وشفقت بندۂ ناتواں کے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔

ت۔ محبت وشفقت سے ہی تو مکاتبت جاری ہے پھر معاوضۃً کیسی؟ اگر یہ ھدیہ عوض ہے تو یہ ھدیہ کہاں؟

م۔ حضرتِ والا دامت برکاتہم نے اس کوتاہ بیں کے عریضہ مورخہ ۱۶ ۱۱/۱۴۰۶ھ یہ تحریر فرمایا تھا کہ اطلاع کا اہتمام اتباع کا التزام ہو۔ اس نااھل کو یہ وثوق بھی نہیں کہ صحیح قابلِ اطلاع باتوں کی اطلاع بھی دیتا ہے یا نہیں اور اتباع کا التزام بھی جیسے ہونا چاہئے ویسا ہے بھی یا نہیں فقط۔

ت۔ یہ کاوش ومظنونات کیسے؟ یہ خطرہ سے خالی نہیں! بشاشت جو مطلوب ہے۔ وہ پھر کہاں۔ والسلام۔

ازمکہ مکرمہ مرسلہ صاحب مذکور کا مکتوبِ ثانی — ۱۴ صفر ۱۴۰۷ھ جمعہ

م۔ بندۂ خود میں غیبت کا میلان بہت پایا جاتا ہے۔ ایک صاحب نے المدینۃ المنورہ سے اس کم ظرف کو فون کیا۔ اور کہا کہ آپ کی بہت یاد آرہی تھی بندہ بے حد خوش ہوا کہ اللہ کے ایک نیک بندہ نے اسے یاد کیا اس لئے جواب میں ان سے عرض کیا کہ یہ بندہ کے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ بندہ آنجناب کو یاد آجائے

ذرا سی دیر کے بعد وہ کہنے لگے کہ فلاں صاحب کا فون نمبر کیا ہے آپ کے پاس ہے ؟ بندہ نے فون نمبر انھیں دیدیا۔ لیکن جَل بھُن گیا کہ انھوں نے پہلے ہی کیوں نہیں کہا کہ میں اس لئے فون کر رہا ہوں کہ مجھے فلاں صاحب کا فون نمبر چاہئے بندہ انھیں فون نمبر دے ہی دیتا اچھا انہیں بندہ کی یاد صرف فون کی وجہ سے آ رہی تھی اگر ایسا تھا تو مرچ مسالہ لگا کر بات بنا کر یہ ظاہر کرنے کی بھلا کیا ضرورت تھی یاد تو بندہ کی آ رہی تھی لیکن ویسے ہی سرسری طور پر بات چیت کے ضمن میں فون نمبر بھی لے لیا جب کہ معاملہ اس کے برعکس تھا کہ یاد تو فون کی آ رہی تھی۔ لیکن فون نمبر لینے کے لئے بات بندہ سے بنانا پڑی۔

ت۔ یہ حال سوءِ ظنّی ہے اور سوءِ ظنّی اور غیبت تعلقات میں تفرقہ کی بنیاد ہے سوءِ ظنّی میں عنداللہ بھی مواخذہ کا اندیشہ ہے حسن ظن پر نہیں اس لئے سوءِ ظنّی دفع حسن ظن قائم۔

م۔ بندہ نے اپنی غیبت کے میلان کے زیرِ اثر یہ بات گھر والوں کو بھی بتلا دی کہ فلاں صاحب نے اس طرح بات بنائی۔

ت۔ اس میلانِ غیبت پر کس درجہ ضیقِ نفس اور دماغی تکان مع میلِ دل و غفلتِ قلب عن ذکر اللہ ہوا۔

م۔ بندہ کی اس بات پر گھر والوں کی خاموشی اور غیبت کی بات پر ان کا کوئی ملاحظہ یا مزید بات چیت پیش نہ کرنے سے بندہ کو محسوس ہوتا ہے کہ انھیں غیبت کی بات سننے سے ناگواری ہوتی ہے۔

ت۔ لہذا اھلِ خانہ کا حسنِ خُلق اور ان کا لغو و لایعنی سے اجتناب و احتیاط قابلِ عبرت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

م۔ لیکن وہ اپنی ناگواری کا صراحتہً اظہار بھی نہیں کرتیں۔ لیکن غیبت کی بات پر بندہ کی تشجیع، ہمت افزائی بھی نہیں کرتی۔

ت۔ سکوت خود نفیٔ تشجیع و تنفّر پر دال ہے۔

م۔ حج کے دوران گھر والوں کی غیر موجودگی میں مہمانوں سے جو برتن ٹوٹ گئے یا اور نقصان ہوا۔ یا اختلافِ طبائع کے سبب بدعنوانیاں ہوئی بندہ نے ان کا کچا چٹھا بھی گھر والوں کو کہہ سنایا۔

ت۔ تاکہ سامانِ استعمالی میں محتاط رہیں اور خود ان سے غیر ملتفت ذہناً و لساناً اور درگذر بحلم۔

م۔ جس وقت بندہ گھر والوں سے غیبت کی باتیں کر رہا ہوتا ہے اس وقت بندہ کو یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ گھر والوں کو لوگوں کی بات بتا کر کیا فائدہ ہے نقصان کی تلافی تو ہونے سے رہی جو چیزیں ضائع ہوگئیں وہ آنے سے رہی اور مہمانوں کی خدمت سے جو ثواب ہوا ہو گا غیبت سے وہ بھی جاتا رہا ہو گا۔ بلکہ بندہ کے دل میں غیبت کی وجہ سے مہمانوں کے خلاف ایک قسم کا مُفت غصّہ و بغض پیدا ہوجاتا ہے۔ جس سے حلم و تحمّل کا رشتہ بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اس سب احساس کے باوجود لذتِ غیبت اتنی شیریں ہے کہ غیبت نہیں چھوٹتی۔ شاید غیبت کا منشا تکبّر ہے؟ کہ بندہ اور سب لوگوں سے اچھا ہے۔ دوسروں میں جو عیوب ہیں مجھ میں نہیں۔ یا پھر غیبت

کا منشا ، بندہ کا عجب ہے کہ جو خوبیاں اور عقل بندہ کو میسّر ہے وہ دوسروں کو نہیں
دعاء فرمائیں۔ کہ بندہ کے اندر سے اس رزیلہ کا قلع قمع ہو جائے فقط۔
ت۔ تنگ نظری کم ظرفی کی بجائے بلند حوصلگی عالی ظرفی عفو وکرم درگذر اور اپنی کوتاہیوں
کا استحضار اور نفس کا احتساب۔ والسلام

از مکہ مکرّمہ۔ مرسلِ مذکور کا مکتوبِ ثالث — ۱۲ رصفر ۱۴۰۷ھ بروز جمعہ

م۔ بڑی لڑکی اپنی سسرال سے آئی ہوئی تھی ہم لوگ جمعہ ، رصفر ۱۴۰۷ھ کو جمعہ کی نماز
پڑھ کر المسجد الحرام سے اپنی گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔ بندہ اور بچوں کی والدہ آگے
آگے چل رہے تھے بچیاں ہمارے پیچھے چل رہی تھی۔
ت۔ کیا پردہ کا اہتمام نہیں ہے ؟
م۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہنسنے لگیں بندہ کو خیال پیدا ہوا کہ شاید انہوں نے کوئی مضحکہ چیز
دیکھی ہے۔ جس پر وہ ہنس رہی ہیں بندہ نے پیچھے مڑکر بچیوں سے پوچھا کیا بات ہے
کس چیز پر ہنس رہی ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا ضروری نہیں کہ ہر وہ بات جس پر
ہم ہنسیں تمہیں بھی بتائیں بندہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس جواب میں ان میں والد کا
عدمِ احترام اور کسی درجہ ان کے اندر وقاحت بے حیائی وسلاطۃ اللسان زبان درازی
ہو۔ اس لئے کہ ایسا جواب برابر والوں کو دیا جاتا ہے ان کے اس جواب سے بندہ کا

شعور مجروح ہوا۔ اور بندہ کی طبیعت پر ان کے جواب سے بہت زور پڑا۔
بندہ کو یہ علم نہیں کہ اس شعور میں بندہ حق بجانب تھا یا نہیں کیونکہ میلانِ نفسہ صحیح ہے

ت ۔ اپنی شانِ اُبوّت کا اور بچیوں کی عدمِ نیت کا فوری استحضار اور اس وقت عدمِ نیت مگر آئندہ پورا استحضار اور اُدھر بچیوں کی مخلوط انگریزی اسکول کی تعلیم کا اثر سببِ غفلت حقوقِ والدین اِن امور کا باعث ہوا۔ آخر میں خلاصہ عرض ہے کہ اُس وقت آپ کو بچیوں سے پوچھنا نہ چاہئے تھا۔ اور ان کا جواب بلانیت عدمِ احترام تھا۔ بلکہ موجودہ ماحول و اُفتادِ طبع اور آپ کی ذکاوتِ حِس اِن امور کا باعث ہوا۔

م ۔ شاید بچیوں میں شادی کے بعد کسی حد تک آزادیٔ کلام اور تیز بیانی آجاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ بندہ کے لئے غلط تھا کہ ان سے اس قسم کا شخصی سوال کرے۔ بندہ یہ مسئلہ اپنی اصلاح کے پیشِ نظر حضرتِ والا کی خدمت میں تحریر کر رہا ہے۔

ت ۔ اوپر لکھ دیا ہے۔

م ۔ الحمد للہ حضرتِ والا کی تعلیمات کے بعد اس کم عقل کا گھر والوں سے جھگڑا بہت کم ہو گیا ہے

ت ۔ بایں مدت! کم ہی ہوا۔ ختم نہیں ہوا۔

م ۔ اور انہوں نے رونا دھونا فکر کرنا بہت کم کر دیا ہے۔

ت ۔ باری تعالیٰ گھر کو جنت نشان بنانے کی توفیق سے نوازیں۔

م ۔ گھر والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اب بندہ کا ان سے معاملہ اچھا ہو گیا ہے

ت ۔ یہ ایک قسم کی بشارت ہے الحمد للہ تعالیٰ دل مسرور ہوا۔

م ۔ اللہ تعالیٰ بندہ کے اخلاق کی کامل اصلاح فرمائیں۔

ت۔ آمین۔ یہ فکر خود عبادت ہے۔

م۔ کل جمعرات ۲۰ صفر کو اس بلید پلید کے ایک زمیلِ عمل صبح کے وقت بندہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں گھر بدل رہا ہوں اور کہا کیا یہ ممکن ہے؟ کہ آنجناب ظہر کے بعد میرے گھر آجائیں تاکہ وہ صاحب نیچے ٹرک میں سامان رکھواتے رہیں۔ اور بندہ اوپر دوسری منزل پر اپارٹمنٹ (مکان) سے مزدوروں کے ہاتھ سامان نیچے بھجواتا رہے چونکہ بندہ ان کے ساتھ ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے اس لئے بندہ کو مجبوراً ان کی بات قبول کرنی پڑی اور بندہ کوئی ڈیڑھ بجے ان کے پاس چلا گیا دو بجے کے قریب ہم لوگ مزدوروں کو لے آئے سامان کافی تھا۔ مزدوروں نے دو بجے سے ساڑھے چار بجے تک سامان اتارا پھر نئے شقہ (مکان) میں چڑھایا کل مغرب پانچ بجکر ۲۵ منٹ پر ہوئی۔ ڈیڑھ دو بجے سے چھ بجے تک زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے ہوتے ہیں۔ بندہ مغرب کے وقت فارغ ہوا۔ راستے میں مغرب کی نماز پڑھی

ت۔ آنجناب نے عصر کی کہاں پڑھی یہ نہ لکھا؟

م۔ پرسوں بندہ گھر والوں کے ساتھ جدّہ گیا تھا تو راستے میں پنکچر ہو گیا تھا۔ مغرب کے بعد وہ پنکچر درست کرایا جب گھر آرہا تھا تو عشاء کی اذان ہو گئی چنانچہ عشاء کی نماز کے بعد گھر پہونچا گھر والوں کا حال پوچھا انہوں نے بہت سرد مہری سے کاٹ کر مختصر جواب دیا جو بندہ کو بہت ناگوار گذرا کہ سارا دن تھک کر آؤ اور گھر آکر اعتراض پاؤ بندہ نے کچھ کہا نہیں لیکن کیا بندہ ان کی سرد مہری پر ناگواری میں حق بجانب تھا؟۔

ت۔ آپ ذکاوت حِس سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ ان کا مختصر جواب کافی تھا۔ اور مقصود بھی حاصل! زائد کلام کیا لایعنی اور لغو میں داخل نہیں ہے۔

م۔ بندہ نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ فقط۔

ت۔ آنجناب کو بھوک نہ ہوگی یا غصہ و تکدر اس کا باعث ہوا؟ شق ثانی طولِ لاطائل ولغو ولایعنی کیا آپ کے یہاں چشم پوشی کا خانہ نہیں؟ کیا آپ کا دل کاوش سے نہیں گھبراتا۔ اے سالکِ طریقِ آخرت طالبِ تزکیہ۔

از مکہ مکرمہ مرسل مذکور کا مکتوب رابع — ۲۸ صفر ۱۴۰۷ھ بروز جمعہ

م۔ بندہ کا جی چاہتا ہے کہ ہر روز کسی قدر قرآن مجید کی تلاوت کرے اور ایک منزل مناجات مقبول کی پڑھے اور چلتے پھرتے ذکر کرتا رہے

ت۔ یہ تو عین منشا سلوک ہے دل مسرور ہوا۔

م۔ اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے اور قبول فرمائیں۔

ت۔ توفیق ہونا دلیلِ قبول ہے۔

م۔ اس ظلوم وجہول کو اکثر وقت بچیوں کی شادی کا فکر رہتا ہے خاص طور پر دوسری بچی کے بارے میں اس کی شادی کے طرف سے دل بہت بے چین رہتا ہے۔ بس سارا وقت یہی خیال مستولی رہتا ہے۔

ت۔ اول فکر صحیح کے ساتھ دعا خوب ہو۔ یہ ہے حقیقی استیلا ہے صرف نظر ہو۔

م۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کیوں نہیں۔

ت۔ کیا فکر ادائے حقوق منافی توکّل ہے! صحیح اسباب جمع ہوتے ہوئے پھر بھی نظر مسببّ پر ہی رہے یہ توکل مطابق سنت!

م۔ جس نے بچّی کو پیدا کیا اس نے اس کا رشتہ بھی پیدا کیا ہوگا!

ت۔ بس مقدّر پر شاکر رہنا چاہیئے اور اچھا رشتہ بحسن اخلاق تلاش رکھنا چاہیئے۔

م۔ بچی کی شادی قدرے دیر سے ہوتے ہیں اس کا فائدہ بھی ہے کہ کچھ عرصہ اور بندے کے پاس رہے گی۔

ت۔ یہ مصلحت بھی پیش نظر اور شادی کا خیال مستولی رہنا بھی یہ تضاد۔!

م۔ اسے بچوں کا پاس رہنا اچھا لگتا ہے شادی کے بعد تو بچیاں ماں باپ کے گھر ٹکتیں نہیں۔ اپنے گھر جانا چاہتی ہیں۔ اور مناسب بھی یہی ہے اس بارے میں دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ کسی عمدہ مناسب نرم نباہ کی جگہ بچیوں کی شادی سے آپ کو فراغت بسہولت عطا فرمائیں۔ آمین۔

م۔ یہ ناقص دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو تادیر قائم رکھے اور بندہ کو حضرتِ والا سے استفادۂ کاملہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے سروں پر آپ کا سایہ قائم رکھے آمین۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اس نیک محبّت، نیک دعاؤں کا نیک صلہ صلاح و فلاحِ دارین عطا فرمائیں۔

م۔ اس نااھل نے محرم ۱۴۰۷ھ کے آخر میں بعض بزرگوں کی چند باتوں سے اپنی عدمِ مناسبت کا لکھا تھا بندہ کے یہ عرض کرنے پر کہ احترام سب کا کرے۔ اور خود سے کسی کو ایذا رنہ پہونچنے دے۔ حضرتِ والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ یہ نہایت ضروری بلکہ لوازمِ شریعت و طریقت ہے بندہ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کاربند رہے گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

ت۔ اس تعال پر خاص سرور ہوا یہ عظمتِ شریعت کی دلیل ہے مع طریقت۔

م۔ اس طرح یہ بنیادی اصول بھی ہاتھ لگا کہ اس پر نظر ہو کہ بلا مزاج شناسی اور بے تکلفی کسی کی دعوت کرنا یا قیام کی اپنے یہاں دعوت دینا تو کیا بلکہ ملنا ملانا بھی نہیں بس اپنے کام سے کام۔ اللہ تعالیٰ سکون سے اور یک سوئی سے بہ محبت بہ خلوت۔ بمصداقِ حُبّبَ الیہ الخلاءُ تا حیات قائم رکھیں۔ الحمد للہ اس کا بھی خوب تجربہ ہوا کہ کسی سے تعلقات بڑھانے مناسب نہیں بلکہ اس اصول پر کاربند ہوا جائے کہ بدون مزاج شناسی اور بے تکلفی کے محض خوش عقیدگی سے تکلّم آمد و رفت کے ساتھ مجالست ہو کر دعوت اور قیام کا طریق قطعاً مصلحت نہیں۔ حسنِ ظن حسنِ عقیدت باقی اور طریق میں تاویلِ حسن۔ جزاکم اللہ تعالیٰ کلّ خیر اللہ تعالیٰ ان زرّین اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں آمین فقط۔

ت۔ آپ کا یہ سراہنا مبارک بس ہمّت بلند مستقل مزاجی۔ والسلام

گذارش

۱۔ مکتوباتِ خمسہ کے جوابات حضرتِ والا دامت برکاتہم نے پاکستان سے واپس تشریف لانے کے بعد ۸ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کو تحریر فرمائے۔

۲۔ اور ہر ایک جواب علیحدہ علیحدہ لفافہ میں ہی ارسال کیا اس پر عرض کیا گیا کہ حضرت! مذکورہ مکتوباتِ خمسہ ایک ہی صاحب کے ہیں۔ اگر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ لفافہ میں ارسال کیا گیا تو ڈاک ٹکٹ میں کافی صرفہ ہوگا۔ اس لئے اگر جملہ جوابات کو ایک ہی لفافہ میں ارسال کر دیا جائے تو ڈاک صرفہ میں بہت کفایت ہو جائے گی۔

" فرمایا کہ جب یہ خطوط وہاں سے علیحدہ علیحدہ آئے ہیں تو یہاں سے بھی اسی طرح علیحدہ علیحدہ جانے چاہئیں۔ اور فرمایا کہ جوابات علیحدہ علیحدہ ارسال کرنے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ ایک نہ ایک تو ان کے پاس پہونچ ہی جائیگا اور اگر تمام خطوط ایک ہی لفافہ میں روانہ کئے اور وہ لفافہ خدانخواستہ نہ پہونچا تو تمام محنت بے کار جائے گی اور اُدھر ان بے چاروں کو بھی خطوط کا انتظار رہو گا۔ اور جواب نہ پہونچنے پر ان کو بھی پریشانی ہوگی۔

"احقر عبدالستار"

مکتوب از مکہ مکرمہ ۵/۳/۱۴۰۷ھ جمعہ

بندہ نے ایک صاحب سے ہندوستان سے کچھ سامان منگایا تھا۔ اور ان کو ایک سو پچاس ریال دیئے تھے جو کہ اور ایک صاحب کے ذریعہ ان کے پاس بھجوا ئے تھے مگر وہ سامان نہیں لائے اور عذر کر دیا کہ میں بھول گیا ہوں۔ اور رقم کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اس دوران میں نے بھی ان کو نہیں ٹوکا۔ کچھ دنوں کے بعد خیال آیا کہ ہو سکتا ہے رقم واسطہ صاحب نے ان کو نہ دی ہو۔ اس پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو فلاں صاحب نے میرے سامان کے لئے کتنے پیسے دیئے تھے۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں رہا میں نے واسطہ صاحب سے پوچھا کہ آپ کو میں نے سامان منگانے کے لئے کتنے پیسے دیئے تھے کتنی رقم دی تھی انہوں نے بھی کہا کہ میں بھول گیا ہوں میں پریشان مگر میرے پاس وہ رقم مع تاریخ و دن ڈائری میں لکھی ہوئی تھی لیکن ان کو بتاؤں تو کیسے بتاؤں۔ لیکن جب ان صاحب نے سارا بوجھ مجھ پر ڈالدیا تو بندہ کو مجبوراً کہنا پڑا کہ بندے نے کہیں لکھا ہو گا ڈھونڈ کر بتاؤں گا۔ لیکن یہ خدشہ رہا کہ سوچیں گے کہ انہوں نے زیادہ وصول کر لئے۔

ت۔ آنجناب نے جب وہ رقم اپنی یادداشت میں لکھی تھی تو معاملہ صاف تھا جو لکھا ہوا تھا مع تاریخ دسن و دن اور واسطہ کا نام بس دکھا دیا جاتا اتنی کش مکش میں کس قدر طول ہوا۔ اور وہ بچارے اپنی بھول کی معذرت بھی فرمارہے تھے لہذا معذرت قبول

اور اپنا دل صاف اور ہمیشہ میرے شیخ نور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد محفوظ اور معمول ہو۔ اور وہ یہ کہ ہر کام میں ہمیشہ اسہل اور احوط کو اختیار کرنا چاہئے۔ موہوم طریقہ سے برکنار رہنا چاہئے۔

م۔ اس واقعہ سے بندہ کو اتنی تکلیف ہوئی کہ آئندہ ان صاحب سے کوئی تعلق نہ رکھنے کا عہد کر لیا۔ اس لئے بندہ اس معاملہ میں اصلاح کا طالب ہے۔

ت۔ طالب تزکیہ ہو کر ایسا خیال توبہ توبہ پس معذرت قبول دل صاف، سلام مزاج پرسی اور طریق اعتدال مطلوب ہے عند الشرع ان اللہ یامر بالعدل اور العذر عند کرام الناس مقبول۔

البتہ یہ تجربہ قابل عمل ہونا چاہئے کہ کسی سے فرمائش کر کے کام لینے سے ہمیشہ احتیاط لہذا آئندہ اس غرض سے ان سے ملنا نہ ہو۔ باقی سلام مزاج پرسی قائم۔ والسلام

مکتوب از ایک خاتون مکہ مکرمہ

۱۴۰۷/۳/۱۴ھ

م۔ میں آجکل دینی کتابیں پڑھتی ہوں دوران مطالعہ ایک حدیث نظر سے گذری اس کے آخری حصہ میں یہ نصیحت ہے کہ آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کر لو اس پر عمل کے لئے کیا کیا جائے۔

ت۔ اس پر عمل کے لئے ان لوگوں کو کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی جو مخلوق سے امیدوار ہیں آپ کی نظر تو ماشاء اللہ مخلوق سے منقطع وہ نظر انداز ہو کر صرف خالق پر نظر ہے۔

م۔ مجھے الحمدللہ دینی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ عمل کی کمی ہے میرے لئے دعا فرمائیں۔

ت۔ الحمدللہ تعالیٰ عمل کا بتوفیقہٖ تعالیٰ کا قصد بھی ہے اور اہتمام بھی بس وہم سے محفوظ۔

م۔ الحمدللہ میں چار رکعت دو، دو کرکے تہجد کیوقت پڑھتی ہوں اور وترات کو عشاء کیوقت پڑھتی ہوں

ت۔ انسب ہے یہی چاہیئے۔

م۔ اپنی عبادات کے نقص کا خیال رہتا ہے اس کا علاج کیسے کروں۔

ت۔ نقص کے خیال سے بے خیال نقص تو کبھی بھی منقطع نہ ہوگا اور جس دن اپنے کو کامل جانا اس دن ناقص

م۔ مجھے کبھی یہ آیات اپنے پر منطبق لگتی ہیں اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ۔ بیشک آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور اس کو خود بھی اس کی خبر ہے۔ بیان القرآن

ت۔ آیتِ مذکورہ کفار کے بارے میں ہے پھر مومن ناشکر کہاں ہوا۔ اور شکر ہی کا اثر ہے کہ بتوفیقہٖ تعالیٰ یہ احساس ہے کہ شکر قائم دائم رہے۔ باری تعالیٰ مدام صفتِ شکر سے نوازیں۔

م۔ مہربانی فرماکر میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح کا حل فرما دیں۔ وجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ت۔ یہ دھن فکر مبارک ہو۔ ماشاء اللہ حالاتِ محمودہ باطنہ سے خاص سرور ہوا۔ اللّٰھم زد فزد۔

والسلام

مکتوب از مکّہ مکرّمہ ۵؍ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ دوشنبہ

الحمد للہ بندہ اور گھر والے اور بچے منگل ۴؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ کو امریکا گئے اور ایک ماہ کے بعد جمعرات ۵؍ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ کو نیویارک "امریکا" سے روانہ ہوکر اگلے روز جدہ آپہونچے۔ الحمد للہ سارا سفر بخیریت گذرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بعافیت واپس مکۃ المکرّمہ پہونچا دیا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِہَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔

ت۔ بخیر وعافیت واپسی پر خاص سرور ہوا۔

امریکا میں نیویارک سے انڈیانا آتے اور جاتے وقت راستے میں پنسلفانیا میں تین روز قیام رہا۔ نیز امریکا کے سفر سے دارالاسلام میں رہنے کی قدر معلوم ہوئی۔ دوران سفر عجیب عجیب تجربوں سے دوچار ہوئی۔

ت۔ ایمان میں مضبوطی اور بشاشت وحلاوت آئی۔؟

م۔ اس ظلوم وجہول نے اپنے ایک عریضہ میں عرض کیا تھا کہ بندہ کا وقت مندرجہ ذیل سات چیزوں میں بہت ضائع ہوتا ہے

۱۔ گھر میں مختلف چیزوں کی مرمّت مثلاً پانی کی ٹونٹی یا پکانے کا چولہا یہ چیزیں اکثر خراب ہوتی رہتی ہیں اور بندہ کو مرمّت کرنی پڑتی ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ بہت خوب یہ اتباع سنّت مبارک۔

م۔ تدریسِ اطفال بچے بہت نالائق ہیں خود پڑھتے نہیں بندہ کو ان کی تدریس پر شفقۃً وقت خرچ کرنا پڑجاتا ہے۔

ت۔ یہ بھی بہت خوب ہے۔

م۔ پاکستانی لوگوں کو خطوط لکھنا بندہ نے طے کیا تھا کہ خود بلا اشد ضرورت کسی کو خط نہیں لکھے گا اور یہ کہ خطوں کا آسان بلکہ سب سے آسان جواب خطوط کو پھاڑ کر پھینک دینا ہے۔

ت۔ ہاں! یہ طریق نافع ہے۔

م۔ تاہم جب کسی پاکستانی کا خط آتا ہے تو اسے چند سطور جواباً تحریر کردیتا ہے۔

ت۔ اگر طلبِ جواب کوئی بات ہو۔

م۔ حضرتِ والا دام فیضہ نے تحریر فرمایا ہے کہ بلا ضرورتِ شدیدہ خط کیوں لکھا جائے کیا اضاعتِ اوقات اور اضاعتِ مال نہیں ہے۔ بندہ بھی اسے اضاعتِ اوقات اور اضاعتِ مال سمجھتا ہے تاہم سمجھ میں نہیں آیا کہ خطوں سے اور خط لکھنے والوں سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے۔

ت۔ خطوں کا خود لکھنا تو اختیاری ہے۔ بلا خاص ضرورت ملنا اختلاط ہے۔ جو ممنوع الطریق ہے۔ اسی طرح بلا ضرورتِ خاص مکاتبت بھی اختلاط کا شبہ ہے۔ جب غیر ضروری کا جواب نہ دیا جائے گا تو یہ خطوط کی آمد کا خود ہی سدِّ باب ہوگا۔

م۔ دوستوں سے ملنا چاہیئے وہ گھر پر آجائیں یا مسجدِ حرام میں حضرت والا دامت برکاتہم نے خط کھینچ کر ارشاد فرمایا ہے یہ اختلاط ممنوع سے تو نہیں ہے یہاں پر بندہ سے ملنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ بعض لوگ تو عمرہ اور حج پر پاکستان سے آتے ہیں وہ بندہ کو ملنے آجاتے ہیں۔

ت۔ وہ عارضی ہے۔ ضرور ملنا چاہیئے اور مدارات بھی ہونا چاہیئے۔

م۔ اور بعض لوگ یہیں پر واقف ہوگئے ہیں وہ جمعہ کی نماز سے قبل یا بعد المسجد الحرام میں بندہ کو گھیر لیتے ہیں ان میں بعض صلحاء بھی ہیں۔

ت۔ اس کا اصل منشا رکیا ہے ظاہر ہے کہ حرم شریف میں دنیا کی بات کا تو احتمال ہی نہیں۔ ہاں اگر وہ دینی کلام ہو تو وہ دینی اختلاط ہے جو عند اللہ بھی مطلوب ہے۔

م۔ ۵ کئی گھنٹے تک شہر میں اِدھر اُدھر گاڑی چلانا یہ عام طور پر بچوں کو مدارس سے لاتے وقت یا چیزیں خریدتے وقت ہوتا ہے۔

ت۔ مدارس سے بچوں کو لاتے وقت مختلف راستوں سے جو نکلنا ہے یہ تو راستوں کو طے کرنا ہے۔ جو اِدھر اُدھر گھومنے میں داخل نہیں بلکہ راہ گذر نا ہے۔

م۔ ۶ پرانے واقعات ذہن میں دہرانا ایسا عام طور پر غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے۔

ت۔ لیکن اگر ان میں بالقصد خیال لگایا جاتا ہے تو بحکم اختلاط لا یعنی ہے اصل مقصد کی طرف التفات سے مانع ہے۔

م۔ یہ شاید اس لئے کہ ذہن آئندہ اجتناب کے لئے گذشتہ واقعات کی اصلاح

کے درپے ہوتا ہے۔

ت۔ اگر حقوق العباد سے متعلق ہے جنکو ادا کرنا ہے تو خیر کوئی مضائقہ نہیں۔

م۔ بیوی کو ہر بات بتانا غالباً ایسا بندہ کے باتونی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ت۔ یہ تو ممنوع لایعنی میں داخل ہے اور حال چال کی طرف التفات سے مانع ہے ہاں البتہ تعلیماً اور تجربۃً ہو تو خیر، وہ بھی گویا تعلیم ہے۔ دوراندیشی کے لئے ہے۔

والسلام

مکتوب از مکہ معظمہ **یکم محرم ۱۴۰۸ھ**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت مرشدی الی الصراط المستقیم ومقتدانا الی جنات النعیم

اسبغ اللہ علیہ نعمۃ ظاھرۃً وباطنۃً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ت۔ مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

م۔ یہ پُرتقصیر عرض گذار ہے کہ ازراہِ لطف وکرم اسے مزاج سامی سے مطلع فرمائیں اللہ تعالیٰ حضرتِ والا دامت برکاتہم کو اس پیرانہ سالی میں قوتِ شباب عطا فرمائیں اور حضرتِ والا کی بابرکت سایہ تا دیر ہم ناتوانوں کے سروں پر سلامت

رکھیں۔ آمین۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہے۔

م۔ بندہ کو حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پڑھا ہوا ایک قول یاد آتا ہے۔ کہ آؤ کچھ دیر بیٹھ کر آخرت کی یاد تازہ کرلیں یا بالفاظِ دیگر کہ آخرت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

ت۔ جی ہاں بخاری شریف میں کتاب الایمان میں یہ حدیث شریف مذکور ہے۔

م۔ بندہ جب کسی سے بات کرتا ہے تو محض دنیا کی بات کرتا ہے۔

ت۔ از خود یہ فیصلہ کس طرح کرلیا کیا وہ خالص دنیا کی بات ہوتی ہے۔ بطورِ مثال کوئی واقعہ لکھا جاتا تب معلوم ہوتا کہ وہ دنیائے خالص کی بات تھی یا دین کی تھی۔

م۔ کبھی اپنی باتوں کا جائزہ لیتا ہے تو دنیا کی باتوں میں منہمک ہوتا ہے۔

ت۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہماک ہوا۔ کیا اس وقت کبھی دین کا کام بھی سامنے آیا؟ اگر دین کا کام سامنے آیا اور دنیا کی بات کو چھوڑ دیا تو پھر انہماک کہاں ہوا؟ اور طالبِ صادق بفکرِ آخرت کا دنیا میں انہماک کہاں؟

م۔ سوچتا ہے کہ کوئی بات آخرت کی بھی کی جائے کبھی نعیمِ جنت کا ذکر ہو۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا، کبھی روزِ قیامت کے حساب کتاب کا ذکر ہو۔ کبھی ہمیشہ کی زندگی کے احوال کا۔ پر طبیعت اُدھر نہیں آتی۔

ت۔ ماشاء اللہ ادھر تو آرہی ہے۔

م۔ مگر کوئی بات اس موضوع پر کی نہیں جاتی۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (جس برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے)۔ جو بات دل میں ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی عنوان سے زبان پر آ ہی جاتی ہے۔

ت۔ ہو سکتا ہے وہ بقواعدِ شرعیہ دین ہو۔

م۔ کاش بندہ بھی ان لوگوں میں ہو جائے جو فانی زندگی پر ہمیشہ رہنے والی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جنہیں آخرت کے اہتمام نے دنیا کی طرف التفات سے غافل کر دیا ہے۔

ت۔ آنجناب وہی دین کی راحت کی باتیں فرما رہے ہیں۔ جو دل میں بسی ہوئی ہیں۔ وہی زبان و قلم سے تمنائیں بھی نکل رہی ہیں۔ لیشوقِ لقاءِ رب۔

م۔ شاید بندہ کی باتیں زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس کے اعمال شاہد ہیں کہ یہ کوئی جہد کوشش آخرت کے لئے نہیں کرنا چاہتا۔

ت۔ ماشاء اللہ یہ مکاتبتِ طویلہ مستمرہ جہد آخرت کے لئے شاہد عدل ہے۔

م۔ بلکہ باوجود لذائذ شہوانی و ملذات نفسانی یہ بھی چاہتا ہے کہ آخرت میں بھی محروم نہ رہے جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے ؎

"ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں"

ت۔ ہاں دنیائے دوں برائے خدا۔

م۔ ہمہ وقت دنیا ہی کا ذکر اور دنیا ہی کا فکر پھر کیوں نہ بات چیت کے وقت دنیا ہی

زبان پر آوے۔

ت۔ دنیا کا ذکر دنائت کے ساتھ آئے۔ سو آئے۔

م۔ اس جیفۂ مردار کے بہت سے شوہر ہلاک ہو چکے لیکن اس کے عشاق میں کمی نہیں آتی۔

ت۔ وہ کفار ہی ہیں۔ ع "اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند"

م۔ بندہ کی دلی خواہش ہے کہ اس کے بچے علم سیکھیں۔ علمِ دین بھی تاکہ دارین میں ان کے کام آئے گا۔ اور علم دنیا بھی جو کہ مختلف مہارتوں پر مشتمل ہے جن کی انسان کو ضرورت ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ، الحمد للہ تعالیٰ، جو دل میں تھا زبان پر بھی آ گیا اور نوکِ قلم سے لکھا بھی گیا یہ جہدِ دین ہی ہے۔

م۔ لیکن بچے ہیں کہ علم سے نفور، ذرا رغبت نہیں۔ انھیں کہا جاتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پڑھا دیا کرو۔ یعنی بڑے بچے چھوٹے بچوں کو پڑھا دیا کریں۔ اس طرح چھوٹے بچے تعلیم میں لگیں گے اور بڑے بچوں کو بھی مزاولت ومشق علم سے اتقان علم میں مدد ملے گی۔ کیونکہ تدریس تعلیم کے وسیلہ سے علمی مسائل شرح کرنے والے کے ذہن میں پہلے واضح ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو سمجھاتے وقت خود اچھی طرح سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ ت۔ صحیح ہے ماشاء اللہ بہت عمدہ طریق ہے۔

م۔ لیکن بچوں کو اس طرف التفات وتوجہ واعتنا ہی نہیں!

ت۔ ابھی سے بچوں کی فہم اتنی کہاں اوّل افہام ہوتا ہے بعد کو تفہیم۔

م۔ اور پڑھائی کے وقت بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں۔

ت - بتقاضائے عمر۔

م - پوچھو کہ کیا پڑھا؟ جواب منفی اُوں گوں کرنے لگتے ہیں اور بہانے بنانے لگتے ہیں
ان لوگوں کو اپنے مفاد کا علم نہیں جیسے کہ ان کے باپ کو بھی اپنے مفاد کا استحضار
نہیں بندہ ان سے کہتا ہے "من نکردم شما حذر بکنید" (میں نے پرہیز نہیں
کیا تم تو کرو) لیکن بچوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔
الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے گھر والوں کی ایم اے انگریزی کی ڈگری مکمل
کرا دی کل کراچی یونی ورسٹی سے ان کی چھپی ہوئی ڈگری (ورقۃ الشہادۃ)
آ گئی ہے۔

ت - مبارک، مبارک تحفظِ دین جیسا کہ بے چاری کی باطلاع واتباع جدوجہد تھی۔

م - اور انھیں کوئی باپردہ تدریس طالبات کی ملازمت بھی دلوا دیں۔

ت - ماشاء اللہ ایسی طلب اسی لئے تو ہے کہ دل میں دین رچا بسا ہوا ہے - مذکورہ
تمام طالبیں مبارک۔ دل خوش ہوا۔
آپ کے حالات قلبی بر رجحانات اِلَی الدِّین اور رجوعات اِلَی اللہ بجدّ وجہد
بکسرِ نفس کہ یہ بشاشتِ ایمان کی دلیل ہے باعثِ نشاط وانبساط ہوا مبارک
کیا آپ نے شریعت وتصوف کا مطالعہ کیا؟ اگر نہیں تو اول ایک دفعہ پورے کا مطالعہ
ہو دونوں حصوں کا پھر صرف پہلے حصہ کا اخلاقِ ذمیمہ کا بانطباق پھر حمیدہ کا بعدہٗ
امام غزالی کی تبلیغ دین۔ والسلام۔ احقر محمد مسیح اللہ یکم محرم ۱۴۰۸ھ

۷۸۶

مکتوب خاتون از مکّہ مکرّمہ

م۔ حضرت! ایکسرے سے پتہ چلا ہے کہ میرے معدہ میں تیزابیت ہے۔ الحمدللہ کوئی خطرناک مرض نہیں ہے۔ مہربانی فرماکر صحت و عافیت کاملہ کی دعا فرمائیں وجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ت۔ ایکسرے وغیرہ کے جھگڑے میں نہ معلوم آپ صاحبان کیوں پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اچھی صحت اچھی قوت، اچھا ہاضمہ، قوی معدہ عطا فرمائیں (فائدہ) ایک مرتبہ مجلس میں بھی حضرت رح نے فرمایا کہ جس کو وہم میں پڑنا ہو وہ ایکسرے کرالے۔

م۔ مجھے اپنی حالت نفس لوّامہ کی لگتی ہے۔

ت۔ یہ حالت تو قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوّامہ کی قسم کھائی ہے بس اب نفس مطمئنہ کی فکر ہونی چاہیئے۔

م۔ اگر غلطی ہوئی تو توبہ کرلی اس پر بھی شکر کرتی رہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ت۔ ضرور، ضرور، توبۂ نصوح۔

م۔ رات کو سونے سے پہلے الحمدللہ دن کے اعمال کا محاسبہ کرلیتی ہوں اچھے کام پر شکر اور خراب کام پر استغفار کرتی ہوں۔

ت۔ یہ محاسبہ تعمیل امر " حاسِبُوا قبل اَن تُحاسَبُوا " مبارک "

م۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے نفس کو نفسِ مطمئنہ بنا دیں۔

ت۔ یہ طلب مبارک کہ نفس مطمئنہ ہی عند اللہ مطلوب ہے۔

م۔ گھر میں سب کا عاشورا کے روزے رکھنے کا ارادہ ہے پہلے کچھ سالوں سے میں بھی رکھتی تھی لیکن فرض روزے سے جو چھوٹے ہیں ان کی نیت کرتی تھی اس دفعہ معدہ کی تکلیف کی وجہ سے نہیں رکھ سکتی جس کا افسوس ہے۔

ت۔ افسوس کیسا؟ رخصت پر عمل ہے بعض حال زیادتِ محبتِ حق تعالیٰ کا باعث ہوتا ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔

م۔ اس بات کا بہت ڈر ہے کہ کہیں رمضان المبارک کے روزوں میں دقت نہ ہو۔

ت۔ قبل از وقت یہ تخیل کیسا؟ اس سے خالی الذہن رہیں۔

م۔ الحمد للہ تسبیحات دن میں پوری ہو جاتی ہیں اور صبح کو ایک پارہ قرآن مجید کا پڑھنا ہو جاتا ہے۔ گھر میں کام کے دوران کلمہ یا کوئی ذکر کرتی رہتی ہوں الحمد للہ تہجد کے لئے اٹھنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کچھ عرصہ پہلے جو اپنے کو دیندار سمجھتی تھی تقریباً ایک سال پہلے ایک دن مجھے احساس ہوا کہ یہ بات مجھ سے نکل گئی سوچا کہ اصلاحی خط میں (حضرتِ والا) کو لکھوں لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا لکھوں۔ ہاں جتنے نیک اعمال کی توفیق ہے۔ الحمد للہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کرا رہے ہیں۔ ان کی توفیق شاملِ حال نہ ہو تو کچھ بھی نہ کر سکوں۔

ت۔ یہ فنا کی کیفیت مبارک۔

م۔ الحمدللہ اپنی غلطیوں پر نظر رہتی ہے۔

ت۔ ہاں! احتساب سلوک کا اہم جزو ہے۔

م۔ مجھے لگتا ہے کہ میرے اخلاق سب سے خراب ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے اخلاق اچھے کر دے۔

ت۔ باری تعالیٰ آپ کے اخلاق اچھے رکھیں۔

م۔ اور وقت سے ہمیشہ صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماتے رہیں۔

ت۔ ماشاء اللہ کیسی اچھی نیت ہے بے حد مسرت ہوئی۔

والسلام ۲۳؍۸؍۱۴۰۱ھ

مکتوب از مکہ مکرّمہ

م۔ ازراہِ کرم اپنے مزاج عالی سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیریت ہے ضعف و ناتوانی ہے پہلے کی بہ نسبت الحمدللہ تعالیٰ تخفیف ہے دل چاہتا ہے کہ حج ہو یا عمرہ ہو۔ الحمدللہ تعالیٰ کرایہ اور خرچ کا سب انتظام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو جائے۔

م۔ بندہ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی مدظلہٗ العالی کی کتاب "مولانا محمد الیاسؒ

اوران کی دینی دعوت" دیکھ رہا تھا جو تبلیغی جماعت کے ایک شخص نے بندہ کو خود سے پڑھنے کو پیش کی ہے اس کتاب سے ان کے تبلیغی جوش اور دینی حمیّت کا پتہ چلتا ہے صفحات پلٹتے ہوئے "خصوصی صفات وامتیازات" کے مابین" کامل یکسوئی، اور انہماک" کے زیر عنوان مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا وقت کی قدر کے بارے میں موقف نظر سے گذرا جو بندہ کو بہت بھایا، سید علی میاں ندوی مدظلہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وقت کی بڑی قدر کرتے تھے اور اس کو اپنا سرمایہ سمجھتے تھے، اس کو بیکار صرف کرنے سے بڑا درد ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ نئے خطوط دیکھے جارہے تھے ایک پرانا لفافہ ملا جو پڑھا جا چکا تھا۔ کچھ منٹ اس کی تحقیق میں صرف ہوئے پھر معلوم ہوا کہ وہ پڑھا جا چکا ہے۔ فرمایا اس کو پھاڑ ڈالو ورنہ یہ پھر وقت ضائع کرے گا پھر فرمایا کہ یہی وقت تو ہمارا سرمایہ ہے۔"

اس وقت کے سرمایہ کو مولاناؒ نے جس طرح دیکھ بھال کر صرف کیا اور اس کی جیسی قدر وقیمت پہچانی وہ ان کے اس عظیم الشان اور عہد آفریں کام سے ظاہر ہے جو اس وقت دنیا کے سامنے ہے۔ اتنا بڑا کام اسی وقت انجام پاسکتا تھا کہ وقت بالکل ضائع نہ کیا جائے اور کسی خلاف مقصد اور غیر مفید مطلب میں اس کا کوئی حصہ صرف نہ ہو۔

مقصد کا عشق! مولانا نے ایک مرتبہ عشق کی یہ تعریف کی تھی کہ آدمی کی لذتیں اور دلچسپیاں جو دنیا کی بہت سی چیزوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ سب سے نکل کر کسی ایک

چیزیں سمٹ آئیں یہی عشق ہے۔

ت۔ جی ہاں اندازِ عشق یہی ہے اور جب بھی محبوب کی دی ہوئی کوئی چیز محب استعمال کرتا ہے اسی اندازِ عشق سے محظوظ ہوکر استعمال کرتا ہے۔ اس لئے اھل اللہ کو ہر چیز کے استعمال میں جو حظ ہوتا ہے وہ دوسروں کو نہیں۔ اسی لئے عارفین نظرِ عشق سے قیمتی سے قیمتی اشیاء اور لذیذ سے لذیذ حلال اور طیّب چیزیں استعمال فرماتے ہیں کہ وہ مضاعفِ عشق ہے۔

م۔ مولاناؒ کی یہ تعریف دین کے بارے میں خود ان پر صادق تھی اس لئے ان کی روح کو عشق ہوگیا تھا جس کے سامنے تمام حسّی لذتیں اور تاثرات ماند پڑ گئے تھے۔ اور یہ روحی لذت ان کے لئے بالکل حسّی اور طبعی لذّت بن گئی تھی اس سے ان کو وہ قوت و توانائی اور وہ نشاط و تازگی حاصل ہوئی تھی جو اور لوگوں کو غذا، اور دوا سے حاصل ہوتی ہے۔ انتہیٰ الاقتباس من الکتاب صد ۲۰۶، ۲۰۷۔

بندہ کو یہ کتاب بالاستیعاب پڑھنے کا وقت نہیں ملا اس لئے کہیں کہیں سے صفحات پڑھے ہیں وقت کے بارے میں یہ مضمون بندہ کے مفید مطلب نکل آیا۔

ت۔ وقت کی قدر تو عین مقصدِ حیات ہے۔ بس مقصد پر نظر، لغو و لایعنی سے حذر

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ۔

سورۂ عصر پر آپ نے غور نہ فرمایا۔ تفسیر عزیزی کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ احقر نے لندن میں وقت کی اہمیت و قدر و قیمت پر بیان کیا تھا بعد ظہر۔ تعلیم یافتہ طبقہ بھی موجود

تھا ماشاءاللہ اس کا بڑا نفع ہوا۔

م۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو بھی وقت کی قدر و قیمت کا استحضار عطا فرمائیں اور وقت سے انتفاع کی توفیق سے نوازیں۔

ت۔ ارے مدعیٔ محبت ظہورِ کمالِ شیخ خود تیری نگاہوں سے کب سے قطع نظر ہو گیا۔؟

خلاصہ:۔ ارے ہم سے محبت کا دم بھرتا ہے اور غیروں پر نظر؟ غیرت کیا ہوئی وحدت کا مطلب کہاں گیا۔؟

م۔ یہ ناقص سوچتا ہے کہ یہ عُجب میں گرفتار ہے ہمیشہ اپنی تعریفیں بیان کرتا رہتا ہے اور خوبیاں زیرِ نظر رکھتا ہے۔

ت۔ کیا تحدیثاً بالنعمۃ، شکراً اللہ ہر اظہار خوبی ہر شخص کے لئے عجب کی دعوت ہے کیا اس میں نیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔

م۔ خاص طور پر گھر والوں کے ساتھ تو اپنی خوبیوں کی شرح میں رطب اللسان اور گرم جوش رہتا ہے بندہ کا یہ مرض قدیم ہے۔

ت۔ جی ہاں! بعض مرض، مرض (سخت) ہوتا ہے۔

م۔ اللہ تعالیٰ اس دل خوش کن موذی مرض سے چھٹکارا عطا فرمائیں۔

ت۔ جب چھٹکارا ہو گیا۔ چھٹکارا ہو گیا۔

م۔ حالانکہ اس کو علم ہے کہ سب حمد و ثنا و تعریف و مدح و خوبی اللہ کے لئے ہے انہی کے شایانِ شان ہے۔ تاہم معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کو اللہ تعالیٰ کی

طرف منسوب کرنے کے بجائے اپنی ذات کی طرف منسوب کر لیتا ہے جو کہ عین عجب ہے
ت۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ استحضار ہو حمد و ثنا کا ذات حق کے لئے پھر منسوب کرے اپنے لئے یہ اجتماع ضدین کیسا؟۔ والسلام ۲۳/۱/۱۴۰۸ھ

از مکّہ مکرّمہ ۲۲ صفر ۱۴۰۹ھ

م۔ بخدمت حضرت مرشدی المکرم دامت فیوضہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
ت مکرّمہ زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
م۔ شیخا رہِ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی [1]
ت۔ رہِ قلندر سے مراد راہِ عشق ہے چشتیہ کا آخری حال عشق سوز و گداز ہی ہوتا ہے۔
م۔ حضرت والا دامت برکاتہٗ نے بندہ کم فہم کے استفسار از ظہور اسماء باری تعالیٰ پر ارشاد فرمایا ہے یہ معروضات احقر نے آپ کے مزاج علمی کی رعایت سے محبتہً عرض کر دیئے ہیں مگر یہ طریق سوال وجواب من حیث المدرسہ ہے من حیث التربیت

---

[1] اے شیخ راہِ قلندر دکھا دے اگر میرے لئے مناسب ہو اس لئے کہ پارسائی (ظاہری شریعت) کے راستہ سے منزلِ مقصود بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

خانقاہ نہیں فافہم، انتہی۔

حضرت والا دامت برکاتہ کے فرمان سے اس غافل کو اندازہ ہوا کہ جس پٹری پہ یہ چلنا چاہ رہا ہے اس سے تو بھٹکا ہوا ہے ؎

"خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے
حاصل خواجہ بجز پندار نیست" [۱]

ابھی تک راہِ سلوک کی طرف بھی نہیں آیا۔

ت۔ جی ہاں! احقر نے اپنے حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں سلوک کی ایک بات علمی دلیل میں عرضداشت کی تھی جواب میں تحریر فرمایا یہ خانقاہ ہے مدرسہ نہیں احقر بتوفیقہٖ تعالیٰ سمجھ گیا لہٰذا اطلاع اور اتباع۔

م۔ بلکہ وسوسہ میں گرفتار ہے بحسب ایّہا القوم الذی فی المدرسۃ کلّ ماحصّلتموہٗ وسوسۃ [۲] بس بندہ تربیتِ خانقاہی اور طریقِ محبت چاہتا ہے ورنہ تو سوال وجواب علمی کی کوئی انتہا نہیں ہماری غرض تو پھل کھانے سے ہے پیڑ گننے سے نہیں۔

ت۔ ماشاء اللہ اس دور اندیشی دوربین نظر عقل مستقیم سے بیحد سرور ہوا مبارک اللّٰہم زد فزد

م۔ اللہ تعالیٰ کا احسان در احسان ہے کہ دینی فہم و بصیرت والے شیخ و مرشد سے دامن

---

[۱] خواجہ سمجھتا ہے کہ مجھے کچھ حاصل ہو گیا مگر خواجہ کو جو کچھ حاصل ہے وہ خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

[۲] اے مدرسہ میں پڑھنے والو! تم نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے وہ محض وسوسہ ہے یقینی چیز نہیں۔

وابستہ فرمایا۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک فرمائیں۔

م۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو حضرتِ والا دامت فیوضہٗ کے فیوض و برکات سے بھرپور استفادہ کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ت۔ یہ آپ کی محبت و حسنِ عقیدت، اللہ تعالیٰ احقر کو صحیح صحیح خدمت کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

م۔ ؎ اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال ؎[1]

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَهَا اللّٰهم انفعنی بما عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ۔

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ خیر مرادیں و خیر تمنائیں بخیر و خوبی پوری فرمائیں۔

م۔ حضرتِ والا کے اسی والا نامہ سے بندہ کو یہ بھی اندازہ ہوا کہ باری تعالیٰ کی صفتِ ضارّ کا ظہور دراصل کفار کے لئے ہے مومن کے ساتھ تو معاملہ رحمت و فضل ہی کا ہے شاید یہ حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ مومن کا امر سارے کا سارا ہی خیر ہے۔ اور ایسا سوائے مومن کے کسی اور کے لئے نہیں۔ لفظ حدیث یوں ہے۔ عجبًا لِاَمْرِ المؤمن اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خیرٌ وَلَیْسَ ذٰلِكَ۔

---

[1] اے وہ ذات کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے، مشکل ترین بات بے چوں چرا حل ہو جاتی ہے۔

لِاَحَدٍ اِلاَّ لِلْمُؤمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ [1]۔ حضرت والا دامت برکاتہ کا اسی والا نامہ میں ارشاد ہے کہ

صفاتِ الٰہی میں یہ جو کچھ کلام آپ نے فرمایا ہے وہ امورِ غیر اختیاریہ تکوینیہ میں ہے۔ اور مؤمن کے لئے جو ضرر ہے یا ذلّت صورۃ ہے۔ بس وہ صورۃ نقمت ہے مگر حقیقۃً نعمت ہے بعض امورِ تکوینیہ غیر اختیاریہ کو اختیار کرنا ضروری ہے اس سے یہ ناقص الفہم یہ سمجھا کہ انسان کو اپنی کوشش میں کمی نہیں چاہئے پھر جیسے تقدیر میں لکھا ہے ویسا ہو جائے گا۔

ت۔ ماشاء اللہ خوب شرح فرمائی خاص سرور ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء جزاءً جزیلاً۔

م۔ اور اس کم ظرف نے اپنے عریضہ ۱۶؍ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ میں عرض کیا تھا کہ وعظ المراقبہ میں حضرت تھانوی قدّس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ غرض کسی بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصّہ نہ کرتے تھے اس کا راز وہی ہے کہ آپ کی نظر ہر وقت خالق پر تھی مخلوق پر نہ تھی اس لئے آپ کو کسی کے فعل پر رنج نہ ہوتا تھا۔

---

[1] ترجمہ۔ تعجب ہے مؤمن پر کہ اس کی تمام باتیں اس کے لئے خیر ہی خیر ہیں اور یہ بات صرف مؤمن کو حاصل ہے مؤمن کے علاوہ کسی اور کو نہیں چنانچہ اگر اس کو کوئی خوشی کی بات پہونچتی ہے۔ تو شکر کرتا ہے تو اس کے لئے خیر ہے اور اگر اس کو کوئی رنج کی بات پہونچتی ہے۔ تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔

ت۔ بہت خوب آپ نے بتوفیقہ تعالیٰ یہ اثر لیا مبارک اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازے

م۔ بندہ کی بڑی بہن کے لڑکے کا رشتہ کھو جانے پر بندہ کے حزن وغیظ وتاسف پر حضرت والا دامت برکاتہ نے بندہ کے عریضہ پر ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب ذاتیات سے متعلق ہیں اور ذاتیات سے متعلق آپ نے حضرت مرشد تھانوی قدس سرہ العزیز کا ملفوظ احقر کے پاس روانہ فرمایا تھا اس میں اس کا حل سبحان اللہ کیا عجیب ہے وہ دائماً راحت رساں ارشاد ہے۔

اس ظلوم وجہول نے اپنے ایک عریضہ میں عرض کیا تھا کہ اس بندہ کا خبیث نفس ہے کہ اتنے بڑے ارشاد مل جانے کے باوجود اپنے اندر کسی چیز کی تشنگی محسوس کر رہا ہے اس پر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ضیّق النفس میں تشنگی لازم ہے۔ بس وسیع النظری ہو بمصداق رُطَباً جَنِيّاً (تر و تازہ کھجوریں (پھل) بیان القرآن یا الفاظ دیگر اگر کاوش نہ ہوگی تو تشنگی بھی نہ ہوگی۔ الحمد للہ اب تشنگی جاتی رہی۔

ت۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہ یہ عظمت طریق صد مبارک۔ والسلام

مکتوب از مکّہ مکرّمہ ۲۳ر صفر ۱۴۰۹ھ

م۔ یہ تقلیل الفہم

ت۔ جی ہاں یہ کلی مشکّک میں سے ہے۔

م۔ عرض گذار ہے کہ بندہ کی بڑی بہن کے بیٹے کا رشتہ کھو جانے پر حضرتِ والا دامت برکاتہم کی دعا اور ارشاد کے باوجود بندہ خود میں جو تشنگی محسوس کرتا تھا۔

الحمدللہ وہ حضرتِ والا کے اس ارشاد سے وہ تشنگی دور ہو گئی کہ ضیّق النفس میں تشنگی لازم ہے بس وسیع النظری ہو بمصداق رُطَبًا جَنِيًّا بالفاظِ دیگر اگر کاوش نہ ہوگی تو تشنگی بھی نہ ہوگی اس طرح کشادہ دلی ہو جائے گی فا فہم البتہ رُطَبًا جَنِيًّا کا مطلب پورا نہیں سمجھا شاید یہ مطلب ہو گا کہ جیسے مریم علیہا السّلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے وسعتِ نظر کے سبب رُطبِ جَنِی ملتا تھا۔

اسی طرح جو رشتہ تم چاہتے ہو وسعتِ نظر کے بعد اللہ تعالیٰ غیب سے اس کا رطب جنی اپنے پاس سے تمہیں بھی عطا فرمائے گا اس لئے کسی پر نظر کیوں۔ بس امید ہو تو انھیں کے فضل سے غیب سے رطبِ جنی کی امید ہو واللہ اعلم بالصواب۔

ت۔ ماشاءاللہ کیا عجیب وسعتِ نظری کے ساتھ تفسیر فرمائی اللہ مدام بادشاد رکھیں۔

م۔ یہ نسول کو ایک سوال اور بھی پوچھنے والا تھا جو اس ناقص کے ذہن میں تلمیحاً (ضمناً) جس کا جواب اسے معلوم نہیں تھا سوال یہ ہے کہ زید راستہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص ضیق (کینہ پرور) نے شر سے زید پر پتھر پھینکا زید کے راستہ میں ایک سانپ تھا زید کا پاؤں اگر سانپ پر پڑتا تو سانپ زید کو ڈس لیتا۔ لیکن شخص ضیق کا وہ پتھر بجائے زید کو لگنے کے دور جا کر سانپ کے جا لگا جس سے سانپ زید کے راستے سے بھاگ گیا اور زید کی جان بچ گئی۔

ت۔ تَکْوِیناً شکراً اللہ۔

م۔ کیا زید کو صنیق کا ممنون ہونا چاہئے؟

ت۔ جی ہاں! حوصلہ کی بات یہی ہے کہ ممنون ہو۔

م۔ ربِّ ضارّۃٍ نافعۃٍ (بہت سی مضر باتیں نفع بخش ہوجاتی ہیں) کے تحت صنیق کے پتھر سے سانپ بھاگ گیا کیا زید کو صنیق کے پتھر پھینکنے کے فعل شر کو برا گردانا چاہئے اگرچہ اس سے زید کا فائدہ ہوگیا الحمد للہ اس کا جواب حضرتِ والا دامت برکاتہم کے والانامہ میں موجود ہے کہ سوءِ ظن (بدگمانی) سے خالی الذہن تھا قد کینہ پروری سے پاک۔

ت۔ ماشاء اللہ بہت خوب تعدیہ اور اچھا انطباق کیا ہے۔

م۔ ایک تو معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑا جائے دوسرے جب سانپ بھاگ ہی گیا تو اسے اللہ تعالیٰ کی تدبیر سمجھا جائے پھر سوءِ ظن کیسا؟ تیسرے جب سانپ نے ڈسا بھی نہیں تو پھر حقد وکینہ کیسا؟۔ ماشاء اللہ اس طرح ان سب اوہام کا علاج حضرتِ والا کے ارشادِ گرامی میں آگیا۔

ت۔ ماشاء اللہ عمیق النظری، فکر تزکیہ، باحتسابِ نفس مبارک ہو۔

م۔ بمقتضاء آمَنْتُ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ پر اس ظلوم وجہول نے عرض کیا تھا کہ تقدیر میں یہ کہاں ہے کہ تقدیر محض خیر ہی خیر ہے کیونکہ بندہ کی رائے کے مطابق انسان مومن نقصانات میں مبتلا رہوتا رہتا ہے جیسا کہ اس آیت میں

ارشاد ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۔ اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا لیکن بتقاضائے ایمان و بہ نظر حکمت و تنوع تقدیر میں خیر و منفعت ہی پر نظر ہو یہ کم علم اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ شر میں بھی منفعت پر نظر رکھے یعنی جو ناخوشگوار بات تقدیراً پیش آئی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت کے پیش نظر کوئی منفعت و مصلحت ضرور پوشیدہ ہے بالفاظ دیگر صورۃً شر بھی حقیقتاً خیر ہی خیر ہے۔

ت۔ جی ہاں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے عَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کا اجمالاً عقیدہ رکھنا کافی ہے۔ والسلام

ضمیمہ :۔ شاید بندہ کا وہ خط آنمکرّم کو نہیں ملا جس میں لکھا تھا کہ احقر کی بعض عرضداشت پر میرے حضرت شیخ تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ نے جواب میں تحریر فرمایا تھا یہ خانقاہ ہے مدرسہ نہیں۔ والسلام

ازمکّہ مکرمہ ۶ ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ

م۔ کتاب انفاسِ عیسیٰ میں حضرت اقدس تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کا ارشاد جو اس بندہ کمترین کے حسب حال تھا پڑھا وہ یہ ہے۔

"عدم زوالِ پریشانی و مصیبت کا علاج"

تنگی اور مصیبت کے دور ہونے کا ارادہ ہی چھوڑ دیا جائے بلکہ موجودہ پریشانی ہی

کے لئے اپنے کو آمادہ کرلیا جائے بس دو چیزوں کا التزام کرلیا جائے۔

۱؎ دعا بر زوال مصیبت واستغفار ۲؎ اور ثمرات کو آخرت میں سمجھا جائے

بس یہ علاج ام العلاج ہے جس میں فقط علاج ہی مقصود ہے صحت مقصود نہیں۔

اس ارشاد کا بندہ پر بہت اثر ہوا کیونکہ احقر تو ہر وقت رزق کی فکر کی مصیبت میں مستغرق رہتا ہے اور چونکہ حصول رزق بالکل غیر اختیاری ہے اسلئے ہر وقت احساس محرومی اور حزن وفکر میں مبتلا رہتا ہے البتہ کسی سے اس کے بارے میں نہیں کہتا کہ مبادا محسن حقیقی کی حکمت کے خلاف کوئی ایسی بات زبان سے نکل جائے جو شکایت معلوم ہو۔

اِنَّمَآ اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (ترجمہ) میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔ بیان القرآن۔

ت۔ مختصراً اس کا خلاصہ وہ جوہر ہے کہ تجویز سے قطع نظر ہو کر صرف تفویض الی اللہ ہو یہ سکون کا جزو اعظم ہے بحق شریعت بتعلق مع اللہ تعالیٰ چنانچہ تفویض باری تعالیٰ کا حق ذاتی ہے اگر اس میں راحت وفرحت کا خیال بھی شامل ہو تو کوئی مضائقہ نہیں

م۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا دامت برکاتہ کی زندگی میں برکت عطا فرمائیں اور اس نااہل کو حضرت والا دام فیضہ کے فیوض وبرکات وعلوم عرفان سے بھرپور نوازیں آمین۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک مبارک فرمائیں۔

م۔ اس نااہل نے اپنے ایک عریضہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایک نیا کرتہ

پہننے پر خود پسندی محسوس ہوئے اور اس وجہ سے کرتے کو خیرات کر دینے کا واقعہ تحریر کیا تھا۔
اس پر حضرت والا دامت برکاتہ نے دو ایسے کلیات بیان فرمائے جو کہ محقق ہی کا حق ہے اور
جنہیں پڑھ کر بندہ عش عش کر اٹھا اور جو اس شعر کا بجا طور پر مصداق ہیں ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ۔۔۔ ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باختن[1]

کلیہ ۱ ایک عُجب خیالی ہے دوسرا عجب ارادی ہے اول عجب غیر اختیاری ہے دوسرا عجب اختیاری۔
مومن کو عجب اختیاری چھوڑنے کا مکلف بنایا گیا عجب غیر اختیاری کو چھوڑنے کا نہیں۔

کلیہ ۲ اپنے حالات کے احتساب کے لئے اصل طریق حدودِ شرع ہیں نہ کہ احوال اپنے کو حدود
شرع پر جانچیں نہ کہ احوال پر ہر ایک کا الگ الگ حکم ہے من حیث الاحوال اور حکم ہے۔ من
حیث الاعمال اور حکم ہے۔

سبحان اللہ وللہ درّہٗ (ترجمہ) اللہ ہی کے لئے ہے آپ کی بھلائی۔ واقعی بندہ
اکابر کے احوال کو اپنا معیار کیسے بنا سکتا ہے۔ اور کہاں ممکن ہے کہ اپنا نیا کرتہ یا کپڑا
اس طرح خیرات کر دے بس اصل کسوٹی تو حدودِ شرع ہیں۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ۔۔۔ مرا با جانِ جاں ہمراز کردی[2]

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِی لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

ت۔ یہ تاثر دلیل ہے عظمت طریق کی ماشاء اللہ مبارک ہو دل خوش ہوا۔ والسلام

---

[1] ایک ہاتھ پر جام شریعت اور ایک ہاتھ پر عشق و طریقت کا اہرن (لوہا کوٹنے کا آلہ) ہر ہوسناک (ہر کس و ناکس) نہیں جانتا جام و اہرن سے کھیلنا۔ [2] اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھ کو میرے محبوب کا ہمراز بنا دیا۔

مکتوب از تنویر الحق تھانوی کراچی، پاکستان — ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

م۔ حضرتِ والا کی خدمت اقدس میں اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا تھا لاہور میں حضرت کے میزبان کی رہائش اور عارضی قیام گاہ کا صحیح و مکمل پتہ موجود نہ تھا جس کا ازحد ملال ہوا۔ اس لئے جامعہ اشرفیہ لاہور میں واقع مجلس صیانۃ المسلمین کے صدر دفتر کے پتہ پر توکلاً علی اللہ روانہ کر دیا۔ حضرت اس کوتاہی پر معافی کا خواستگار ہوں۔

ت۔ بندہ کو نہ اس کا کچھ علم نہ وہم و خیال۔ ہاں! آں عزیز کا یہ احساس نازک مقدمہ اور مبشّر ہے ہمہ وقت دوسروں کی ایذا سے حفاظت بلکہ مخلوق کی راحت رسانی کے اہتمام کا۔ گھریلو زندگی میں بھی اور بیرون زندگی میں بھی یہی حق تنویر ہے اس نزاکت و لطافتِ مزاج سے خاص مسرت ہوئی۔ مبارک۔

م۔ حضرت! میرے حق میں یہ دعا فرما دیجئے کہ احقر خاص حضرت ہی کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ وقت صحبت یافتگی کے لئے جلال آباد شریف کا سفر کرنا چاہتا ہے۔ حضرت اقدس آپ کا فرمان بسروچشم قبول ہے لیکن یہ دنیا کا کتّا آپ کے درِ اقدس پر دھول دھپ کھا کر ہی درست ہوگا۔ حضرت! یہ احقر کا ظن غالب ہے۔

ت۔ یہ فنائیت و مسکینیت حالِ امید افزا، و حالِ محمود و رفیع کا پتہ دیتی ہے۔

م۔ فلاں صاحب کے بارے میں تو حضرت والا جو بھی فرمادیں وہ احقر کے لئے قابلِ فیصل ہوگا جس پر تعمیل کرنے سے فلاحِ دنیوی واخروی سے یقیناً ہمکنار ہوں گا حضرت والا صرف اجمالاً اتنا عرض کردوں گا۔ واللہ باللہ تاللہ حاشا وکلّا کہہ رہا ہوں کہ ان کے معاملہ میں نفسانیت سے مغلوب ہوکر جذباتی بات نہیں ہے۔ وہ یہ کہ بظاہر دینی یا دنیوی کوئی کام میرا ان کے ساتھ چل کر نہیں ہوسکتا وہ مجھے اپنے امور میں حارج یا رکاوٹ سمجھتے ہیں یا نہیں اس کی تحقیق تو مجھے نہیں ہے لیکن بہ قسم کہتا ہوں کہ وہ میرے امور میں کسی نہ کسی نوعیت کی رکاوٹ ضرور ہیں۔ حضرت! مجھے خاص اس مسئلہ میں یکسوئی کے حصول کا کوئی طریقہ تعلیم فرمادیجئے یا کوئی نصیحت۔

ت۔ بس ان کی طرف سے خالی الذہن ہوجائیں بہ ارشاد حضرت مرشدی نور اللہ مرقدہٗ کہ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی مجلس میں حاضرین کو خطاب کرکے فرمایا کہ ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ ٹھہر ٹھہر کر تین بار فرمایا اس کے بعد فرمایا کبھی بھی کسی شخص سے بھی کسی قسم کی کوئی امید مت رکھنا پھر بعد سکتہ فرمایا کہ "مجھ سے بھی" اللہ اللہ ذرا غور تو کرو کیا سبق ہے توحید و توکّل کا

م۔ حضرت دعا بھی فرمادیجئے۔

ت۔ بس، ہمت بلند، تفویض و رضا باللہ تعالیٰ مدام استقامتِ محکم سے نوازیں۔ آمین۔ والسلام

مکتوب از محمود اشرف انار کلی لاہور، پاکستان — ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

م۔ احقر کے دو عریضے ابھی تک راستے میں ہی ہیں آں مخدوم دام ظلکم کے پاس سے تو نکل چکے ہونا ظاہر ہے۔

ت۔ جی ہاں جواب لکھ دیئے گئے۔

م۔ مگر اس کے باوجود یہ عریضہ بھی ارسال کر رہا ہوں تاکہ حضرت کی جوتیوں سے لگا رہوں میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے۔

ت۔ اللہ اکبر، ماشاء اللہ تعالیٰ یہ تواضع محمود جو عند اللہ بھی نہایت محمود و محبوب

م۔ احقر کے عریضہ میں گو کام کی کوئی بات نہ سہی۔ مگر حضرت دام ظلکم کو صرف خط لکھ دینا ہی اس ناکارہ کے لئے بہت باعث سعادت ہے۔

ت۔ جو احقر کے لئے باعث حفاظت ہے۔

م۔ آج شام سے دل کی کیفیت عجیب ہے اپنی حالت سیئہ پر غور کرتا ہوں۔ اور حق تعالیٰ کی بے حساب، بے پایاں لامحدود اور عجیب و غریب عنایات کو دیکھتا ہوں حیرانی سے ششدر رہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح اور کس زبان سے ادا کروں کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی اس کی ذات کی نہ تو تعریف ہو سکتی ہے۔ نہ شکر ادا ہو سکتا ہے سر بھی کہاں تک جھکے اور آنسو بھی آدمی کتنے بہالے مگر کہاں؟ ان احسانات کے ادائیگی حق کی کوئی صورت نہیں احقر کو تو ہر شخص کا

اپنے اوپر احسان ہی نظر آتا ہے آج والدین کی یاد بھی بہت آرہی ہے ۔ اپنے محسنوں کے احسانات بھی دل کو تڑپا رہے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کی عظمت و رحمت کا عجیب منظر سامنے ہے دل چاہا کہ حضرت دام ظلکم کو اپنا دکھ اور خوشی سنا کر دل کا بوجھ ہلکا کر لوں معافی کا خواستگار رہوں کہ کام کی بات کوئی نہیں ۔

ت۔ منعم حقیقی کی نعمتوں کا احصا بھلا کہاں ممکن ہے وَاِن تعدّوا نعمۃ اللہ لَا تحصوھا۔ اپنے عجز و عدم شکر کا استحضار خاص عبدیت ہے کہ مقتضا رطاعت ہے عملاً و خُلقاً۔

اللہ تعالیٰ مدام توفیق ارزانی واستقامت سے نوازیں۔ حالاتِ محمودۂ محمود سے خاص سرور ہوا۔ اللھم زد فزد۔ وَالسّلام

مکتوب از مکہ مکرمہ ۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ چہار شنبہ

م۔ اِلیٰ جامع کمالات علمی و عملی و عارفِ علومِ ظاہری و باطنی حضرت مرشدی مَتَّعَہُ اللہ صفوۃ الائہ و نعمائہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ت۔ مکرم زید مجدہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ الحمدللہ، بندہ کے گھر والوں کے، باوجود گھریلو مشاغل کے دینی معمولات، ذکر، تہجد وغیرہما میں کمی نہیں آئی، بندہ انھیں عصر کے بعد تلاوت قرآن پاک، مناجاتِ مقبول

اَلدّعاءُ المستجاب وغیرہ پڑھتے ہیں اور اِبتہال و دعاء و بُکاء میں مصروف پاتا ہے ، عشاء کے بعد سونے سے پیشتر دینی کتب جن میں شریعت و تصوف بھی شامل ہے ضرور دیکھتی ہیں چاہے رات کو دیر سے سوئیں۔ تہجد کے لئے ضرور اٹھ جاتی ہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیتا ہے۔ الحمدللہ ہمیشہ اخلاص و تقویٰ پر قائم ہیں اور اتباعِ شریعت میں بہت پختگی ہے بندہ اس رسوخ و پختگی کو بہت بڑی نعمت گردانتا ہے کیونکہ عام طور پر عورتوں میں اس کا فقدان ہوتا ہے۔

ت۔ یہ حالِ محمود اہلِ خانہ'آں عزیز باستقامتِ اعمال معلوم ہو کر خاص فرحت اور مسرت ہی نہیں بلکہ سرور ہوا۔ آپ کو مبارک ، مبارک بس ان کے ساتھ جتنی خوش اخلاقی اور چشم پوشی ہو کم ہے۔

م۔ تاہم بندہ اور گھر والوں میں مناسبتِ تامّہ نہیں شاید دو مختلف شخصوں میں پوری مناسبت ہو بھی نہیں سکتی مگر وہ حق شوہر سمجھ کر اکثر اپنے مزاج و مذاق کی قربانی دیتی رہتی ہیں ۔ تاہم بندہ کماحقہٗ ان کی قدر نہیں کرتا۔

ت۔ کیا حضرات ازواجِ مطہرات اور بخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معاشرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معلوم نہیں اور کیا۔ ہم اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکلّف نہیں ؟ پھر آں جناب طالبِ تزکیہ بھی ہو۔ لہذا کس درجہ ان کی قدر ہونا چاہئے۔

م۔ اعمال اور عبادت میں بندہ ان کے مقابلہ میں بالکل صفر ہے۔اور اتباع ہوئی میں بہت آگے!

ت۔ بس یہ حرص وطمع دین میں ہو۔اور تنافس عبادات میں۔

م۔ از راہِ کرم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اور گھر والوں کو اس آیت کریمہ کا مصداق بنادے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ۔

ت۔ ماشاء اللہ یہ طلب کیسی پاکیزہ ومحمود ہے۔اللہ تعالیٰ یہ خیر تمنّا واحسن مراد بخیر و خوبی وبطریق احسن پوری فرمائیں۔

م۔ بندہ کے ایک زمیلِ عمل ڈاکٹر صاحب فرمارہے تھے کہ ہم لوگوں کے وظائف ذکر وغیرہ دل جمعی پر موقوف ہیں۔

ت۔ ہرگز نہیں۔کیا اگر دل جمعی نہیں ذکر بھی نہیں بلکہ ذکر بھی ہو۔اور دل جمعی، اور جمعیت خاطر کا قصد بھی۔

م۔ ایک ذرا سا انتشار ہو جائے سب کچھ غائب، ذرا کوئی بیماری آجائے سب کچھ معطّل۔ ذرا سا اور ایک معمولی سا فرق پڑجائے تو ہماری حالت دِگرگوں ہو جائے تو ہماری کیا حیثیت رہے۔

ت۔ طبعاً تأثر سے کون خالی ہے۔ ہاں عقلاً نہیں۔چنانچہ ذاکر بکثرتِ ذکر پر دِگرگونی نہیں ہوتی۔بفضلہٖ تعالیٰ بس آن فان۔

م۔ بندہ پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے شیرازہ بکھر جانے سے محفوظ رکھا۔

ت۔ الحمدللہ تعالیٰ یہ استقامت کی طبیعت مبارک ہو۔

م۔ بندہ واقعی بہت ضعیف ہے ہر طرف تند و تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے قائم رکھا ہے۔ دل جمعی کا عطا فرما دینا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

ت۔ بس شکر بالائے شکر۔

م۔ بزرگوں سے تعلق بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ایسے ساتھیوں کا مِلا دینا جن میں معرفت ہے یہ بھی مالک کی عطا ہے۔ اَللّٰھمّ لک الحمد شکراً ولک المنُّ فضلاً۔

ت۔ حمداً للہ۔

م۔ گھر والے ۴ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کو کراچی چلے گئے تھے، ۱۳ ربیع الثانی کو کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات چھڑ گئے جس سے کرفیو لگ گیا۔ کراچی میں امن و امان اور گھر والوں کی بخیر واپسی کی دعا فرمائیں۔

ت۔ باری تعالیٰ انھیں بخیر و سلامت واپسی عطا فرمادیں۔

م۔ گذشتہ پیر کی شب گھر والوں نے کراچی سے بندہ کو فون کیا اور بتایا کہ ان کے والد صاحب بندہ کے خسر محترم کا ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ انتقال ہوگیا

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں غریقِ رحمت فرمائے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس .... عطا فرمائیں۔ اور عزیزان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں کتاب تبلیغ دین میں صبر و رضا کا بیان ملاحظہ ہو اگر دل چاہے۔

والسلام۔

مرسل صاحب مذکور کا مکتوب دوم از مکہ مکرمہ	۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ

م۔ یہ ظاہر بیں عرض کرتا ہے۔

ت۔ بایں معنیٰ ظاہر بیں و بطبعِ سلیم باطن بیں بخیر کہ ظاہر کا اثر باطن پر بخیر، اور باطن کا اثر ظاہر پر بخیر بالتھاب ہوتا ہے جیسے خشوعِ باطن کا اثر خضوعِ ظاہر پر اور خضوعِ ظاہر کا اثر خشوعِ باطن پر۔

م۔ ایک صاحب نے اس کم فہم سے۔

ت۔ معلوم ہوا کہ فہم تو ہے بس اس میں فکر اور شامل ہو جائے پھر اقتصادیت (معاشی خوش حالی) بھی اور ارتقائیت (ترقیات) اور اقصائیت (انتہائی) مراتب ہدایت نقد حال ہیں۔

م۔ اپنے تلوّنِ مزاج کے بارے میں نصیحت طلب کی۔ بندہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان سے کیا عرض کرے۔

ت۔ اتنی مدت سے اصلاحی مکاتبت کے باوجود بھی سمجھ میں نہ آیا کہ مخاطب سے

کس طرح کیا مخاطبت کی جائے ۔ یَاللّعَجَب ۔

م۔ ان کا فرمانا ہے کہ میں نہایت ہی متلوّن مزاج ہوں۔ معمولی معمولی باتوں کا اثر بہت لیتا ہوں ۔ حالانکہ تعلیمات تو یہی ہیں کہ اِن باتوں کی طرف التفات مت کروں۔ مگر پھر بھی خیال اُدھر چلا ہی جاتا ہے ۔

ت ۔ عزیزِ من! خیال چلا جاتا ہے ۔ چلایا تو نہیں جاتا ؟

م۔ سوچ بچار سی ہو جاتی ہے ۔

ت ۔ "خود کردہ را چہ علاج" کس نفع کے لئے سوچنا ہوتا ہے ۔ محض لایعنی سوچ ۔

م۔ کیا کروں تاکہ متلوّن مزاج کا اِمالہ ہو جائے ۔

ت ۔ بس سکوت اور اپنے کام میں لگ جانا ۔

م۔ بندہ نے راستے میں گاڑی کھڑی کر کے حادثہ دیکھنے کے بارے میں عرض کیا تھا۔ بندہ کو ابھی تک یہ وثوق نہیں کہ ایسا کرنے کو کیوں جی چاہتا ہے ۔ معلوم نہیں یہ غریزہ طبعی تقاضا ہے یا حبّ الا استطلاع ہے (واقعہ معلوم کرنا) انشغال باللہو ہے (لایعنی کام میں مشغول ہونا) ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ حضرتِ والا دامت برکاتہم نے اس کا یہ علاج بتایا کہ ترس آوے ۔ دل دکھ جائے اور دعائے خیر دہ بس ۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ بندہ اسی پر عمل پیرا ہو گا ۔

ت ۔ یہ رخصت ہر وقوع واقعہ پر نہیں بلکہ موقع شناسی وقت شناسی لازم ملحوظ رہے پھر بھی اپنے کام سے کام ۔

م۔ بندہ نے کہیں پڑھا تھا۔ عَلَامَۃُ اِعْرَاضِہٖ تَعَالیٰ عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُہٗ بِمَالَا یَعْنِیْہِ (بندہ کا بے فائدہ کام میں مشغول ہونا یہ اس بندہ سے اللہ تعالیٰ کے اعراض وعدمِ توجہ کی علامت ہے یہ قول پڑھنے سے لغو سے مُرورِ کرام کے گزرنے کو مزید تقویت ہوئی۔

ت۔ طالب کی تو یہ شان ہو "یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کُند آگاہ نباشی"

ترجمہ:۔ ایک پلک جھپکنے کی مقدار اس آقا سے، غافل نہ ہو شاید کوئی نگاہ (کرم) کرے اور تجھے پتہ بھی نہ چلے۔

م۔ بندہ کے خسر الحاج رشید احمد طلعت بن مولانا احمد علی صاحبؒ یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے اور اٹھتر ۷۸ سال کی عمر میں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء کراچی پاکستان میں انتقال کرگئے۔ بہت مرنجان مرنج انسان تھے۔ اور بندہ کے بہت قدر دان تھے، بندہ کی انتہائی غربت کی حالت میں کہ یہ فقیر اپنی شادی کے وقت اپنی دلہن کو ایک جوڑا کپڑا یا ایک انگوٹھی زیور بھی پیش نہ کرسکا تھا۔ تب بھی انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی بندہ سے کردی بہت کم گو تھے۔ فقط ضروری بات کہتے تھے۔ کسی کی تنقیص نہیں کرتے تھے بہت شریف النفس تھے علم دوست تھے پڑھنے لکھنے سے شغف تھا۔ موقع شناس تھے ہمیشہ عقل کی بات کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

کہ آخری وقت میں بندہ کے گھر سے کراچی موجود تھیں۔
اور اپنے والد صاحب مرحوم کے قریب تھی۔ اولاد کا پاس ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آں مرحوم کو جنّت الفردوس عطا فرمائیں۔ اور اعزّا اور اقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

م۔ بندہ کی خوشدامن صاحبہ نے اس عاجز کو بتایا ہے کہ بندہ کے خسر کی پہلی بیوی کے لڑکے اپنے والد صاحب کی قبر پختہ بنانے پر زور دے رہے ہیں لیکن بندہ کی ساس نے کہا کہ وہ قبر پختہ نہیں بننے دیں گی۔

ت۔ بہت خوب ہے۔ بس خود بھی خوب پختہ رہیں۔

والسلام

فائدہ۔ مکہ معظمہ سے آمدہ مکتوبات کے مرسل صاحب کا مستقر مکہ مکرمہ سے بدل کر اب ریاض ہوگیا ہے۔ اس لئے آئندہ مکتوبات پر "مکتوب از ریاض سعودیہ عربیہ" تحریر کیا جارہا ہے۔ (از جامع)

م۔ مِنَ الفقیرِ لِخَیرِ رَبِّہٖ جَعَلَہُ اللّٰہُ مُبارکًا اَینَما کانَ

الیٰ حضرت مرشدی المکرم دامت برکاتہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ت۔ مکرم زید مجدہم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

م۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ خیریت کی طلب ہے۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے۔ خیر وعافیت سے دل مسرور ہوا۔

م۔ بندہ سوچتا ہے کہ حضرتِ والا دامت برکاتہ' کی خدمتِ مبارکہ میں اواخر ماہِ صفر ۱۴۱۲ھ میں چند یوم کی حاضری کے بعد بتوفیقہٖ تعالیٰ اِس بے حس کو ایک خاص قسم کا تعلق حضرتِ والا دام فیضہٗ سے محسوس ہوتا ہے۔ شاید انسان کو روحانی قرب حاصل کرنے کے لئے بھی ۔ جسم ، اعضاء اور قربِ مکانی کی ضرورت پیش آتی ہے

ت۔ ضرور بالضرور ، جس طرح ہسپتال ، شفاخانہ اسی طرح خانقاہ۔

م۔ مثلاً اگر کوئی شخص پردیس میں ہو۔ اور اس کے غیاب میں اس کے لڑکا پیدا ہو۔ تو اس شخص کو اپنے لڑکے سے تعلق محبت تو ہوگا لیکن دیکھ لینے کے

بعد اس تعلق محبت کے ملامح واضح اور زیادہ راسخ ہو جائیں گے۔

ت۔ صحیح۔ ماشاء اللہ خوب وضاحت فرمائی۔ یہ نظر دوربین مبارک۔

م۔ منجملہ ارشادات مبارکہ کے حضرت والا دامت فیوضہ کے اس ارشاد گرامی سے بھی بحمداللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا کہ سونے کے علاوہ پورا وقت کام کرنے کا ہے اس سے الحمدللہ تعالیٰ والشکر لہ بندہ میں اعراض عن اللغو پیدا ہوا۔

ت۔ یہ فہم دین کی فراوانی مبارک۔

م۔ حضرت والا دامت مکارمہ کی شیمۂ جود وسخا نے بندہ کو بے حد متاثر کیا۔ کسی کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ کسی کو تسلّی دے رہے ہیں۔ کسی کو پیسے دے رہے ہیں۔ کوئی برکت کے روپئے کا طالب ہے۔ کوئی ایک نہیں چاندی کے چار چھلّے مانگ رہا ہے۔ کوئی بھی ضرورت ہو۔ لوگ جلدی سے ابّا جی دام فیضہ کی طرف بھاگتے ہیں لوگ استعمالی چیزیں کاغذ قلم بھی لینے آتے ہیں۔ کوئی تسبیح لینے آتا ہے مہمان خانہ میں لوگ ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ بتوفیقہٖ تعالیٰ حضرت والا عمّت فیوضہ سبھی کی بامرہٖ تعالیٰ مطلب براری فرماتے ہیں۔

ت۔ یہ سب فضل الٰہی فیضانِ رب العالمین ہے۔ اُدھر سے آتا ہے۔ ادھر سے جاتا ہے۔

م۔ بندہ کو بھی کچھ استغنا نہیں۔ اس لئے یہ ریزہ چیں بھی طلب پیش کرتا ہے

ے "آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند"

ترجمہ - وہ ذات کہ اپنی نظرِ کرم سے مٹی کو بھی کیمیا بنا دیتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہے کہ ایک نظرِ عنایت ہماری طرف بھی کر دیں۔

ت۔ آپ تو خود منبعِ جُود وکرم ہیں۔ کیونکہ آں مکرم تو مقامِ جُود وکرم میں مقیم ہیں اور وہاں کا جود وکرم معروف ہے۔

م۔ دورانِ قیام جلال آباد اس پُرعیوب کو یہ محسوس ہوتا رہا کہ یہ ضعیف مکر و ریا ونفاق کا شکار رہے۔ تاہم خود پر ایک خول چڑھا رکھا ہے جس سے اور لوگوں کو بندہ کی اصلی حالت کا پتہ نہ چلے۔ بندہ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا قلب بہت فاسد ہے۔

ت۔ اپنے نفس کے ساتھ یہ سوءِ ظنی تو فصد ہے عجب وکبر کی۔ کہ صاف ہو گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وبتوفیقہٖ تعالیٰ۔

م۔ حضرتِ والا دامت برکاتہ کے فرمان سے یہ زرّیں اصول بھی ہاتھ آیا کہ تعلقاتِ مخلوق کو منقطع ومُحرَّق کیا جائے لیکن ادائے حقوق کا لحاظ رکھا جائے اور اپنے حق کا مطالبہ نہیں۔

ت۔ یہ مقامِ فنا مبارک ہو۔ ماشاء اللہ۔

م۔ اگرچہ بندہ کو مکہ مکرمہ سے دو سال قبل ملازمت سے برخواست کیا جا چکا تھا۔

ت۔ برطرف نہیں۔ بلکہ ایک طرف چلا جانا ہوا۔ سو کنارہ پر چلے گئے۔

(ریاض دارالحکومۃ السعودیہ)۔

م۔ تاہم بڑی ملازمت کا غرور بندہ پر چھایا رہتا ہے۔ زمانِ قیامِ جلال آباد بھی غرور کا یہ نشوۃ اس کج رو۔ غافل ضعیف ظالم لنفسہٖ پر مسلّط رہا۔ اللہ تعالیٰ اس جرم کی عقوبت میں یہاں کے قیام سے محروم نہ فرمائیں۔

ت۔ قیام بقعۂ خیر میں عقوبت کہاں؟

م۔ حضرتِ والا دامت فیوضہٗ نے ارشاد فرمایا تھا کہ شریعت طبیعت بن جائے اور طبیعت بچّہ۔ شاید یہ مطلب ہوگا کہ بچّے کی طرح سادگی و بے تکلفی و عدمِ تصنّع پیدا ہو جائے۔ یہ خستہ حال محسوس کرتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی حد تک تصنّع و تکلّف ہے۔ جبکہ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ مامور بہ ہے۔

ت۔ تصنّع مانع طریق ہے۔ نظر بر خَلق مرتفع کا لطّفل۔

م۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خاص خوبی ہوتی ہے۔ اس کم فہم کو ایک عزیز میں جن کی عمر تقریباً ۲۲ سال ہے۔ یہ عادت بہت پسند ہے کہ وہ کسی انسان کی سیرت یا شخصیت کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتے۔ معلوم نہیں انکا اس بارے میں کیا نقطۂ نظر ہے لیکن شاید اس طرح انسان غیبت و نمیمہ سے محفوظ رہتا ہے۔

ت۔ بہت خوب ماشاءاللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بچّے کو صالح بنائیں۔

والسّلام

مکتوب از مدینہ منوّرہ ۷/۷/۱۴۱۱ھ

م۔ اپنی باطنی حالت جو پہلے اچھی معلوم ہوتی تھی اس میں حضرت والا نے چند سال ہوئے ایک جملہ سے بفضلہٖ تعالیٰ اس عجب کا علاج فرما دیا تھا۔

ت۔ آپ کے فہم دین سے بندہ مسرور ہوا۔ نیز یہ جزئی تمام کمالات ہی کے لئے دافع ہے پھر اس دفع وانقطاع سے ماشاء اللہ فنا حاصل۔

م۔ حضرت والا کے اس جملہ کا مفہوم تقریباً یہ تھا کہ اپنا کمال سمجھتے ہو یا عطاء الٰہی؟ سال بھر سے زائد ہوا جلال آباد حاضری کے بعد کچھ خود بخود اپنی حالت کی جانچ ہوتی رہتی ہے۔

ت۔ اپنا احتساب ایک عجیب کارآمد نظریہ ہے۔!

م۔ نتیجہ یہ سامنے آیا کہ اپنی یہ حالت بہت ہی افسوس ناک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خادم یہ سمجھتا ہے کہ نفس بڑا ہی استاد ہے اپنی حالت بُری بتا کر حوصلہ افزائی کے تعریفی الفاظ سننا چاہتا ہے۔

ت۔ بس خلائق سے نظر انداز ہو کر خالق پر نظر بتوفیقہٖ تعالیٰ۔ بس مدح و ذم پر کیا نظر

م۔ یا پھر حضرت والا کی نظر میں اچھا بننا چاہتا ہے۔

ت۔ اپنے محبوب کی نظر میں اچھا بننا تو مطلوب ہے اللّٰھم ارضنا وارض عنّا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدہ دعاء اللّٰھم انّی اسئلک حسن عبادتک۔

م۔ غرضیکہ حالت پیچیدہ اور امراض سے مرکب سمجھ میں آتی ہے۔ بہرحال بفضلہٖ تعالیٰ حضرت والا کا علاج القائی ہوتا ہے اس میں انشاءاللہ نفس کے یہ کید و مکر و فریب نہ چلیں گے۔

ت۔ فضلِ الٰہی شکراً حمداً للہ۔

م۔ اب یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ نفس رذائل سے بھرپور ہے صدق و اخلاص سے دور ہے۔ ہر بات میں ملاوٹ ہے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے۔ حرم شریف مدینہ منورہ میں کسی سے ذرا سی تکلیف کی برداشت نہیں۔

ت۔ اس بات کی طرف التفات ہی کیوں ہے۔

م۔ حرم شریف میں خوب جانچ کے مواقع آتے رہتے ہیں۔ خشکی بدمزاجی بہت ہے۔ مثلاً کچھ دن ہوئے حج یا رمضان شریف وغیرہ ہجوم کے زمانہ میں مواجہ[۱] شریف کے قریب پہونچ کر ایک شخص نے بار بار کمر پر انگلی یا ہاتھ مارا برداشت تو ہے نہیں ان صاحب کو اشارہ کیا کہ آپ آگے چلے جایئے گو یہ پہلے سے قصد نہیں تھا کہ اس لئے آگے کیا ہے بلکہ ان کے مارنے سے چڑ کر آگے کیا تھا جب وہ میرے آگے ہوگئے میں نے ایک ہی مرتبہ دو چار مرتبہ کی برابر زور سے ایک ہاتھ یا

---

[۱] مسجدِ نبوی میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے سامنے کی جگہ جہاں کھڑے ہوکر زائرین آپ کو درود شریف پیش کرتے ہیں۔

انگلی ماری تو انہوں نے چڑ کر پیچھے مڑ کر بہ کچھ کہا میں نے کہا یہ تو وہی ہے جو آپ نے کیا تھا۔

ت۔ سیّئہ کا بدلہ حسنہ ہونا چاہئے اور مواجہ شریف کی حالت میں ایک قسم کا حال ہوتا ہے۔ نہ کہ اس قسم کی باتیں ہونا۔

م۔ ایسے ہی کوئی غالی سلفی غیر مقلد اگر برابر میں کھڑا ہو۔ اور پاؤں اس طرح پھیلا کر پاؤں سے ملا دے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں چھبنے لگیں یا جسم کا دباؤ ڈالے یا دونوں طرف غیر مقلد ہوں اور درمیان میں یہ مسکین عاجز حنفی جس سے توازن جسم کا بہ تکلّف سنبھالنا پڑے تو پوری نماز اسی تشویش میں گذرتی ہے سخت تقاضا نماز میں ہوتا ہے کہ میں بھی اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ دوں۔ لیکن نماز کے منافی عمل ہونے کی وجہ سے برداشت کر جاتا ہوں۔ ہاں نماز سے باہر تو بھلا کہاں برداشت۔

ت۔ آپ کو مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا اپنے خادم غلام علی شاہؒ کا واقعہ یاد نہیں رہا کہ ان کے اُونہہ کہنے پر کیا اصلاح کی تھی کہ میرے اس طرح ٹوکنے پر برداشت نہ کرنے پر اُونہہ۔ منھ سے نکال بیٹھا۔ باہر تو طبیعت کے خلاف ہونے پر لڑ ہی مرے گا۔

م۔ غضب کے تقاضے کے خلاف عقل اور شریعت و سنّت کے مقتضاء پر عمل کی توفیق کے لئے علاج اور دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ شرعاً مثلاً بمثل اگرچہ جائز ہے مگر سلوک کا عفو و صفح اعلیٰ مقام ہے اللہ تعالیٰ

سلوک کے آداب سے نوازیں۔

م۔ یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ تواضع، فنا، عبدیت اور دیگر فضائل اخلاق، صبر، شکر توکّل، تفویض وغیرہ عطا ہوں اور رذائل اخلاق کے ازالہ کی دعا، تو صحیح نہیں معلوم.... ہوئی کہ "جبل گردد جبلّت نہ گردد" کا مضمون تو حدیث شریف کا ہے۔

ت۔ اخلاقِ رذیلہ کا امالہ ہو جانا گویا ازالہ ہو جانا ہے۔

م۔ رذائل اخلاق کے امالہ کی دعا، یا برمحل استعمال کی دعا، سمجھ میں نہیں آیا کن الفاظ سے دعا کروں براہِ کرم ارشاد فرما دیجئے۔

ت۔ امالہ کی حقیقت ہے مادۂ رذیلہ کا محل بدل جانا مثلاً مشروعات میں بخل گیا اور ادائیگی حقوق کی رغبت پیدا ہو جانا۔ لیکن اگر سخاوت نہ آئی نہ آئے۔ اگرچہ آ بھی جاوے۔

م۔ سمجھ میں یہ آتا ہے کہ تہذیبِ اخلاق کے لئے سخت مجاہدے کی ضرورت ہے کبھی سخت مجاہدہ تو کیا نہیں۔

ت۔ طالبِ صادق مع الفکر کو مجاہدہ کی ضرورت ہی نہیں۔ بس تحقّق محبتِ الٰہی موافقت، اور مخالفت سے اعراض وصرفِ نظر۔

م۔ البتہ ایک بات یاد آئی (شاید نفس کو شاباشی کا شوق ہوا) بندہ کے ماموں زاد بھائی ان سے بندہ کو بہت نفرت رہی ہے علاوہ ان کے معاملات کے ان کے

والد (بندہ کے ماموں اور خسر) مولوی احمد رضا بریلوی کے خاص پروردہ شاگرد نائب) کے دوست تھے۔ ماموں کا مکان جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے متصل تھا (اب سنا تھا کہ جامعہ نعیمیہ والوں نے ان کا مکان بھی خرید لیا ہے) ان کے بیٹے موصوف بھی اپنے والد کے نقش قدم پر ہی رہے (اہلیہ کے دو بھائی خصوصاً بدعات پر پختہ رہے ہیں۔ اور بہت پریشان زندگی گذر رہی ہے۔ میں اہلیہ سے کہہ بھی دیتا ہوں کہ یہ اہل اللہ حضرات سے بغض کا وبال ہے۔ وہ لوگ اگر میری بات سنیں تو سب پریشانی دور ہو سکتی ہے۔

ت۔ اس طرح دعویٰ کر کے نہیں کہنا چاہیئے، ڈرنا چاہیئے۔

م۔ جب پاکستان گیا تو رشتہ کی وجہ سے صلہ رحمی کا ارادہ کر کے ایک عمدہ کپڑا ان کے گھر دے آیا۔ پہلے تو برا کہتے تھے اب بندہ کو حضرت جی کہنے لگے۔ ایک دوسرے بھائی مراد آباد میں ہیں۔ اور ایک دوسرے کراچی میں ان کو بھی تھوڑا ہدیہ دے آیا تھا۔

ت۔ یہ ہے مروّت، حسن سلوک!۔

م۔ اب ایک تیسرا بھائی جو خاصا آسودہ ہے اس کو ابھی کچھ نہیں دیا۔ اور اب طبیعت میں اس سے رنجش ہے اس سے اہلیہ کے ذریعہ دریافت کیا کہ آئندہ اس کو بھی ہدیہ پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

ت۔ انسب ہے بحق سلوک صلہ رحمی ایک ایثار ہے۔

م۔ یہ نفس اور طبیعت کے خلاف کیا شاید اس میں نفس کو حظ بھی ہو۔

ت۔ ایسے خیال سے ہمیشہ بالکل خالی الذہن رہیں۔

م۔ بہرحال صلہ رحمی کا فائدہ تو سمجھ میں آیا۔

ت۔ بالکل صحیح ہے۔

م۔ تاہم حضرتِ والا سے درخواست ہے کہ اس میں اصلاح فرمادیں تاکہ عمل، رضائے الٰہی کے لئے صحیح ہو جائے۔

ت۔ جگہ جگہ کچھ لکھا گیا بتوفیقہٖ تعالیٰ ببرکتِ حضرت مرشدی نوّر اللہ مرقدہٗ۔

م۔ بڑے بھائی صاحب جو کراچی میں رہیں اگر کبھی ناراض ہو گئے تو ان سے جا کر ملتا رہا یہاں تک کہ راضی ہو گئے۔

ت۔ ماشاء اللہ یہ حُسنِ خُلق کا اثر ظہور میں آیا اور حُسنِ خُلق کہ سیّئہ کا دفاع ادفع بالّتی ھِیَ اَحْسَنُ کا اثر حق تعالیٰ کے کلامِ پاک میں بصورتِ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (دلی دوست) تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ملاحظہ ہوا ہوگا۔[1]

---

[1] آیتِ شریفہ۔ ولا تستوی الحسنۃ ولا السّیّئۃ ط ادفع بالّتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہٗ عداوۃٌ کانّہٗ ولیٌّ حمیمٌ ۝ وما یلقّٰھا الا الّذین صبروا ج وما یلقّٰھا الّا ذو حظٍّ عظیمٍ ط

ترجمہ:۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ آپ نیک برتاؤ سے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

م۔ اس کے علاوہ سخت مجاہدہ جس سے نفس کے غصّہ کا علاج ہو جائے۔ کیونکہ نفس خبیث ہے۔ کتّے کی دم کا سا اس کا حال ہے۔

ت۔ ایسا خیال ہرگز نہیں، تو یہ تو یہ، کیا معلوم نہیں کہ بشرِ حافی جو شرابی تھے کیسے بدلے وغیرہ وغیرہ۔

م۔ جبلّت بدل نہیں سکتی، اور سخت مجاہدہ ہوتا نہیں۔

ت۔ مُبدل یا مالہ ہونا ہی بدلنا ہے۔

م۔ اب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اتنا تو ہو جائے کہ نجات اور مغفرت ہو جائے سلوک میں داخل ہو کر سلوک کو بھی بدنام کیا اور اپنے آپ کو بزرگوں سے متعلق بتا کر بس نیک نام کر لیا ولاحول ولاقوۃ۔

ت۔ شکر ہے کہ بدنامی سے بچے؟

م۔ بہرحال اپنی انتہائی نالائقیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہمیشہ شاملِ حال رہا۔ ابتداً بھی۔ اور مقبولانِ الٰہی سے تعلّق کے بعد اس کی برکت

(بدی کو) ٹال دیا کیجئے۔ پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو (اخلاق کے اعتبار سے) بڑے مستقل (مزاج) ہیں۔ اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو (ثواب کے اعتبار سے) بڑا صاحبِ نصیب ہے۔ بیان القرآن پارہ ۲۴ رکوع ۱۹

سے بھی، اُدھر سے عطا ہی عطا ہے ادھر سے جفا ہی جفا ہے۔

ت۔ عطا کا تصوّر، نفس سے جفا ہی جفا ہے۔

م۔ الحمدللہ یہ بھی اس کا فضل وکرم ہے کہ اس کی عطاؤں کا اجمالی تصوّر اور عقیدہ تو ہے اور اپنی کوتاہیوں کا اقرار۔ جس سے اپنے رذائل کا کچھ تو پتہ چلا۔

ت۔ یہی شانِ عبدیت ہے۔

م۔ حضرتِ والا سے اور اپنے شیخ سابق (حضرت مولانا ضمیر محمد صاحب جالندھری خلیفۂ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے تعلق سے پہلے جو غفلت کے پردے اور عُجب وغرور تھا وہ تو کچھ کسی حد تک سمجھ میں آیا۔ ابھی نہ معلوم اور کتنے پردے اور عُجب کے درجات ہوں گے جو نہیں معلوم اور جنکا شعور واحساس بھی نہیں۔

ت۔ یہ کُرید کیسی، کیا اس سے اِنجذاب میں اِضمحلال نہ آئے گا؟ کیا معلوم نہیں کہ اصلاح وسلوک میں ہر وہ بات جو باعثِ تشتّتِ قلبی اور انتشارِ ذہنی ہو۔ اس سے یکسوئی اور جمعیّتِ خاطر ملحوظ رکھنا لازم ہے۔

م۔ بہرحال تُنک مزاجی اور بدمزاجی کا مرض ہے۔

ت۔ کیا حقیقۃً یا محض صورۃً؟

م۔ جس کا منشاء کبر وغیرہ رذائلِ نفس سمجھ میں آتا ہے۔

ت۔ یہ خود بخود فیصلہ کیسا؟

م۔ حضرتِ والا دام ظلکم کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کیا خصوصاً تعلّقِ الٰہی کو

پڑھ کر خیال ہوا کہ سامعین اس وقت کیسے تڑپ رہے ہوں گے۔ حضرت والا سے جب براہِ راست یہ وعظ سنتا ہوگا خشیتِ الٰہی سے، الحمد للہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ خوف کی کمی اور رجاء بڑھی ہوئی تھی، اس میں کسی حد تک اعتدال پیدا ہوا۔

ت۔ الحمد للہ تعالیٰ شرعاً حالِ اعتدال ہی مطلوب ہے مبارک۔

م۔ کچھ روز سے اب اپنے لئے مغفرت کی دعا کی طرف خیال ہے۔

ت۔ دعا فرمانا ضرور ہوتا رہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔ خدا تعالیٰ نے قُلْ فرما کر خود تعلیم فرمائی ہے۔

م۔ معمولات بتوفیقہٖ تعالیٰ جاری ہیں (ماہِ صفر سے مکان تبدیل کرنا پڑا، اور اب مکان دور ہونے کی وجہ سے حرم شریف گاڑی سے جانا ہوتا ہے۔ تقریباً تین کلو میٹر گاڑی سے اور کچھ پیدل چلنا ہوتا ہے۔ اب کچھ عرصہ سے عصر کی نماز گھر پر ہی پڑھتا ہوں۔ گھر والوں کو جماعت کراتا ہوں جب سے گھر پر نمازِ عصر پڑھنا شروع کیا جس کے بعد مغرب و عشاء کے لئے حرم شریف جانے کی تیّاری ہوتی ہے تب سے عصر کے بعد مراقبہ احسان کی پابندی نہیں رہی۔

ت۔ پابندی بیٹھ کر کیا ضروری ہے بلکہ سرسری خیال ہوتا رہے، چلتے پھرتے۔

م۔ کبھی کبھی یاد آجاتا ہے کہ اللہ دیکھ رہے ہیں۔

ت۔ بس! اس طرح ان شاء اللہ تعالیٰ یاد آتا رہے گا۔ مراقبہ بھی ہوتا رہے گا۔

م۔ اور کسی کام میں تردّد ہو تو یہ بھی خیال الحمدللہ کافی عرصہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ رضا کس بات میں ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ کیا خوب عبدیت بحبّت ہے مبارک۔

م۔ گھر والوں کو کتاب سنانے کے سلسلہ میں عرض ہے کہ تسہیل المواعظ کئی سال سے سنانا جاری ہے طویل ناغے بھی ہوتے رہے اب تین وعظ باقی ہیں باون ۵۲ میں سے جن میں سے ایک سُنا رہا ہوں۔

ت۔ تبلیغ خانگی بہت خوب ہے یہ تعمیل قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اہل خانہ کے ادائے حق کا اہتمام موجب اجرِ عظیم۔

م۔ اس کے علاوہ نشر الطیّب بھی ختم کی تھی اس سے قبل کبھی حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی سیرتِ خاتم الانبیاء وغیرہ اور اس سے قبل بعض اور بھی کتب بہشتی زیور ایک حصّہ سنایا تھا

ت۔ یہ اہتمام ادائے حق مبارک باعثِ سُرور ہوا۔

م۔ اب کیا شروع کرنا چاہیئے ؟ کسی وعظ یا ملفوظ میں حضرتِ والا دامت برکاتہم کے بندہ نے پڑھا تھا کہ جمعہ کی شب میں ایک حدیث سنانے کی بہت بڑی فضیلت و ثواب ہے اس لئے اب ازالۃ الوسن (مؤلّفہ مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ علیہ) جس میں مشکوٰۃ شریف کی احادیث مع ترجمہ ہیں۔ اس میں سے ایک دو حدیث جمعہ کی شب میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں بہت سال پہلے یہ

کتاب گھر والوں کو سنائی تھی۔ اور مسجد میں بھی پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ بعض مرتبہ دونوں اہلیہ کو بلاتا ہوں کتاب سنانے کے لئے، تو وہ فوراً آجاتی ہیں لیکن بعض دفعہ ایسا محسوس ہوا کہ کتاب نعوذ باللہ طالب ہیں۔ اور وہ مطلوب ہیں تو سخت کوفت ہوئی اور بالکل ترک کرنے کا تقاضا ہوا۔ جس پر عمل نہیں کیا۔

ت۔ ایسا خیال قابلِ عمل ہی نہیں۔ وہ بے چاری طالبات ہیں کہ کھنچ کر فوراً آجاتی ہیں

م۔ یہ خادم اللہ تعالیٰ سے انڈیا کے مسلمانوں کی فریادرسی اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی نصرت و مدد اور حفاظت کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔ حضرتِ والا سے درخواست ہے کہ کفار کی سازشوں اور صدّام کی۔

ت۔ یہ تعیّنِ اسم کیا ضروری ہے۔

م۔ اور اس کی تخریب کاری اور مظالم سے۔

ت۔ کیا یہ جملہ بجسترم تیقّن ہے۔

م۔ یہاں کے مسلمانوں کی حفاظت اور امن وامان کی دعا بھی فرما دیجئے۔ آجکل فتنہ کی حالت میں نشرُ الطّیّب شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ تمام شد۔

ت۔ ...... حضرت نے کچھ تحریر نہیں فرمایا۔ (احقر جامع)۔

مکتوب از کراچی ڈاکٹر مولانا تنویر احمد صاحب زید مجدہم **۹/۱۱/۱۴۱۱ھ**

م۔ حضرت کا والانامہ باعثِ مسرتِ قلبی و زیادتِ ایمانی موصول ہوا۔

ت۔ یہ ایمان کی بشاشت و حلاوت مبارک۔!

م۔ آپ کے ضعف و نقاہت وعلالت کو باری تعالیٰ مُبدل بہ صحت و توانائی و طاقت کر دے۔ آمین۔ تاکہ یہ سلسلہ اصلاحِ اعمال واخلاق، تعلیم و تلقین، تربیتِ طالبین وسالکین تا دیر بعافیت قائم رہے۔

ت۔ یہ مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

م۔ اکثر جب حضرت کا تصوّر کرتا ہوں تو یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

ت۔ کیا عجیب قدرت حیّ وقیوم کی دلِ زندہ کو اور زندہ کر دیا

م۔ گذشتہ تین چار سال سے بفضلِ ربّ یہ معمول تھا کہ موسم سرما میں مع اھلیہ ہندوستان کا سفر ہو جاتا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت کا دیدار بھی نصیب ہو جاتا تھا۔ آپ کی نظرِ محبت وہ کام کر جاتی تھی جو سالہا سال کے مجاھدوں سے بھی نہیں ہوتا۔

ت۔ یہ محبّت، حبّ فی اللہ، باری تعالیٰ بندہ کے لئے مغفرت کا وسیلہ بنائیں۔

م۔ یہ بات سچ ہے کہ شعر ؎

"دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا"

اس کا دوسرا عنوان، صحبتِ اہل اللہ ہے کہ ؎

"پیشِ مردِ کامل پامال شو"

جس کی بدولت وصول الی اللہ سہل ہوجاتی ہے اور یہ مسافت جلد
قطع ہوجاتی ہے

ت ۔ یہ نظریہ مصداق ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

م ۔ حضرت کے ہر مکتوبِ گرامی قدر میں الحمد للہ ایسے اصلاحی نکات منجانب اللہ تلقی ہوتے ہیں کہ بندہ کو آموختہ یاد ہوجاتا ہے اور غفلت سے تنبہ ہوجاتا ہے
جَزَاکُمُ اللہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

ت ۔ ماشاء اللہ ۔ یہ عظمتِ طریق کی دلیل ہے دل مسرور ہوا۔

م ۔ حال، صلوٰۃ ہو یا غیرِ صلوٰۃ، ذکر ہو یا غیرِ ذکر بلا قصد حدیثِ نفس اور وساوس کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ اس سے نجات کی کیا صورت ہے ؟

ت ۔ نجات کی طلب معصیت سے ہوتی ہے جو کہ مرض ہے بلا قصد خیالات کیا مرض ہیں ؟ بس ان کی طرف نہ التفات، نہ ملال ! کیا یہ حق طریق کے خلاف نہ ہوگا۔

م ۔ مراقبۂ رؤیتِ الٰہی کیا کروں یا رؤیتِ عبد کا دھیان رکھوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

ت ۔ ہاں ! یہ ہی مراقبۂ احسان ہے اسی میں عبدیت بھی ہے ۔

م ۔ حال۲ ۔ بندۂ ناچیز سے جن حضرات نے تعلق قائم کیا ہے جب وہ اپنے حالات اور اذکار و اشغال سے مطلع فرماتے ہیں ان کے مقابلہ میں احقر کے معمولات

عُشرِ عشیر نظر آتے ہیں۔ بہت شرمسار ہوتا ہوں کہ ایسے ذاکر شاغل اشخاص
مجھ جیسے حقیر و ناچیز اور نااہل سے وابستہ ہیں۔ میں کیا ان کو جواب دوں۔
جبکہ حقیقۃً بندہ کا درجہ ان سے بہت زیادہ کمتر ہے۔

ت۔ حالِ رفیع مبارک کہ علم خود نظر انداز ہوا۔

م۔ کیا اس کا اخفاء رکھوں یا حقیقتِ حال سے ان کو آگاہ کر دیا کروں۔

ت۔ اَنْصِتْ۔ (سکوت) والسلام

مکتوب از ڈاکٹر ابو الکلام صاحب علی گڈھ ۱۷ رجب ۱۱۴۱ھ

م۔ الحمد للہ، روزانہ کا معمولات ہو رہا ہے۔ لیکن ذکر فکر میں کمی آگئی ہے۔

ت۔ اتنا فکر تو ہے کہ کمی آگئی یہ حالِ غمی مبارک ہو۔

م۔ تہجُّد کا نام ہی فہرست سے ختم ہو گیا ہے۔

ت۔ ختم ہو گیا کاغذ سے، سینہ میں تو ہے اسی لئے اس کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔

م۔ حضرت جی! آجکل اس ہنگامہ سے دِل اس قدر اثر کیا تھا۔ لیکن دل، دماغ
پر طاری تھا۔ ابھی عراق اور عرب کی لڑائی کا اثر بہت زیادہ ہے۔

ت۔ آپ خواہ مخواہ عرق عرق ہو گئے اور رعب میں آگئے ابو الکلام ہو کر بھی۔

م۔ کتب بینی میں بہت کمی ہو گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ان دنوں نفس اور شیطان کا

دوست بن گیا ہوں۔

ت۔ دشمن کا اس قدر رعب، یہ بُزدلی!

م۔ بس دنیا کا ساتھی ہو گیا ہوں یعنی خالص دنیا دار ہو گیا ہوں۔

ت۔ ولی کا ساتھی کون ہوتا ہے؟ (ح۔ اللہ)

م۔ اس قدر دنیا کا غلبہ تو کبھی نہیں دیکھا تھا اس کا مطلب دین سے گراوٹ ہے اور دنیا اور نفس و شیطان کی طرف رجوع ہونا ہے۔

ت۔ جی نہیں! بلکہ یہ سب حال رجعت کی دلیل ہے دنیا و دشمنان سے۔ اور رجوع ہے محبوبِ حقیقی کی طرف، مبارک ہو۔

م۔ ورنہ کم سے کم خط و کتابت سے تو حاضر ہوتا ہے۔

ت۔ ماشاءاللہ دل تو حاضر تھا کہ خیال اِدھر ہی بندھا رہا۔

م۔ اِن دنوں تمام آفات مسلمانوں پر آتی ہے۔

ت۔ ضعف ختم ہونے کے لئے قوّت آنے کے لئے۔

م۔ ہر جگہ ہماری پٹائی ہو رہی ہے اندرون یا بیرون ہو۔ یہ سب ہمارے اعمال ہی ہیں

ت۔ رفعتِ درجات کے لئے۔

م۔ آپ کی صحت کے لئے دعا کیا کرتا ہوں۔

ت۔ دیکھئے یہ شہادت ہے آخرت کی محبت کی، دنیا سے نفرت کی، اللہ تعالیٰ اس للّٰہی محبت کا اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔

م۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب سے مدام نوازیں یہ دوسری دلیل ہے دنیا سے بُعد کی۔ اور قربِ حق کی۔ مبارک ہو۔ امید ہے کہ یہ معروضات بغور مطالعہ ہوں گے

والسلام۔

مکتوب از ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب دہلی — ۲۶ر رجب ۱۴۱۱ھ

ارشاد حضرت اقدس مسیح الامّت مدظلہٗ العالی

اِنْتِبَاہ:۔ معروضات بغور ملاحظہ ہوں۔

م۔ نمازوں میں تقریبًا دو تین ہفتے قبل جو رقّت طاری ہوتی تھی وہ اب نہیں رہی۔

ت۔ وہ شوق تھا یہ ذوق ہے۔

م۔ حالتِ سجدہ میں بالخصوص اور دیگر ارکانِ نماز میں بالعموم جو توجّہ ہوتی تھی۔ اس میں بھی کمی واقع ہے۔

ت۔ وہ دھیان تھا یہ یاد ہے۔

م۔ البتہ احقر خود، اللہ ناظری، یا اللہ دیکھ رہا ہے (یعنی عربی یا اردو کسی میں بھی) کا۔ دھیان رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ت۔ یہ سعی مبارک۔

م۔ نماز کے علاوہ بھی یہ دھیان رکھنے کی سعی جاری ہے

ت۔ ماشاء اللہ، یہ منجملہ مساعیٔ جمیلہ سے ہے۔

م۔ لیکن اکثر اوقات خاص طور پر سونے کے وقت وساوس کا ہجوم ہوجاتا ہے اور دھیان بٹ جاتا ہے۔

ت۔ تعجب ہے اتنے پرانے ہو کر بھی اُدھر التفات کیوں ہے، پرائے کی طرف!

م۔ احقر بہت گناہگار ہے۔

ت۔ کسی کو اپنے کو مقدّس جاننے کا کیا حق ہے؟

م۔ اور اللہ کے احکامات توڑنے کا عاصی ہے۔

ت۔ بس، توبہ احکامات جوڑنے کے لئے ہے!

م۔ وہی گناہ اصل راستے میں مانع آتے ہیں۔ توبہ کرلی ہے اور توبہ کرتا رہتا ہوں لیکن گناہوں کا اثر شاید باقی ہے!

ت۔ شوقِ طاعت کے بقا کے لئے!

م۔ میں کیا کروں سمجھ میں نہیں آتا کہ گناہوں کا رُجحان کس طرح ختم ہو۔

ت۔ رجحان تو منع نہیں، رجوع منع ہے۔

م۔ اکثر تہجّد کی نماز کے بعد ہی تسبیحات پوری کرتا ہوں۔

ت۔ الحمد للہ تعالیٰ رجوع الی اللہ تعالیٰ کی توفیق مبارک۔

م۔ کسی دن تہجّد نہ پڑھنے کی صورت میں بعدِ نمازِ فجر۔

ت۔ یہ دوامِ معمولات بعظمتِ طریق مبارک۔

م۔ دو ایک بار نماز با جماعت میں قرأت سُن کر یہ ضرور محسوس ہوا گویا کہ قرآن مجید کے الفاظ احقر کے جسم کے روئیں سے نکل رہے ہوں۔

ت۔ یہ آبادی شادمانی مبارک۔

مکتوب از جنوبی افریقہ ۱۹/۱۱/۱۴۱۱ھ

ابھی حال ہی میں ہماری برادری میں ایک شادی ہوئی اس میں بندہ بھی شریک تھا اور بھی بہت سے لوگ مدعو تھے ہمارے مولانا صاحب (جو کہ قبلہ حضرت اقدس مسیح الامّت دامت برکاتہم کے خلیفہ مجازِ بیعت ہیں) کو بھی مدعو کیا گیا اور وہ تشریف لائے تھے مکان بہت وسیع تھا اور مکان کا صحن اس سے بھی زیادہ وسیع تھا۔ اس لئے ایک خیمہ صحن کے ایک طرف لگوا دیا گیا۔ جس میں عورتوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ مکان میں بھی کچھ عورتیں تھیں۔ پھر صحن کی دوسری طرف الگ مکان میں مردوں کے لئے انتظام تھا۔ لیکن اس جگہ سے عورتیں بالکل نظر نہیں آتی تھیں۔ بلکہ پوری طور پر بیچ میں ایک پردہ حائل تھا۔ یہ سب انتظام لڑکی والوں کی طرف سے تھا۔ چونکہ خاندان والوں کو پیسے کی گنجائش تھی۔ اس لئے کثیر مجمع کے باوجود کسی سے قرض لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

البتہ غیر خاندانی لوگ جو دعوت میں آئے تھے ان کی عورتوں میں پردہ کا رواج ہی نہیں۔ اس لئے ان کے لباس غیر شرعی تھے، بعض عورتیں کھلے سر بھی وہاں آئی تھی ان باتوں کو مولانا صاحب موصوف نے بھی ملاحظہ کیا۔ شادی کے دو ہفتہ بعد جمعہ کے دن مولانا صاحب موصوف نے ایک پمفلٹ (اشتہار) نکالا جو نماز جمعہ میں عام لوگوں کو تقسیم کیا گیا جس میں مروّجہ شادی بیاہ پر بہت رد کیا، اس اشتہار میں بہت سی باتیں ایسی لکھی جو ہمارے خاندان والوں کی لڑکی کی شادی میں پائی گئی تھی۔ اگرچہ دوسری شادیوں میں بھی یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔

اور حسن ظن کرتے ہوئے ہم یہی خیال کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کی نیّت اس خاص شادی پر رد کرنا نہیں تھا۔ البتہ عام شادیوں پر رد کرنا مقصود تھا۔ البتہ خاندان والے اور گھر والے سب یہی سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اِن ہی پر رد کر رہے ہیں اور وہ تائید میں یہ کہتے ہیں کہ اگر عام شادیوں پر رد کرنا مقصود تھا تو ایسے اشتہار کو کسی دوسرے وقت تقسیم کر لیا ہوتا۔

جب اتنے روز انتظار کیا تو ایک دو ہفتہ اور انتظار کرتے۔ لیکن شادی کے چند روز بعد جب یہ مضمون چھاپ کر شائع کیا۔ ظاہر تو یہی ہے کہ مولانا کا مقصد انہیں پر رد کرنا ہے۔ چنانچہ جس شخص نے بھی اس مضمون کو پڑھا ہے چاہے ہمارے آدمی ہو یا کہ غیر سب یہی کہتے ہیں کہ مولانا صاحب اُس فلاں شادی پر رد کر رہا ہے۔ اس سے بندہ کے رشتہ دار صاحبان بہت شرمندہ ہوئے اور کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔

اور ایک دو روز تو مسجد بھی نہیں آیا بلکہ گھر پر نماز پڑھتے تھے شرمندگی کی وجہ سے بلکہ تمام خاندان والے اس اشتہار سے متأثر ہوئے اسی وجہ سے ہمارے گھر والوں نے شکایت کے طور پر مولانا صاحب کو ایک خط لکھا اس کے جواب میں مولانا صاحب نے آٹھ صفحہ لکھا جس میں ہم لوگوں کو بہت کچھ سنایا پھر مولانا صاحب نے اپنے اس خط کی چند نقلیں دوسرے خاندانی حضرات میں تقسیم کیا - اس سے تو اور بھی بد مزگی پیدا ہو گئی ہے۔

اس تمام قصے سے بندہ کا اصل مقصود حال سنانا ہے۔

چونکہ معاملہ اپنے خاص عزیز صاحب سے تھا اس لئے طبعی طور پر بندہ کو مولانا صاحب کے اس فعل سے کافی رنج وملال ہوا۔

بندہ یہ سمجھ نہیں پاتا کہ کسی معتد بہ وجہ سے ہمارے عزیز کو شرمندہ کر دیا گیا۔ اگر مولانا صاحب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا تھا تو کسی دوسرے موقع ومحل پر اپنا مضمون شائع کرتا - یا براہ راست شادی والوں سے مل کر گفتگو کرتے تب بھی مقصود حاصل تھا۔

بس چند روز سے بندہ پر گویا کہ پہاڑ گزر رہا ہے اور مولانا صاحب تو بندہ کے استاد بھی[۱] ہوتے ہیں ان سے کچھ عرض کرنا بھی مشکل ہے کہیں گستاخی بے ادبی نہ ہو جائے اب عجیب طرح کے وساوس ذہن میں آرہے ہیں کہ میں یہ کروں وہ کروں کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں - اور کسی دوسرے مدرسہ یا دوسری جگہ سکونت وتقرر

---

[۱] کذا فی اصل المکتوب۔

اختیار کر دں غرضیکہ بندہ کی ذہنی حالت بہت منتشر و متشتّت ہے۔

حضرت سے اس سلسلہ میں دعا کی درخواست ہے کہ اپنا استاد کا ادب بھی ملحوظ رہے اور ان وساوس سے بھی بندہ متأثّر نہ ہو جائے آمین۔

"الجواب"

تحقیق

محمد مسیح اللہ

مکرم زید مجدہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مولانا صاحب کا یہ طریق غیرتِ دینِ حمیّتِ شریعت پر مبنی ہے عقلاً و شرعاً درست ہے اِس وقت عموماً حالات اسلامی طریق سے، اتباعِ سنّت سے جدا گانہ بے گانہ واقع ہو رہے ہیں اِس اطراف میں بھی ایسا ہی ہے شادی میں رسوم غیر اسلامی چل گئیں۔ یہاں تک کہ لڑکا والا لڑکی والے سے کہتے ہیں کہ جہیز میں فلاں فلاں چیز دینا، نقد روپیہ اتنا دینا اور یہاں تک کہتے ہیں کہ کار دینا۔ اگر درمیانی مالدار ہے تو کہتے ہیں کہ اسکوٹر دینا جو کہ غیروں کا ھنود کا طریق ہے اب یہ مسلمانوں میں بھی آگیا۔

عزیزِ من خود دیکھا شادی کے موقع پر مرد اور عورتیں ملی جلی ایک ساتھ باہر پھرتی تھیں۔ آپ ماشاء اللہ مفتی ہیں اگر کوئی دریافت کرے تو آپ وہی لکھیں گے رہا آپ کا یہ رنج تو یہ رنج طبعی ہے امید ہے کہ رنج میں شدّت نہ ہوگی آپ کا نام تو سراج ہے نہ کہ شمس (سورج) اور حدیث مَنْ رَأىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ

بِیَدِہٖ الخ ۔ ملاحظہ فرمائی ہوگی؟

البتہ مولانا صاحب کا ایسا طریق تشہیر کہ جس سے بتعیّن و تشخیص کسی خاص کی طرف ذہن لوگوں کا متوجہ ہو مناسب نہیں۔ عنوان میں شدّت قطعاً زیبا نہیں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ؕ الخ

عبادی میں یاءِ اضافت سے مراد مسلمان بندے ہیں۔ تفسیر بیان القرآن ملاحظہ ہو کہ بات تو حق ہی کہی جاوے لیکن مصری کی ڈلی ہو۔ مگر کیا کیا جائے بعض طبائع اس کا اثر نہیں لیتے۔ بہر حال طریق تشدّد سے گریز ہو۔ باری تعالیٰ آپ کو سراجاً منیراً بنائیں آمین۔ والسلام

---

[۱] تم میں سے جو شخص کسی بری بات کو دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

[۲] ترجمہ آیت شریفہ :-

"اور آپ میرے بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈالوا دیتا ہے۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے" (بیان القرآن پارہ ۱۵۔ رکوع ۶)

مکتوب از افریقہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

م۔ میں آپ کی کتاب شریعت و تصوف کا مطالعہ کرتا ہوں میں آپ سے اپنی اصلاح کروانا چاہتا ہوں۔

ت۔ بندہ تو خادم ہے کوئی مستقل مزاجی کے ساتھ خدمت لے باعتمادِ جازم اور اعتقادِ کامل اطلاع کا اہتمام اور اتباع کا التزام بلا چوں وچرا بہت ہو کہ اپنا علم اپنی عقل، اپنی رائے، اپنا تجربہ سب ختم۔ بایں کیفیت بایں تعلق پھر ہر کام کے اندر سے صعوبت گئی اور سہولت آگئی۔

م۔ بچے بعض مرتبہ میرا کہا نہیں مانتے۔

ت۔ بحلم بعنوانِ محبت بحکمت دعوتِ خیر و حفظِ شر ہو۔ باری تعالیٰ بچوں کو والدین کے حقوق پہچاننے والا بنادے۔ آمین

م۔ ہم افریقہ، دریں شہر میں رہتے ہیں اس لئے بعض مرتبہ حقوق و احکامِ شرعیہ کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔

ت۔ کیا مانع ہے کیا شریعت میں کوئی حکم معروف و منکر ایسا دیا گیا ہے جو نہ ہو سکے۔

م۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کی وجہ سے بعض مرتبہ احکامِ شرعیہ پر چلنے سے طبیعت رکتی ہے۔ ان کا خیال کرتے ہوئے۔

ت۔ کیوں کیا رشتہ داروں کی طرف سے کسی خوف کسی ضرر کا اندیشہ ہے۔ والسلام

مکتوب از انگلینڈ۔ یو۔کے ۲۰ر ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

احقر ڈابھیل جامعہ میں درجہ حفظ کی خدمت کرتا تھا اور اب برطانیہ میں دین کی خدمت کی نیت سے برطانیہ میں قیام کا ارادہ کیا ہے اور مسجد والوں نے میرا کام سرکاری ہوم آفس میں داخل کر دیا ہے۔ اور آپ کے خلیفہ جناب حاجی ابراہیم تسبیح والے اسی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ حاجی ابراہیم صاحب نے مشورہ دیا کہ حضرتِ والا کو دعا کی درخواست کا خط ضرور لکھا جائے۔

ت۔ حاجی ابراہیم صاحب کی آپ سے بے تکلفی ہوگی۔ جو اس طرح فرما دیا۔ ورنہ اپنے شیخ کی طرف اس نوعیت کا رجوع کا مشورہ دینا خلافِ غیرت ہے۔ بالخصوص فی زماننا۔

م۔ حضرتِ والا سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی نصیب فرمائے۔ اور یہاں قیام کا حق ہو جائے۔ ایسی کوئی تعویذ بھی عنایت فرما دیا آپ کا بڑا اکرم ہوگا۔

ت۔ تعویذ کا مشورہ آپ نے تسبیح والے صاحب سے نہ کیا ہوگا؟ ورنہ وہ بتا دیتے کہ تعویذ دینا احقر کی عادت نہیں ہے۔ ہاں دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

آپ کو آپ کے مقصد میں بخیر و خوبی کامیاب فرمادیں۔

والسلام

مکتوب از لاہور، پاکستان

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

بعد رمضان شریف کے بندہ کو سینہ میں درد شروع ہوگیا تھا۔ ایک ماہ بعد طبیعت قدرے کچھ ٹھیک ہوئی ہے۔ پورا آرام ابھی تک نہیں ہوا ہے دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ صحتِ عاجلہ کاملہ و قوت و سکون عطا فرمائیں۔

م۔ رمضان المبارک اور قبل رمضان میں حسبِ ارشاد ذکر نفی اثبات ہوتا رہا ہے لیکن اب تکلیف کی وجہ سے کوئی کام بھی نہیں ہو رہا ہے۔

ت۔ کام نہیں ہو رہا نہ ہو۔ اس لئے کہ صحت کا لحاظ فرض و ضروری ہے۔ اور یہ ترک، ترک نہیں یہ بھی معنوی عمل ہی ہے۔ اس لئے لیٹے لیٹے سرسری ذکر کلمہ طیبہ ہوتا رہے اگر اس میں بھی تکلف ہو تو دل، دل میں تو ہے ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

م۔ زندگی ختم ہے عمل کوئی نہیں ہے۔

ت۔ یہ بھی ایک عجیب عمل ہے جو عجب سے خالی ہے۔ حالِ رفیع مبارک۔

والسلام

مکتوب از لاہور، پاکستان

عرض یہ ہے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ وتبارک نے فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کے ادا کرنے کی توفیق دے دیا۔ اور بعض مستحبات بھی پابندی سے معمول ہیں۔ اور حقوق العباد جو بندہ کی طرف عائد ہوتے ہیں اس کا بھی حتی الوسع خیال کرتا ہوں۔ ہر حرکت و سکون میں جواز اور عدم جواز کا خیال کرکے ناجائز حرکت اور سکون سے اجتناب کرتا ہوں۔ مدرسہ کے اوقات میں مدرسہ کا کام کرتا ہوں پابندی سے۔ حضرت کچھ بدنی بیماریوں میں مبتلا ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وتبارک نیک اعمال کے لئے صحت عطا فرمائیں۔ آمین۔

تحقیق وارشادِ عالی۔

آپ کے جملہ حالات واہتمامِ اعمال دل میں عظمتِ احکامِ الٰہی قائم ہونے کی دلیل ہے۔ ماشاء اللہ مبارک ہو جی خوش ہوا۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ایسا اہتمام کہ اتلافِ حق تو کیا یہ التزام رکھنا کہ اپنی ذات سے راحت رسانی ہو ایثار ہو فتوۃ ہو۔ اس پر خاص اہمیت اور زور ہو جو اپنے حضرت مرشد نوّر اللہ مرقدہٗ کا امتیازی مسلک و مشرب ہے کہ یہی سلوک و طریقت ہے اور سلوکِ شریعت کا جزءِ اعظم ہے جس کا مقصدِ اعظم تزکیۂ باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی صحت اور قوت عطا فرمائے۔

احقر محمد مسیح اللہ ۱۲؍ صفر ۱۴۰۷ھ

مکتوب از انارکلی لاہور، پاکستان

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

م۔ روزمرّہ کے معمولات مختصرہ بحمداللہ جاری ہیں شجرہ بھی ضرور پڑھتا ہوں تمام اشعار پڑھنے کا موقع نہ ملے تو صرف بزرگوں کے اسماء مبارکہ والے اشعار پڑھ لیتا ہوں

ت۔ ضروری نہیں حسب صحّت وسہولت بس۔

م۔ دارالعلوم اسلامیہ سے رُکی ہوئی تنخواہ اس جمعہ کو حضرت مہتمم صاحب نے میری حاضری کے موقع پر ایک صاحب کے ذریعہ بھجوادی جمعہ کا وقت ہونے کی وجہ سے مہتمم صاحب کے پاس جاکر رجسٹر پر دستخط نہ کرسکا پرچہ پر دستخط کرکے دے دیئے تھے۔ انشاءاللہ جاکر حسب ضابطہ رجسٹر پر بھی دستخط کرآؤں گا۔

ت۔ ضرور بالضرور۔

م۔ باقی آئندہ کے لئے طرز عمل احقر پچھلے عریضہ میں دریافت کرچکا ہے جو ڈاک سے روانہ کیا تھا انشاءاللہ اس کا جواب ملنے پر اس کے مطابق عمل کروں گا۔

ت۔ جواب روانہ کردیا تھا ۷/۳/ ۱۴۰۷ھ کو ملا ہوگا۔

م۔ جامعہ اشرفیہ میں غیر ملکی عرب مہمان آتے ہیں تو اکثر احقر کو خطبۂ استقبالیہ لکھنے پڑھنے پر مامور کیا جاتا ہے۔

ت۔ ماشاءاللہ تعالیٰ بڑی خوشی کی بات ہے۔

م۔ مہمانوں کے ساتھ بسا اوقات فوٹو گرافر آجاتے ہیں اور مدرسہ کے کتب خانہ میں

بے محابا تصویریں اُترتی ہیں کبھی خیال آتا ہے کہ ایک بار بلند آواز سے فوٹوگرافروں کو خطاب کرکے منع کردوں پھر چاہے وہ رکیں یا نہ رکیں۔ مگر ساتھ ہی یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ جب میرے اساتذہ بیٹھے ہوئے ہیں تو میرا بولنا نامناسب ہے۔ اس موقع پر صحیح طرزِ عمل کیا ہے۔

ت۔ مکرم مولانا عبداللہ صاحب اور مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مہتمان جامعہ اشرفیہ سے کہہ دیا جائے کہ وہ حضرات فوٹوگرافروں کو منع کردیں۔ مدرسہ میں آنے کی اجازت نہ دیں۔

م۔ اگر ایسا موقع مدرسہ سے باہر کسی بھی تقریب شادی بیاہ وغیرہ میں ہو تو کیا کرنا چاہئے۔

ت۔ ایسے مواقع پر کیا جانا ضروری ہے؟ اور نہ جانے میں کیا ایسا غیر متحمّل ضرر ہے۔

م۔ حضرت پہلے خشیت سے ڈر لگتا تھا مگر اب اس خشیّت میں تھوڑا سا مزہ یا سکونِ قلب محسوس ہوتا ہے اور یقین بھی ہو رہا ہے کہ بغیر خشیّت کے گناہوں سے بچنا ممکن نہیں۔ حضرتِ والا حصول خشیّتِ مطلوبہ کا طریق مطلوب ہے نیز راہِ اعتدال بھی ارشاد فرمائیں۔

ت۔ محبوبِ حقیقی کے ساتھ محبتِ حقیقی میں خشیت کی ملاحت خوب تر ہے۔

م۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ کی توفیق بحمد اللہ زیادہ ہوتی ہے۔

ت۔ اس دعا میں خشیت کا حدّ اعتدال ہی ہے جو انفع ہی انفع ہے۔ والسلام

مکتوب از لاہور، پاکستان

۱۵ شعبان ۱۴۰۷ھ

م۔ اب تو رمضان سر پر ہے مجھے بتلائیے کہ رمضان شریف میں کیا میں اپنے اوراد و وظائف میں اضافہ کروں یا نہیں۔

ت۔ رمضان المبارک کا خاص حق دو چیزیں ہیں۔ اول تکثیر تلاوت قرآن پاک، دوسرے تقویٰ کا مزید در مزید اہتمام خوب بیداری کے ساتھ نفس کی نگرانی ہوتی رہے۔

م۔ دوسری بات جو مجھے دس سال سے بہت پریشان کر رہی ہیں وہ یہ کہ میں ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کئی ایک دفعہ اس کو شروع بھی کیا مگر چھپ کر، اور اس وجہ سے کئی طرف کے مزاحمت بھی ہوئی اور میں آگے نہ بڑھ سکا یہ علم ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک کے رابطہ کا علم ہے اور میں اس کو سیکھ کر پاکستان اور تمام مسلمانانِ عالم کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ کافر آئے دن مضبوط تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہم لوگ شکستوں اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے آپس میں لڑتے اور کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اقتدار عیاش اور عیش پسند اُمرا کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے اور یہ طبقہ جہاد کو عذاب سمجھتا ہے اور روز بروز

ملکی مفاد کے خلاف غیر ملکی تنظیموں کے ہاتھوں کٹھ پُتلی بن کر مسلمانوں کو تباہ کروانے پر تُلا ہے۔ ہمارے دشمن متحد ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک گھر پر بھائی بھائی سے لڑ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیر ملکیوں اور کافروں نے نشہ جیسی لعنت کو دنیا بھر میں عام کر دیا ہے۔ اور مسلمانانِ عالم کے جسم سے خون لہو چوس رہے ہیں اور دہشت گردی کی تعلیم دے کر اپنے مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔ اور نئے نئے بم اور ہتھیار ایجاد کر کے اور اس کے طریقوں کو پوشیدہ رکھ کر مسلمانانِ عالم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور جاہل رکھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔

آپ کو شاید یاد ہو گا کہ پاکستان کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اب آپ خود دیکھ لیں کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے پاکستان کو مرکزِ جہاد کے طور پر حاصل کیا گیا تھا جس کے لئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تک نے جہاد کیا ہے مگر آج ہمارے ملک میں لوگ جہاد کے نام سے بدکتے ہیں اُمراء خوف زدہ ہیں اور حرام کو جائز قرار دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ایک طرف رُوس دوسری طرف ہندوستان کے ہندو اور تیسری طرف اسرائیل کے یہودی سب کی نظر میں اس وقت صرف اور صرف پاکستان ہی کھٹکتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمیں بھی اسپین کے مسلمانوں کی طرح ہجرت نہ کرنی پڑے۔ یا کیا پتہ اِس سے بھی بُرا حشر ہو۔ معاذ اللہ۔

لہٰذا اِن سب اور دوسرے خطرات کے مدِّنظر جو خبریں پہونچ رہی ہیں۔ ان کے

تحت آپ براہِ کرم مجھے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنانِ اسلام اور پاکستان پھر ایک بار چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کی تاریخ دہرائیں۔ یا اور کسی طرح سے ٹھیس پہونچے اور ہم کفِ افسوس ملتے رہ جائیں۔ فقط

تحقیق۔ آپ نے جس جذبہ کا اظہار فرمایا ہے ماشاء اللہ قابلِ تحسین و قابلِ داد ہے۔ مگر کیا آپ اپنی اصلاحِ نفس سے اخلاص وصدق کے ساتھ ...... اس طرح فارغ ہوگئے ہیں کہ طبیعت میں نفسانیت کا شائبہ باقی نہ رہا ہو۔ ہر کام باستحضارِ اخلاص، طلبِ رضا میں ہی رواں دواں ہوگیا ہو قلبًا انقطاع عن الخلق ہوگیا ہو حبِّ جاہ حُبِّ مال، حُبِّ دنیا کا قلع قمع ہوگیا ہو۔ اشتغالی حالتوں کے باوجود بالکل پُرسکون افعال و اعمال اخلاق بہ کمالِ حلم و تواضع بہ فنائِ نفس، حدودِ شریعت میں مستقیم ہوگئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ باسکون وطمانیت حالِ محمود سے نوازیں رضائے الٰہی ہمہ وقت ملحوظ ہو جس کے لئے بڑے علمِ صحیح کی ضرورت ہے ہر وقت عمل باحتسابِ نفس ہو بارشاد باری تعالیٰ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى کہ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو جنّت اس کا ٹھکانا ہے۔ والسلام

مکتوب از جنوبی افریقہ

اصل مکتوب انگریزی میں تھا اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور حضرت والا مدظلہٗ نے

اس کا جواب اردو میں ہی تحریر فرمایا بعدہٗ حضرتِ والا کے جواب کا انگریزی میں ترجمہ کرکے روانہ کیا گیا۔

م۔ اللہ تعالیٰ کی ہمارے اوپر بے شمار نعمتیں احسانات اور رحمتیں ہیں اور ہر ایک عظیم الشان اہمیتوں کی حامل ہیں جن کی ہمیں قدر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کی قدر دانی اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور ذکر کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بلا نسبت کے ممکن نہیں اور یہ نسبت مع اللہ بلا شیخ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمتِ عالی میں پہونچا دیا۔ جب کبھی لغزش محسوس ہوتی ہے حضرتِ والا کا خیال آجاتا ہے جب کبھی کوئی قدم غلط اٹھا حضرتِ والا کا دھیان بندھا۔

ت۔ ماشاء اللہ یہ دل میں عظمتِ احکامِ الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ مبارک ہو۔

م۔ یہ سب حضرت شیخ کی برکت و توجہِ خاص ہے۔

ت۔ فضلِ الٰہی ہے۔

م۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ میں بیٹھ کر حضرتِ والا کی مجلسوں کے ٹیپ سنتا ہوں ۔ اور ارشادات پر عمل کی پوری کوشش کرتا ہوں حالانکہ حضرتِ والا نے دورانِ قیام جلال آباد میں بندہ پر بہ پوری توجّہ فرمائی۔ لیکن پھر بھی مجھے یہ احساس رہتا ہے کہ میں پوری طرح حضرتِ والا کا اتباع نہیں کر رہا ہوں۔

ت۔ شوق کے ساتھ یہ طلب تقویٰ کی قوّت کے ساتھ محبتِ الٰہی کے حصول کی نشانی ہے

مبارک ہو۔

م۔ صرف آپ کی دعاؤں کے طفیل میں اپنے مَبدأ کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔ اور درحقیقت میں کچھ بھی نہیں بننا چاہتا ہوں۔

ت۔ یہ سعی مبارک ہو۔

م۔ میں شیخ کے ساتھ نسبت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور شیخ کی نسبت سے نسبت مع اللہ حاصل کرنا چاہتا ہوں میرے اندر نہ استعداد ہے اور نہ استعداد حاصل کرنے کی قوت۔ اور جو اعمالِ صالحہ کی استعداد میرے اندر آسکتی ہے صرف آپ کے واسطے سے آسکتی ہے۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

م۔ چونکہ میری حالت کمزور ہے اسلئے میں آپ کی صحبت کا محتاج ہوں۔

ت۔ مکاتبت کا یہ سلسلہ مصاحبت ہی ہے۔

م۔ حضرتِ والا نے ایک مرتبہ مجلس شریف میں فرمایا تھا کہ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے کیسے ہیں کہ ابھی تک ہمارے اندر کی گندگیاں ختم نہیں ہوئیں۔

ت۔ پس بخلوص وصدق سعی ہوتا رہتا ہی گندگیاں نکلنا ختم ہوتا ہیں۔

م۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرتِ والا کا تقرّب عطا فرمائیں گے۔

ت۔ تقرّبِ الٰہی جو کہ مقصود بالذّات ہے اسی کے لئے مبادی تقربات یہ خاص سعی ہے مبارک ہوں اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازیں۔ والسلام

"مکتوب از موریشس"

۹ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

م۔ کافی دنوں سے حضرت والا دامت برکاتہم کو کوئی خط لکھا نہیں لیکن دل ہی دل میں نہ جانے کتنے خط لکھ ڈالے وجہ یہ ہے کہ ذہن میں بہت خیالات آتے ہیں لیکن جوں ہی لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اشکال رفع ہو جاتے ہیں۔

ت۔ خیالات کا اصل علاج بالکلیہ خیالات سے بے التفاتی ہے۔ بس۔

م۔ الحمدللہ معمولات برابر جاری ہے جو حسبِ ذیل ہے۔

پندرہ بیس منٹ تلاوتِ قرآن پاک عام طور پر قبل از ظہر کر لیتا ہوں۔ ہاں بارہ تسبیح عام طور پر آٹھ نو بجے صبح کو۔ بعد نماز ظہر پانچ تسبیح اسم ذات بسیط بعد عصر آیت کریمہ اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی اور چاروں قل اور تسبیح فاطمہ بعد نماز عشاء سورۂ ملک اور الٓم سجدہ، بعد فجر سورۂ یٰسین چلتے پھرتے کلمۂ طیبہ، لیکن کبھی کبھی ذہول ہو جاتا ہے۔

ت۔ جب یاد آیا پھر دو شروع کر دیا۔ ماشاء اللہ معمولات بہت کافی ہیں نفس کا احتساب اصل لازم سلوک ہے اور تزکیہ کا اہتمام بنظرِ غائر، نہ کہ بنظرِ طائر۔

م۔ شریعت و تصوّف میں جو چھ ہزار یا بارہ ہزار تسبیح اسم ذات لکھا ہے اس کو کرنے کو جی چاہتا ہے اگر بندہ کے لئے مناسب ہو تو حکم فرما دیں اس کا طریقہ بھی بتلا دیں

ت۔ ہمیشہ صحت وسہولت کا لحاظ شرط ہے تاکہ معمولات بذوق ہوں تعداد کا تعیّن شرط نہیں۔

م۔ یہاں عریانیت بہت ہے بہت ہی نظر بچا کر چلنا پڑتا ہے سچ پوچھئے تو حضرت! اس معاملہ میں بہت کمزور ہوں تاہم الحمدللہ تعالیٰ بدنظری نہیں ہوئی۔ لیکن ذہن میں گندے خیالات آتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اثناء نماز میں بھی میری طبیعت میں بہت ہی حسن پرستی ہے اس کا کیا علاج ہے؟

ت۔ یہ حسن پرستی کیا مخصوص ہے امرد، اور امراۃ کے ساتھ یا ہر حسن والی چیز اگر قاعدۂ قرینہ کے ساتھ ہو۔ اگرچہ ٹوٹا ہی باقاعدہ رکھا ہو تو اس کا کیا اثر ہے اور اگر بے قاعدہ رکھا ہو تب کیا اثر ہوگا؟ وغیرہ۔

م۔ حضرت مجھ سے مراقبہ نہیں ہوتا۔

ت۔ مراقبہ نہیں ہوتا نہ ہو اس کا اثر مطلوب ہے کہ معاصی اور مشتبہات سے پرہیز

م۔ اگر کبھی غیر اختیاری طور پر موت کا خیال آجاتا ہے تو خوف و ہراس چھا جاتا ہے کہ نیند ہی اڑ جاتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عموماً جو عبادات کرتا ہوں۔ صرف فرائض سمجھ کر کرتا ہوں اس سے قطع نظر کہ اس کے ترک پر وعید ہے یا اس کے کرنے پر ثواب ہے۔

ت۔ یہ تو عین اخلاص ہے۔

م۔ البتہ تلاوت اور تسبیح اور دعا کے وقت قلب پر امید ہی امید چھائی رہتی ہے۔

ت۔ طاعات و عبادات میں تو رجا رہی غالب رہے۔

م۔ حضرت! یہاں پر اختلافی مسائل کو چھیڑ کر لوگ بھولے بھالے عوام کو اپنے اکابر اور سلف صالحین سے بدگمان کرا رہے ہیں اس لئے فی الحال میرا مطالعہ زیادہ تر اختلافی مسائل پر مذکور ہے کیا مناسب ہے یا کوئی طریقہ انسب حکم فرمائیں۔

ت۔ مناسب ہے اپنے اکابر کی تالیفات، ردیں۔ لیکن سکوت رہے اور یہ بات یاد رہے کہ اپنا مسلک چھوڑنا نہیں دوسرے کا مسلک کو چھیڑنا نہیں۔

م۔ کچھ حضرات یہاں حضرت والا سے کچھ روز ہوئے بیعت ہوئے ہیں ان کو حضرت کی طرف سے شریعت و تصوف کے مطالعہ کا حکم ہوا ہے فی الحال انگریزی ترجمہ ان کے پاس آیا نہیں ہے۔ سوچا یہ تھا کہ میں خود ان کو شریعت و تصوف بزبان اردو سبقاً سبقاً سمجھا دوں۔ اور اس میں میرا بھی بہت فائدہ ہو گا کیا میں یہ کر سکتا ہوں؟

ت۔ بہت خوب ہے۔

م۔ حضرت سے دعا کی بہت ہی گذارش ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ امن و عافیت اور استقامت سے نوازیں۔

م۔ جوابی لفافہ میں پندرہ پیسے کا ٹکٹ کم پڑ گیا ہے۔

ت۔ اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں۔ بندہ بہت سارے ٹکٹ ایک مرتبہ خرید کر رکھ لیتا ہے۔ اور جوابی خطوط میں اگر ٹکٹ کم ہوں یا بالکل نہ ہوں

تو اپنے پاس سے لگا دیتا ہے۔ والسلام

مکتوب از فیصل آباد پاکستان

۸ ۳/۷ ۱۴۱۱ھ بروز پنجشنبہ

م۔ حضرت والا نے حکم فرمایا تھا کہ اپنے معمولات لکھیں تو عشار کی جماعت سے قبل سورۂ یٰسین ایک مرتبہ۔ اور سورۂ واقعہ۔

ت۔ سورۂ واقعہ بعد مغرب پڑھیں۔!

م۔ اور سورۃ الملک بھی قبل عشار۔

ت۔ انسب بوقت عشار خواہ قبل نماز عشار خواہ بعد نماز عشار۔

م۔ بعد نماز عشار سورۃ المزمل ایک مرتبہ اور تلاوت کلام اللہ شریف۔

ت۔ احسن!

م۔ اور سنّتوں کے بعد وتروں سے قبل یَاعَزِیْزُ ایک تسبیح۔

ت۔ صرف ۴۱ دفعہ اور صبح کو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ۴۱ دفعہ۔

م یَاوَهَّابُ تیرہ صد مرتبہ۔ یَاوَهَّابُ هَبْ لِیْ مِنْ نعمة الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ صد مرتبہ۔

ت۔ بعد والا (مرتبہ) کافی ہے۔

م۔ بعد نمازِ فجر درسِ قرآن پاک کے بعد حزبُ البحر کی ایک منزل کبھی سفر وغیرہ کی وجہ سے رہ بھی جاتے ہیں۔ لیکن کوشش کرتا ہوں کہ ناغہ نہ ہوں باقی حضرتِ والا جس طرح فرمائیں بندہ ایسے ہی کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ت۔ اوپر لکھ دیا۔

م۔ ایک عرض ہے کہ ظہر کی نماز میں اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے کہ سوتے ہوئے جماعت رہ جاتی ہے

ت۔ ماہ دسمبر سردی میں دوپہر میں سونے کا کوئی وقت نہیں۔ رات کافی لمبی ہوتی ہے چھ سات گھنٹے پورے ہو جاتے ہیں۔

م۔ میرے درسِ قرآن کے سامعین بہت کم ہیں کبھی دل میں آتا ہے کہ چھوڑ دوں پھر دل میں آتا ہے کہ چلو۔ یہ تو سنتے نہیں میں خود محروم کیوں ہوں۔ کیونکہ ہمارے یہاں اُمراء کا طبقہ ہے کبھی دل خوش ہوتا ہے اور سوچتا ہوں کہ تاحیات درسِ قرآن دوں گا۔

ت۔ اپنے کو خطاب بدرسِ کلامِ پاک باستفادۂ خود ترقی زیادہ علم اور ترغیب و ترہیب شوقِ دیدارِ الٰہی بمحلِّ جنّت بنفورِ دوزخ۔ والسلام

مکتوب از کراچی

تاریخ جواب ۹ $\frac{۳}{۱۴۰۷}$ھ

م۔ لاہور میں حضرتِ والا کی تشریف آوری کی اطلاع پر احقر بھی حاضرِ خدمت ہوا تھا۔ اور کئی روز عام وخاص مجالس میں استفادہ کی سعادت نصیب ہوئی اور کئی روز

عام وخاص مجالس میں استفادہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک مجلس میں اپنا تعارف بھی عرض کر دیا تھا۔ الحمدللہ ان مجالس سے مناسبت اور اعتماد میں ترقی ہوئی۔ حضرتِ والا کا دامن نصیب ہوئے اور حضرت حکیم الامتؒ کے سلسلہ سے وابستگی پر سرور اور نشاط کی کیفیت رہتی ہے اور اس پر شکر ادا کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

ت۔ یہ وابستگی بحضرت مرشدی حکیم الامت مجدّد الملّت قدس سرّہٗ العزیز سعادتِ رفیعہ مبارک ہو۔ وملحوظ بدوام ہو۔ باری تعالیٰ ترقیات وسلسلہ کی برکات سے نوازیں۔ آمین۔

م۔ گذشتہ عریضہ میں اخلاص کے متعلق عرض کیا تھا۔ حضرتِ والا کے جواب سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اپنے اختیار سے ہر عمل میں رضاءِ الٰہی کا قصد کرتا ہوں اور کسی غرض کی ملاوٹ سے بچتا رہوں۔ اس کے بعد غیر اختیاری کوئی خیال آئے تو اس کی پرواہ نہ کروں۔

ت۔ اس فہیم سلیم سے خاص سرور ہوا۔ مبارک!

م۔ البتہ رضاءِ الٰہی کے استحضار میں ابھی دشواری ہوتی ہے۔ ہمت کرکے استحضار کی کوشش کرتا ہوں۔

ت۔ ہمت کی کیا ضرورت۔ غیر کی رضاء کا قصد نہ ہو۔ یہ بھی رضاءِ حق ہے۔

م۔ حضرتِ والا کی اجازت کے بعد حاجی فاروق صاحب سکھرؒ سے ابھی

ربط رکھتا ہوں۔

ت - ان سے ربط کس نوعیّت کا؟ اور آنجناب، بیعت کس سے ہیں؟

م- دعا کی درخواست ہے کہ اللہ جلّ جلالہٗ بندہ کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمادیں فقط

ت - بدل دعا رہے۔ سعی صحیح ہو۔ والسلام۔

مکتوب از جوہانس برگ ساؤتھ افریقہ — ۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ دوشنبہ

م- احقر کی گھر والی شکایت کرتی ہے کہ آپ کو غصّہ بہت جلد آتا ہے خاص کر کسی کام سے واپسی پر اور کھانا تیار نہ ملنے پر اس لئے کہ اس وقت انتظار کرنا پڑتا ہے اور معمولات میں بھی فرق پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے غصّہ آ ہی جاتا ہے۔

ماہانہ سامان خریدنے پر بھی پوری ذمہ داری اس کو سپرد کر دیتا ہوں اور اس میں کچھ حصّہ نہیں لیتا جس پر وہ کبھی کبھی ناراض ہو جاتے ہیں اور سامان کے خریداری میں امداد نہ کرنے پر کم از کم اس کو شکایت ہوتی ہے۔

ت - تحقیق و جواب - آپ کو اپنی اہلیہ پر غصّہ جب کہ آپ طالب اصلاح طالب تزکیہ بھی ہیں گھر ہی میں اہلیہ کے ساتھ اصلاح کا حق خوب مضبوط ہونا چاہیئے۔ صبر بھی حلم بھی مستقل مزاجی بھی اس علاج و اصلاح پر مطالعہ بغور ہو۔ فی الفور ہو۔

"والسلام"

۲ر محرم ۱۴۰۸ھ بروز جمعہ

مکتوب از جامعہ اشرفیہ لاہور پاکستان

م۔ حضرت والا احقر کی باطنی حالت کافی خراب ہوتی جارہی ہے۔

ت۔ کیوں! کیا آنجناب طالبِ اصلاح نہیں رہے؟

م۔ ذکر، تلاوت، نماز میں بالکل دل نہیں لگتا۔

ت۔ دل لگے، نہ لگے، لگے ہوئے تو ہو۔

م۔ اور بعض مرتبہ نماز پڑھنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔

ت۔ جی لگا ہوا تو ہے ترک تو نہیں؟

م۔ لیکن ایک بات سے اطمینان ہو جاتا ہے کہ جب تنہائی میں بیٹھتا ہوں۔ اپنے ان اعمال پر شرمندہ ہوتا ہوں کہ چلو کم از کم اتنا تو ہے۔

ت۔ پھر اس کا اثر آئندہ پر کیا ہونا چاہئے؟

م۔ غصہ جو پہلے بہت آتا تھا اب الحمدللہ حضرتِ والا کی برکت سے قابو میں آجاتا ہے۔

ت۔ بایں مدت!

م۔ رات کو سوتے وقت اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہوں۔ مواعظ حضرت اقدس

مولانا تھانویؒ کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اور درس کے لئے تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کرتا ہوں۔ حضرت! میری کم ہمتی، لاپرواہی اور غفلت کا علاج تجویز فرمادیں۔

ت۔ طلب با اخلاص وصدق خود علاج ہے۔

م۔ الحمدللہ! مجلس صیانۃ المسلمین کا کام چل رہا ہے۔!

ت۔ ابھی تک چل ہی رہا ہے؟

م۔ مجلس کے سالانہ اجتماع کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں۔

حضرت! گذشتہ سال جناب کی تشریف آوری سے اجتماع گذشتہ تمام اجتماعوں سے افادہ اور برکت کے لحاظ سے بڑھ گیا۔ اور جب سے اس اجتماع کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں لوگوں کے خطوط ہمارے پاس مسلسل آرہے ہیں۔ جس میں ایک ہی سوال ہے کہ حضرت مسیح الامت کی تشریف آوری ہورہی ہے یا نہیں؟۔

حضرت! احقر کی ہمت تو جناب کی خدمت میں عرض کرنے کی نہیں ہوتی۔ لیکن عرض ہے کہ اگر آنجناب کی صحت اجازت دے تو جناب! خدام مجلس پر کرم فرماتے ہوئے اجتماع میں تشریف لے آویں۔ نیز اجتماع کے لئے دعا بھی فرمائیں

ت۔ اللہ تعالیٰ بخوب صورت بخوب سیرت کامیابی عطا فرمائیں۔ اور احقر کی حاضری سے ابھی خالی الذہن رہیں۔ تمام شد

مکتوب از فیصل آباد۔ پاکستان

۲ محرم ۱۴۰۸ھ

م۔ الحمدللہ شریعت وتصوف کا مطالعہ با نطباق اخلاق رزیلہ وحمیدہ جاری ہے احقر کو اپنے اندر حبِّ جاہ کا مرض معلوم ہوتا ہے یہ خیال ہوتا ہے کہ لوگ مجھے باکمال سمجھیں۔ ایسے موقعہ پر یہ سوچتا ہوں کہ میرے اندر اَن گنت عیُوب ہیں حق تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ انہوں نے پردہ پوشی فرمائی ہے ان عیُوب کے ہوتے ہوئے لوگوں کی نظروں میں باکمال بننے کی تمنا کرنا بیوقوفی ہے۔ اور نعمتِ ستّاری کی ناشکری بھی! لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کی تمنا اس کو کرنا چاہیئے جس میں خوبیاں زیادہ ہوں اور عیوب کم۔

ت۔ تب بھی یہ تمنا نہیں! کیونکہ وہ خوبیاں بھی ذاتی نہیں۔ عطائی ہیں۔ اندیشہ سلب کا لگا ہوا ہے پھر کیا تکبّر۔ یہی بات ہر کمال پر ہے، بس عجز، وفنا ہی بندۂ مومنؑ کا مقام ہونا چاہیئے۔

م۔ اور یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر بالفرض لوگ اچھا سمجھنے لگ بھی جائیں تو بھی اس فانی مخلوق کے اچھا سمجھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اور ان کے حقیر جاننے سے نقصان ہی کیا ہوگا؟

ت۔ آپ کی اس دور بین نظر سے بے حد سرور ہوا۔

م۔ بس! صرف قادرِ مطلق اور محبوبِ حقیقی ذات ہی کو خوش کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

ت۔ جی ہاں! اَللّٰھم ارضنا وارض عنّا۔

تمام شد والسلام

تمہید برائے مکتوب حسبِ ذیل۔

(۱) حضرتِ والا دامت برکاتہم کی خدمتِ اقدس میں ویسٹ انڈیز (امریکہ) سے ایک مسلمان خاتون کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ایک ہندو سے میری دوستی ہے اور دوستی کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ ہندو مسلمان ہو جائے حضرتِ والا دامت برکاتہم نے جواب میں لکھا کہ دوستی تو ٹھیک نہیں بالخصوص ہندو سے اگرچہ دوستی کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہندو مسلمان ہو جائے۔

حضرتِ والا نے انھیں یہ بھی لکھا کہ جب کسی چیز میں نفع بھی ہو۔ اور نقصان بھی ہو تو نقصان سے بچنے کی خاطر اس چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ نقصان سے بچنا پہلے ہے اور نفع کا حاصل کرنا بعد میں۔ حضرتِ والا کے اس جواب کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس بے چاری نے اس ہندو سے دوستی قطعاً ترک کر دی۔ اور توبہ و استغفار کیا۔ اور دوستی ترک کرنے کے متعلق اس نے دوبارہ حضرتِ والا کو خط لکھا جو کہ مع جواب درج ذیل ہے۔

(۲) موصولہ خط انگریزی زبان میں تھا۔ مفتی فہیم صاحب مایت افریقی نے خط کا اردو

میں ترجمہ کیا۔ اس پر حضرت والا مسیح الامت دامت برکاتہم نے اردو ہی میں جواب تحریر فرمایا۔ حضرت کے اردو جواب کا ترجمہ مفتی فہیم صاحب نے انگلش میں کرکے روانہ کیا۔ احقر جامع۔

مکتوب از خاتون مقیم ویسٹ انڈیز (امریکہ)

۴ محرم ۱۴۰۸ھ

م۔ محترم ومکرم حضرت شیخ مولانا صاحب مدظلکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ت۔ مکرمہ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ بعد سلام میں مولانا کی خدمت میں عرض رساں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ گنہ گار کو آپ کا عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ مولانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے دوستی چھڑادی۔

ت۔ یہ عمل بہ عظمت اور احکامِ شریعت کی عظمت کا دل میں ہونا دلیل ہے۔ عظمتِ الٰہی کی ماشاء اللہ دل مدہوش ہوا

م۔ مولانا! میں بہت پچھتاتی ہوں۔

ت۔ یہ پچھتاوا، اور توبہ کرنا خود بہت بڑی اطاعت اور عبادت ہے۔

م۔ میری کی ہوئی دوستی پر مولانا! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف

فرما دیں اور ہمیشہ ہم کو نیک راستہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرما دیں اور ہمارے پیارے مصطفیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں اور ان پر عمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ پنج وقتہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ت۔ آمین ثم آمین۔ یہ احساسات کس قدر محبتِ الٰہی کے آثار و نشانات ہیں مبارک باری تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔

م۔ مولانا میں اور میری بہن۔ بن بیاہی ہیں لہٰذا آپ بالخصوص ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو نیک اور صالح جوڑا ملا دے اور میری والدہ کی فکر کو ختم کر دے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ مراد و تمنّا بخیر پوری فرمائیں۔ آمین

م۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے غلط راستہ سے روک دی۔

ت۔ یہ کتنی بڑی عبادت ہے مبارک ہو۔

م۔ اس لئے میں دس ڈالر خیرات کے لئے پوسٹ کر رہی ہوں آپ یتیم و غریب کو خیرات کر دیں۔

ت۔ بہت اچھا!

م۔ مولانا! آپ ہمیں اچھا مشورہ دیتے رہیں۔

ت۔ آپ دریافت کرتے رہیں۔

م۔ مولانا دوستی کی تھی اس پر میں بہت پچھتاتی ہوں۔

ت۔ اب اس کا تذکرہ نہ زبان پر نہ دل میں ہرگز نہ چاہیئے بس خالی الذہن ہو جائیں۔

م۔ مولانا! صرف دوستی ہی تھی میرے دل کا ارادہ تو یہ تھا کہ وہ آدمی مسلمان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوستی چھوٹ گئی۔

ت۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ باری تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔

م۔ مجھے بہت دل گیری ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے گا یا نہیں!

ت۔ یہ خیال شیطانی ہے۔ توبہ توبہ۔ باری تعالیٰ غفور و رحیم ہیں باری تعالیٰ توبہ سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور تلاش کرتا کرتا پریشان ہو گیا ہو۔

اگر پریشانی کی حالت میں اس کی وہ چیز مل جائے تو وہ شخص کتنا خوش ہو گا تو باری تعالیٰ بھی اپنے بندہ کی توبہ سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ!

م۔ اور مجھے ہمیشہ صحیح سمجھ کی رہنمائی فرمائیں۔

ت۔ آپ نے بہت اچھی سمجھ سے کام لیا ہے۔ دل خوش ہوا۔

م۔ اور جو کچھ بھی مجھ سے غلط لکھا گیا ہو تو معاف فرمائیں۔

ت۔ بہت اچھا لکھا ہے۔ دل خوش ہوا۔

م۔ مجھ گنہ گار بدنصیب کا سلام قبول ہو۔

ت۔ وعلیکم السلام۔ آپ تو بہت خوش نصیب ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ دوزخ سے جنت کی طرف آ گئیں۔

م۔ مولانا! انگلش یا گجراتی میں جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔ مجھے اردو نہیں آتی

ت۔ مجھے انگلش اور گجراتی نہیں آتی۔

مکتوب از جنوبی افریقہ۔

۲۲ر صفر ۱۴۰۸ھ

م۔ قرآن مجید کی تلاوت میں لطف محسوس کرتا ہوں۔

ت۔ یہ تو عین مطلوب حق، حق عظمتِ حق تعالیٰ ہے۔

م۔ زیادتی کا طالب ہوں۔

ت۔ یہ بلند حوصلگی مبارک ہو۔

م۔ ایسے ایسے آیات بیّنات ہیں کہ دل یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ کلامِ ربّانی ہے۔

ت۔ یہ فطرتِ سلیمہ مبارک۔

م۔ اسی تلاوت کلام اللہ کا فیض ہے کہ معمولی معمولی چیزوں میں خداوند قدوس کی قدرت کا کمال نظر آتا ہے۔

ت۔ یہ حالِ عرفان مبارک۔

م۔ بے چون وچرا اس کی بندگی کا جی چاہتا ہے۔

ت۔ یہ توحید احد کا تاثر تسلیم انفعالی ہے۔

م۔ حضرت! اس میں جلا دینے والے آپ ہی تو ہیں۔ ایک حال سے دوسرے حال پر بدلنے والے آپ ہی تو ہیں تھوڑی بہت سوجھ بوجھ اور فکر جو ہو گئی ہے آپ ہی کی صحبت کا فیض تو ہے۔

ت۔ یہ سب فیاضِ حقیقی کا فیض ہے۔

م۔ احقر کو افسوس کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوتا رہتا ہے کہ واللہ اعلم۔ گنہ گار غافل کا اندر سے اللہ جل شانہٗ کے یہاں کیا حال ہے؟

ت۔ یہ احوال خود شاہد رحمان ہیں رجاءً۔

م۔ قبر اور قیامت کے دن کیسے کیسے عُقدے کھلیں گے۔

ت۔ کیا ذہول ہے فرمانِ رب سے "کتب ربّکم علٰے نفسہ الرحمۃ"

م۔ بعض وقت جب یہ خادم اپنے حالات کا جائزہ لیتا ہے اور یہ غور کرتا ہے۔ تو بڑے وثوق کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ بس۔ حضرتِ والا کے طفیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس ناچیز و ذلیل و کمینے پر خاص اپنا فضل فرمائیں۔ اور رحمتِ خاص سے کوئی بہانہ مغفرت کا پیدا فرمائیں ورنہ کچھ بھی نہیں ہوں۔

ت۔ یہی حال تو شاھد ہے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء کا۔ اللہ تعالیٰ

مدام استقامت سے نوازیں۔ والسلام

مکتوب از لاہور، پاکستان۔

۲۲ صفر ۱۴۰۸ھ

م۔ الحمدللہ ہمہ حال راضی وخوش ہوں اور خیریت وعافیت جناب والا کی ربّ کریم سے نیک خواہ ہوں۔ والا نامہ نے سعادت بخشی۔ مطالعہ سے ارشاداتِ عالیہ سے ونصائحِ نافعہ سے مستفید ہوا۔ خیر وعافیت معلوم ہونے پر بے حد خوشی الحمدللہ جملہ معمولات حسبِ ارشادات بفضلہٖ تعالیٰ وتوجہ ودعاءِ جنابِ والا کی برکت سے پورے ہورہے ہیں۔

ت۔ دل خوش ہوا۔ معمولات کا دوام ہی مطلوب ہے خواہ قلیل ہوں۔

م۔ غصہ کے بعد آٹھ رکعت نفل کا معمول شروع کردیا ہے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے شفار نصیب فرمائیں۔

ت۔ جب غصّہ نہ کرنے کا نصب العین قائم کرلیا پھر غصہ کہاں؟

م۔ نماز، ذکر، تلاوتِ قرآن مجید کے اوقات میں طرح طرح کے تخیّلات دل، دماغ میں آتے ہیں اور بہت ہجوم ہوتا ہے اس کے متعلق بھی کوئی تجویز ارشاد فرمائیں تاکہ تمام عبادات میں اطمینان وسکون نصیب ہو۔

ت۔ ان کا علاج جب ہو جبکہ یہ مرض بھی ہوں۔ یہ تو صرف خیالی چیز ہیں۔ محض

لایعنی، بس اس کا آسان طریق اپنے ذہن کو غصہ اور سختی کے ساتھ ان خیالات سے
خالی اور لاپرواہ کر لینا۔

عزیزمن! خیالات کی طرف متوجہ ہونا عیب و تضییع اوقات ہے اور اپنے قیمتی
دماغ کا صرف کرنا ہے لہذا خیالات سے خالی الذہن۔

م۔ الحمدللہ جناب والا کی دعا و توجہ کی برکت سے صحت قدرے ٹھیک ہے البتہ
کمزوری ضرور ہے دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اچھی صحت اچھی قوت اچھا سکون عطا فرمائیں۔ بسلامتِ ایمان
اعمال میں استقامت اور اخلاق میں حلم و تواضع سے نوازیں۔

تمام شد والسلام

مکتوب از جنوبی افریقہ

۲۲ر صفر ۱۴۰۸ھ

م۔ بندہ الحمدللہ حج سے واپس گھر آ گیا۔

ت۔ حج سے بخیر واپسی مبارک ہو۔ حج مبرور و مقبول ہو۔

م۔ گھر آ کر میں اپنی دینی خدمات کی فکر میں تھا کہ آپ کا جواب بندہ کو پہونچا جس
میں آپ نے بندہ پر کرم فرما کر یہ لکھا کہ اگر خود ہو سکے تعلیم قرآن پاک اور بہشتی زیور
سے مسائل سنانا۔ چنانچہ اپنی کوشش اور فکر اسی طرف صرف کرنا شروع کیا

ت۔ الحمدللہ تعالیٰ بہت بہتر ہے۔

م۔ بندہ کا ماموں صاحب کے پاس ایک کافی بڑا زمین تھا۔انہوں نے بندہ کو وہ زمین (جس پر ایک مکان بھی ہے) ھبہ کر دیا اس علاقہ میں مسجد کی ضرورت ہے بندہ نے زمین پر مسجد قائم کرنے کا ارادہ کیا اور کچھ کام شروع بھی کر لیا۔کہ اچانک ماموں صاحب کا خیال بدل گیا کہ وہ اب زمین کا ھبہ نہیں کرنا چاہتا ہے۔کیونکہ ان کی اھلیہ اور بہن خوش نہیں ہے بندہ نے ان کو سمجھانا چاہا کہ مسجد کا کام شروع ہو گیا۔لیکن جب بندہ کو احساس ہوا کہ وہ نہیں مانیں گے تو بندہ نے اصرار نہیں کیا۔

ت۔ بہت اچھا کیا۔

م۔ دین کے کام کے لئے بھیک مانگنا اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے کیا یہ احساس صحیح ہے یا یہ بھی ایک قسم کا تکبّر ہے؟

ت۔ کیا اس میں کسی کی تحقیر کا تخیّل ہوتا ہے جو تکبّر کا خیال ہو۔

م۔ نیز بار بار یہ خیال آرہا ہے کہ بندہ عجب کی بیماری میں مبتلا ہے وجہ یہ ہے کہ جہاں کسی نے بندہ کا کچھ تعریف کیا یا بندہ کے طرف محتاج ہونے کا ضرورت ہونے کو ظاہر کیا تو بندہ کے نفس میں سرور ہوتا ہے۔

ت۔ خالی الذہن ہوں یہ سرور ہونا طبعاً ہے۔

م۔ مکہ مکرّمہ میں بندہ نے ایک عجیب خواب دیکھا معلوم نہیں کہ کس الفاظ میں ادا

کروں۔ وہ ایک عجیب نور کے ساتھ متّصف تھا جس کو بندہ نے خواب میں دیکھا اور قلب پر یہ قوی احساس تھا اور خواب میں یہ بھی سنایا جارہا تھا کہ یہ ہمارے رب ہیں عرش پر لایا جارہا ہے ایک عجیب سکون اور خوشی بندہ پر طاری ہوا۔

ت۔ خوابوں کے درپے نہیں ہونا چاہیئے۔

م۔ حضرت! حج سے فارغ ہوکر بندہ زندگی سے مایوس ہوگیا۔

ت۔ یعنی دُنیوی زندگی کے مزہ سے یہ تو محمود و مطلوب ہے۔

م۔ بجز آپ کو دیکھنے کے زندگی میں اب کسی قسم کا تمنا نہیں۔

ت۔ بس! فکرِ دین دین است۔

م۔ الحمدللہ کبوتری (مرسل مکتوب ہٰذا کی چھوٹی سی بچی ان کے قیامِ جلال آباد کے زمانہ میں حضرتِ والا نے اس بچّی کا نام شفقت میں کبوتری رکھا تھا) بہت خوب اردو بولتی ہے ان کی استقامت کا اثر یہ ہے کہ حبشی نوکر اور بچّے سب اردو سیکھ رہے ہیں نیز سورۂ فاتحہ کا اکثر حصّہ اور سورۂ اخلاص یاد ہے الف سے شین تک حفظ یاد ہے اور کھانا کھانے کے بعد کی دعا بھی۔

ت۔ یہ معلوم ہوکر خاص فرحت ہوئی۔ ماشاء اللہ تعالیٰ مبارک ہو۔

م۔ آپ کو۔ بھائی جان کو اور سب کو بہت یاد کرتی ہے

ت۔ یہ وفاداری فطرتِ سلیمہ ہے۔

والسلام

مکتوب از لندن برطانیہ — ۲۶ر محرم ۱۴۰۷ھ

م۔ (میری) فجر کی نماز قضا ہو جایا کرتی ہے اس طرح پہلے عریضہ میں لکھا تھا۔
اس کا جواب آں محترم مدظلکم کی طرف سے ملنے سے پہلے ہی میں حاجی ابراہیم تسبیح والے صاحب کی مجلس میں گیا ہوا تھا۔ وہاں انہوں نے خود فرمایا کہ ایک شخص کا حضرت مولانا تھانوی قدس سرہٗ نے اس کے امراض باطنی کا علاج فرمایا کہ نماز کے بعد اعلان کیا کرتے تھے۔ یہ علاج از خود میں نے اپنی فجر کی نماز قضاء ہونے کے بارے میں استعمال کیا۔
میں نے اعلان کیا کہ صاحبو! میری فجر کی نماز قضا ہو گئی آپ حضرات سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں اس علاج کے بعد اب تک الحمد للہ نماز قضا نہیں ہوئی۔

ت۔ نفس امّارہ کا خوب علاج کیا ماشاء اللہ آپ کی سلامتِ فہم سے بے حد مسرّت ہوئی۔ مبارک!

م۔ اس سے پہلے لکھا تھا کہ میں جب کوئی بات کرتا ہوں تو بغیر سوچے کرتا ہوں اس پر آں محترم مدّظلکم نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کیا تدارک کیا جاتا ہے اور اس کے جواب میں لکھا تھا کہ میں اس کا کوئی تدارک نہیں کرتا ہوں اس پر آں محترم مدظلکم نے ارشاد فرمایا کہ توبہ اور پختہ عہد ہو تو میں نے توبہ اور پختہ عہد کیا ہے۔

اس سے پہلے لکھا تھا غصّہ کے بارے میں کہ غصہ کا زور ٹوٹا ہے لیکن غصّہ کا زور ٹوٹا تو ہے لیکن غصّہ زائل نہیں ہوا ہے ابھی کسر ہے وہ مجھے اس طرح معلوم ہوا کہ میں ایک دن سو کر اٹھا تھا میں اپنے بستر پر تھا۔ اور اہلیہ اپنے بستر پر تھی کہ اس نے کہنا شروع کیا کہ میری کمر میں درد ہے۔ مجھے کمر میں درد ہے میں غصہ میں دانتوں کو پیس کر کھڑا ہوا۔ اور کمر کو دبا دیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی غصہ ہے اس کی تلافی و تدارک کے لئے یہ کیا کہ میں نے آٹھ رکعت نفل پڑھی اور اھلیہ کے لئے ایک جوڑا کپڑا خریدا۔

ت۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔ یہ احتساب نفس مبارک، اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازیں۔

م۔ اسی دن، رات کو پھر اس نے عرض کیا کہ کمر اور پاؤں میں درد ہے تو میں نے بلا چون وچرا خوشی سے اس کی خدمت کردی جب اس نے کہا کہ مجھے آرام ہو گیا نیند آرہی ہے تم سو جاؤ تب خدمت دبانے کی ختم کی۔

نیز میں ایک دن مکان میں اوپر سے نیچے آرہا تھا تو میری اھلیہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔ میں نے تیزی میں کہا کہ یہ کیا کر رہی ہے پھر میں خاموش ہو گیا جب ایسی حالت ہوتی ہے اور غصّہ کے ضبط کرنے سے دل میں گرانی اور بد خواہی ہوتی ہے اور دل میں ارادہ ہوتا ہے کہ اس کو ماروں اور اس کو گھر سے نکال دوں۔ اس قسم کی گرانی اور بدخواہی دل میں رہتی ہے میں ویسے گھر کا کام از خود بھی کرتا ہوں۔ اور اھلیہ کسی کام کے کرنے کو کہتی ہے تو بھی کرتا ہوں ایک مرتبہ میں غسل کرنے جارہا تھا اھلیہ نے کہا کہ اس بچہ کو بھی غسل

کرادو تو خوشی سے کرادیا میں اپنی اھلیہ اور بچوں کے اوپر رعب کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا ہوں بلکہ گھر میں کا ایک فرد بن کر رہنا چاہتا ہوں اھلیہ کہتی ہے کہ آپ کے مزاج میں پہلے جیسی تیزی نہیں رہی۔

ت۔ ماشاءاللہ جملہ حالات محمودہ سے دل خوش ہوا مبارک ہو۔ اللّٰھم زدفزد۔

م۔ میں اسم ذات کا ذکر دو ڈھائی سال سے کر رہا ہوں یہ ذکر صرف دس پندرہ منٹ کرتا ہوں بغیر جہر اور ضرب کے کرتا ہوں لیکن ذکر کرتے وقت دونوں ہاتھ بھاری ہوتے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔

اور ذکر کے بعد دماغ بھاری اور گردن بھاری ہو جاتی ہے اور چلتے پھرتے کلمہ طیبہ کا ورد مسلسل کرتا ہوں تب بھی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ والسلام

ت۔ ذکر طبیعت پر زور ڈال کر نہ ہو۔ یوں ہی سرسری طور پر ہو۔ اور پھر اطلاع دیں

۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ

مکتوب از لندن برطانیہ

۴/ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

م۔ لاہور سے بندہ کم ترین کے والد بزرگوار کا نوازش نامہ ملا۔ پڑھ کر ایک دلی راحت ہوئی کہ والد صاحب کو لاہور میں آپ کی زیارت اقدس نصیب ہوئی۔

ت۔ جی ہاں! ملاقات ہوئی۔ مل کر دل خوش ہوا۔ ماشاءاللہ تعالیٰ سادہ مزاج پرانی

وضع کے متواضع شخص ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ بخیر مدام قائم رکھیں۔

م۔ لاہور سے ۹ر نومبر ۱۹۸۶ء بروز سنیچر کو آپ کی واپسی ہے امید ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ جلال آباد خیریت سے تشریف لا چکے ہوں گے۔

ت۔ جی ہاں! الحمدللہ تعالیٰ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیر و عافیت بسہولت پہونچ گیا۔

م۔ آپ کے حسب ارشادِ عالی مطالعہ شریعت و تصوف کا کر رہا ہوں بندہ کمترین کو اعمالِ صالحہ میں رغبت ہو رہی ہے۔

ت۔ مطالعہ کی طبیعت سے احتساب کے ساتھ دل خوش ہوا مطالعہ، باستقلال روزانہ ہو۔ خواہ قلیل ہو۔ بانطباق بغور۔

م۔ اخلاقِ رزیلہ کے باب کو غور سے پڑھتا ہوں الحمدللہ آپ کی غلامی میں آنے کے بعد اکثر برائیوں سے اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی ہے ورنہ بندہ کمترین ان سب میں مبتلا تھا کوشش ہے کہ اخلاقِ رزیلہ سے مکمل نجات ہو کر اخلاقِ حمیدہ پیدا ہو جائے۔

ت۔ حلم و تواضع بملکہ و رسوخ۔

م۔ بندہ آپ کی خاص دعاؤں کا طالب ہے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ بابرکت باسکون باخشوع ظاہری و باطنی ترقی سے نوازیں۔

مکتوب از افریقہ — ۱۴ / ۳ / ۱۴۰۷ھ

م۔ ضروری عرض یہ ہے کہ اس وقت احقر کی عمر قمری حساب سے چالیس سال کو پہونچ

گئی ہے اب احقر کو ایک فکر ہو رہی ہے کہ یہ عمر اب انقلابی کی عمر ہونی چاہئے۔ اور عقل اور ہوش پہلے سے زیادہ پیدا ہونا چاہئے جب یہ بات یاد آئی ہے تو اس دعا کو پڑھتا رہتا ہوں جو قرآن پاک میں اس آیت میں مذکور ہے۔ حتّٰی اذا بلغ اشدّہ وبلغ اربعین سنۃً الخ۔

ت۔ بہت خوب آپ کی سلامتِ فہم سے دل مسرور ہوا۔

م۔ احقر کو اس وقت سب سے زیادہ فکر بقاءِ ایمان وحفاظتِ ایمان کی ہے اور دوستوں اور متعلقین کے لئے بھی یہی دعا کرتا رہتا ہوں۔

ت۔ حال محمود مبارک صد مبارک، بس اپنے اعمالِ ظاہرہ وباطنہ میں تقویٰ کا اہتمام اور اخلاقِ حمیدہ میں رسوخ بملکۂ تام

م۔ دوسری بات یہ کہ ملکی حالات کے بپیشِ نظر طبعی طور پر تلفِ ایمان کے ساتھ تلفِ جان تلفِ مال کا خوف واندیشہ ہمیشہ رہتا ہے اور یہی دعا ہمیشہ رہتی ہے کہ ایمان جان مال عزّت آبرو کی ہمیشہ حفاظت رہے اور امتحانات اور ابتلاءات سے خدا محفوظ رکھے۔

ت۔ بہت خوب جامع دعا ہے۔

م۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نعمتِ ایمان ودیگر انواعِ نعمتِ جسمانی ومالی کا ہمیشہ احساس رہتا ہے اور معاً اپنی کمزوری اعمال وذلّات کا خیال آتا ہے کبھی ایسا خیال آتا ہے کہ کریم مولیٰ کی طرف سے جو نعمتیں ہر آن برستی رہتی ہے ان کا کس طرح شکر ادا کروں احقر تو اس کا اہل ہی نہیں۔

ت۔ بتوفیقہ تعالیٰ اس طرح! کہ دل میں احکام کی محبت وعظمت اور جوارحاً وقلباً طاعت اور نفساً احتساب بنفرت و توبۃً بہ ندامت یہ ہے طریق حفاظتِ ایمان بعبدیت کا وتعلق اصلاح! مکاتبت کا اہتمام متابعت کا التزام۔

م۔ احقر روزانہ صبح نماز کے بعد قاری صاحب سے شمائل ترمذی شریف کی سماعت کرتا ہے

ت۔ کیا آپ نے پڑھی نہ تھی؟

م۔ آں حضرت کا تشریف آوری کے متعلق کیا ارادہ ہے اور کب تشریف آوری ہے۔

نحن مشتاقون الی رؤیۃ جمالك یا ایھا الشیخ فلا تحرمنا عن جمالك ؎

شعر الا فاسقنی خمرًا وقل لی انہ الخمرُ

ولا تسقنی سرًّا متی یمکن الجھرُ

وَالسَّلام

ترجمہ:۔ اے میرے آقا ہم آپکے حسن جمال کے دیدار کے بے حد مشتاق ہیں بس آپ ہمیں اپنے حسن جمال کے دیدار سے محروم نہ کریں۔

ترجمہ شعر:۔ ضرور بالضرور آپ مجھے اپنی شراب محبت پلائیے اور یوں بھی کہئے کہ تو بڑا شرابی ہے اور جب آپ علی الاعلان (کھلم کھلا) اپنی شراب محبت پلا سکتے ہیں تو از راہ کرم چھپ کر خفیہ نہ پلائیں۔ (جامع)

ت۔ ابھی صحیح قطعی اطلاع سے معذوری ہے اس لئے بھی کہ ابھی ٹکٹ نہیں پہونچے۔ معلوم ہوا کہ عزیزم مکرم مولانا موسیٰ کا سوجی صاحب زید مجدہم نے ٹکٹ

روانہ فرما دیئے ہیں۔ والسلام

مکتوب از انارکلی لاہور پاکستان

۷ / ۳ / ۱۴۰۷ھ

م۔ اللہ کرے حضرت والا دام ظلکم کے مزاج گرامی ہر ہر طرح بصحت وعافیت ہوں اور لاہور سے جلال آباد کا سفر بعافیت طے ہوا ہو۔

ت۔ بفضلہ تعالیٰ بخیروعافیت تمام بسہولت تام پہونچا۔ یہاں سردی پائی آجکل زکام نزلہ کھانسی خوب زوروں پر ہے۔ آج ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ منگل۔ الحمد للہ تعالیٰ خاصّا افاقہ ہے۔

م۔ آں مخدوم کے تشریف لے جانے کے بعد سے لاہور کے در و دیوار سنسان نظر آتے ہیں

ت۔ جی ہاں! صحرانورد محبّ کو بجبوب گلشن اور شہر وگلشن بے محبوب خار نظر آتا ہے

م۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ بار بار، اور پھر دائمی صحبت وزیارت کے مواقع میسّر فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ احقر کو خادمانہ خدمت کی توفیقات سے نوازیں۔

م۔ حضرت والا کی شفقت وعنایت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے احقر کی وہ قدیم ترین بیماریاں ایسی دور فرما دیں جن سے احقر عاجز ہو کر ان کے آگے ہتھیار ڈال چکا تھا۔ ایک صبح اُٹھنے اور نماز فجر کے بعد سونے کی عادت کہ بحمد اللہ صبح کو اب خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے کبھی تہجد کے لئے بھی ورنہ نماز فجر باجماعت کے لئے کُھل رہی ہے اور نماز کے بعد سونے کی

عادت ترک ہو گئی ہے ثانیاً۔ استنجا میں وہم کی شدید تکلیف جس تکلیف شدید کا اندازہ احقر ہی کر سکتا ہے اور اس بیماری کے جانے کا اندازہ بھی احقر ہی کر سکتا ہے۔

ت۔ آپ سے زیادہ بندہ کو مسرت ہے ساتھ سرور ہوا اللہ تعالیٰ مضبوطی ثبات باسکون مستقل مزاجی کیساتھ مستقیم فرمائیں۔

م۔ بحمد اللہ حضرت کے تجویز فرمودہ مختصر سے معمولات پر تسلسل و انشراحِ قلب کے ساتھ مداومت جاری ہے البتہ شجرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ت۔ شجرہ نہ سہی چاہے بالکل بھی نہ ہو محبتِ بزرگان صحیح ہو۔ بس یہ ہی کافی ہے۔

م۔ تلاوتِ قرآن پاک صبح آدھا پارہ دیکھ کر تلاوت کرتا ہوں پھر دن کی سنتوں اور نفلوں میں وہی آدھا پارہ دوبارہ پڑھتا ہوں خیال یہ ہے کہ اس طرح قرآن مجید زیادہ یاد ہو جائیگا ورنہ صرف زبانی پڑھنے سے غلطیاں بڑھ جانے کا امکان ہو گیا ہے

ت۔ ماشاء اللہ آپ نے جو طریق اختیار کیا ہے انفع و احسن ہے۔

م۔ مسجد میں وعظ تقریر کے بعد (زبانی استغفار کے باوجود) عُجب طبیعت میں محسوس ہوتا ہے اور ناز بھی ہونے لگتا ہے اس کا علاج فرما دیں۔

ت۔ یہ خیالات لائق خیال ہی نہیں۔ کیوں منہ لگیں۔ بس بے التفات اور دعوت الی اللہ بحکمۃ و موعظۃ ایک اہم عبادت ہے خدا کرے ثبات قدمی ہو۔

م۔ احقر کی تنخواہ پہلے قیام گاہ پر ہی آجاتی تھی۔ مگر اب کارکنان نے قیام گاہ پر بھجوانی بند کر دی وہ چاہتے ہیں کہ میں خود ان کے پاس جایا کروں احقر نے مُلتان حاضری پر اپنے حضرت حاجی شریف صاحب قدس سرّہٗ سے یہ بات عرض کی تو انہوں نے فرمایا

کہ تم جاکرے لیا کرو کوئی حرج نہیں احقر اب تک اسی پر عمل پیرا رہا مگر طبیعت پر شدید بوجھ ہوتا ہے۔

ت۔ نہیں نہیں! اصل طریق دفتر میں جاکر وصولِ تنخواہ کا ہے حضرت مولانا مدنی نوراللہ مرقدہٗ دارالعلوم دیوبند سے خود جاکر لاتے تھے بس آپ بھی جس دن تنخواہ تقسیم ہو۔ اس دن جاکرے آئے یا حسبِ موقع مناسب۔

م۔ پہلے میں فون پر معلوم کرلیتا ہوں کہ مولانا تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟ پھر ان سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت پیسے موجود ہیں یا نہیں؟ میں آجاؤں یا نہیں؟ اس پر مستزاد حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ العالی کا مربیّانہ برتاؤ اور جو مہتمم اور احقر کے استاذ ہونے کی وجہ سے ان کا حق ہے۔

ت۔ جبکہ استاذ بھی ہیں بے تکلف گئے اور لے آئے بکشادہ رو۔

م۔ احقر نے اب چار ماہ سے تنخواہ نہیں لی اس عرصہ میں کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ تم تنخواہ لینے کب آؤگے یا تم نے تنخواہ کیوں نہیں لی ایک بار اپنی حالت کی وجہ سے احقر نے تنخواہ کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی مدرسہ میں پیسے نہیں اگلے ماہ کے شروع میں لے لینا۔ اب اگلا ماہ (یعنی تنخواہ کا چوتھا ماہ) بھی آگیا۔ لیکن اُدھر سے خاموشی ہی ہے احقر کو نہ لیتے بن پڑے نہ چھوڑتے بن پڑے احقر کے لئے جو مناسب ہو تحریر فرما دیں اس پر عمل کی کوشش کرے گا۔

ت۔ پوری ماضی کی تنخواہ ایک ساتھ یا بلحاظ تحویل مدرسہ بالاقساط دفتر مدرسہ جاکر لیتے رہیں۔ والسلام

مکتوب از کراچی پاکستان

م۔ حضرتِ والا کا شفقت نامہ موصول ہوا۔ وصولیابی ۶ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کو ہوئی تھی۔ پڑھ کر دلی سکون اور تقویت کا باعث بنا۔ حضرت اقدس نے جس عجیب اندازِ شفقت میں احقر کو مثل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دیا ہے۔ ناچیز تہہِ دل سے شکر گزار ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیراً۔

ت۔ آں مکرم نے بسعادتِ نفس قلب میں طریق کی عظمت ہونے کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ سعادتِ دارین سے نوازیں۔

م۔ میں اس وقت قرض کی وجہ سے بہت ہی بوجھل ہو گیا ہوں ذہنی سکون معدوم ہو گیا ہے جس سے میں نے یہ سمجھا کہ میرے بزرگوں پر کیسے کیسے کٹھن وقت گزرے ہوں گے مگر انھوں نے ایک پیسہ کا بھی قرض کسی سے نہ لیا۔

ت۔ اپنے مرشد حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ پر ابتداءً قرض تھا اور دو وقت طعام بھی بفراخ میسر نہیں تھا۔

م۔ حضرت والا! آپ حکم فرما دیجئے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں؟ وعظ و تقریر کے مشاغل کی وجہ سے تزکیۂ نفس کے چار مسلّمہ اصول ان میں اختلاط مع الانام بھی شامل ہے اس زہر کو کھا کر ہلاکت و بربادی اور ذہنی تفکرات و انتشار کا جیتا جاگتا ثبوت احقر کی ذات ہے۔ حضرت کے حکم کی برکت سے احقر کے شیطانی وساوس اور خود ساختہ

موانع انشاءاللہ العزیز خود بخود دور ہو جائیں گے۔

ت۔ اختلاط سے مراد یہ ہے کہ بلا ضرورتِ دنیوی واخروی خواہ مخواہ لوگوں سے ملنا ملانا آنا جانا ادھر اُدھر کی باتیں غیر مفید لایعنی ولغو مضرّ دنیوی واخروی، غیبت یہ تہمت ومبالغات وغیرہ یہ ہیں اختلاط جو ممنوع ومانع اصلاح ہیں مگر بضرورت بازار جانا سامان لے کر چلا آنا یہ اختلاط نہیں ہاں وہاں بیٹھ کر ادھر اُدھر کی باتیں کرنا یہ اختلاط ہے۔

درسگاہ میں طلباء کا جمع ہونا اختلاط نہیں۔ ہاں آپس میں ادھر اُدھر کی باتیں یا اشارے کنائے کرنا ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانا وغیرہ یہ اختلاط ہے جلسوں میں بیٹھنا اجتماع ہے جمع ہونا ہے اختلاط نہیں ہاں ادھر اُدھر کی باتیں لایعنی ولغو اگر ہیں تو یہ اب اختلاط ہو گیا۔

م۔ حضرتِ والا کا مفہوم اعلیٰ احقر سمجھ نہیں پایا تو کیا۔ مولانا تنویر احمد خاں صاحب خلیفہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کو دکھا دیا کروں یا پڑھ کر ان سے دریافت کر لیا کروں۔ اور حضرت کے مشورے کے مطابق تخصّص کی تعلیم باقاعدہ اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر شروع کروں گا حضرت خیر و برکت کی دعا فرماویں۔

اور احقر احباب کی دعوت پر تقریبات میں جاتا ہے۔ مثلاً نکاح، افتتاح دکان ومکان رسم بسم اللہ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اندرون شہر و بیرون شہر اور بیرون ملک میں بھی شرکت کرتا ہے۔ تعزیت، شادی بیاہ کے موقع پر۔ مگر کوئی تقریب دنیاوی خرافات سے اور منکرات اور فواحش سے خالی نہیں دین و مذہب کے عنوان سے

بھی جو تقاریب ہیں ان میں شرکت پر دل میں یہ کچھ کے ہی لگا تا ہوں کہ ڈھیروں گناہ اپنے اعمال نامہ میں لکھوا رہا ہوں اب میں کیا کروں ۔

ت۔ طالبانِ تقریرات حضرت والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے زمانہ سے تقریرات سننے کے عادی ہیں اس لئے یک بیک ترک نہ ہو۔

اور رہا مکروہات و منکرات کی اصلاح تو شائقین وطالبین کو جب آپ کی ذات سے وابستگی و دل بستگی ہے تو شرکت بشرائط قبول ہو کہ جو منظر آں عزیز اُن مواقع میں ارتکاب مکروہات و منکرات دیکھیں طالبین کو ان سے اجتناب واحتیاط رکھنے کو فرماویں جب وہ لوگ اِس درجہ گرویدہ ہیں تو ان لوگوں کو ترکِ منکرات میں پھر کیا مجال ہو گا۔

اور اب تو تعلیم تخصص کے باعث آں عزیز کو فرصت ہی کہاں ہوگی خود ہی تحرّز ہو جائے گا۔ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب جو کہ ایک گونہ آپ کے ہم نام ہیں مناسبت کے باعث ان کے ساتھ باہمی ہم کلامی خوب ہے ۔ والسلام

۷ ربیع الثانی یوم الاربعاء ۱۴۰۷ھ

مکتوب از سرگودھا پاکستان

م۔ حضورِ والا جب لاہور تشریف فرما تھے تو یہ خادم تین مرتبہ، دو، دو تین، تین دنوں

کے لئے حاضرِ خدمت ہوتا رہا اور فرمودات سے مستفید ہوتا رہا اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضرت کے ارشادات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے رکھے۔ آمین۔

ت۔ اسماع اور استماع (سنانا، سننا) اور اطلاع سب کا مقصود تعمیلات و اتباعیت ہے

م۔ جتنا عرصہ حضرت والا یہاں تشریف فرما رہے۔ دل میں مسرّت و انبساط رہا۔ حاضرِ خدمت ہونیکا شوق و ولولہ، زیارت اور مجلس سننے کی تمنا۔ دل خوب خوش رہتا تھا۔

ت۔ یہ حال دل میں احکامِ الٰہی کی عظمت اور محبتِ الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔

ماشاء اللہ مبارک، دل مسرور ہوا۔

م۔ حضرتِ والا کے تشریف لے جانے کے بعد طبیعت میں اداسی سی ہو گئی ہے جب حضرتِ والا کو یاد کرتا ہوں تو دل مسرور ہو جاتا ہے۔

ت۔ باری تعالیٰ یہ انسیت و مناسبت انفع فرمائیں۔

م۔ حضرتِ اقدس کی جوتیوں کے صدقہ میں اس غلام کو توفیق ہو جاتی ہے تہجد کی اس کے بعد مناجاتِ مقبول اور ذکر اور تلاوتِ قرآن حکیم۔ نمازِ فجر باجماعت پڑھکر بندہ سیر کے لئے چلا جاتا ہے دورانِ سیر درود شریف پڑھتا رہتا ہوں۔

ت۔ بہت خوب ماشاء اللہ، سیر کرنا اچھا ہے صحت کے لئے بھی نافع ہے اور صحت کا لحاظ شرعاً فرض ہے۔

م۔ سیر سے واپس آکر تھوڑا سا آرام کرتا ہوں۔ پھر ناشتہ اور وضو کرکے دو رکعت نفل چاشت ادا کرکے دفتر چلا جاتا ہوں۔

ت۔ انسب، احسن۔

م۔ ایک مرتبہ خواب میں میری زبان پر شہدائے کرام کے نام جاری تھے اور آخر میں جب میری آنکھ کھلی تو میری زبان پر جاری تھا۔ رؤف انور شہید۔ حضرت اقدس کا یہ غلام اکثر دعائیں مانگتا رہتا ہے کہ اے اللہ اپنی راہ میں شہید ہونے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پہ کٹ مرنے کی سعادت نصیب فرما۔

ت۔ نفس کے ساتھ جہادِ اکبر کرنا گویا ہمہ وقت شہید ہوتا رہنا ہے۔

م۔ پرسوں پیر کی رات جب بھی نیند سے آنکھ کھلتی تو اس گنہ گار کی زبان پر کلمہ شریف اور استغفار کا ورد جاری ہوتا اور پھر خواب میں مجھے یہ بھی یاد ہے کہ بڑے ذوق وشوق سے کلمہ و استغفار پڑھتا رہا۔

ت۔ توحید کا رسوخ بعبدیت مبارک۔

م۔ حضورِ والا کی جوتیوں کے صدقہ اس غلام کی اصلاح ہو جائے۔

ت۔ اصلاح مضبوط بس ہمت، استقامت سے کام لیں۔

م۔ تحریر میں اگر کوئی بے ادبی ہو تو ادب سے معذرت خواہ ہوں۔

ت۔ یہ جملہ زائد ہے ماشاء اللہ، دل خوش ہوا۔ والسلام ۸ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مکتوب از محمد سالم صاحب لاہور پاکستان

م۔ حضرتِ والا تشریف کیا لے گئے دل کی دنیا ہی اجڑ گئی جدائی کا وہ لمحہ جس کا خیال کر کر کے

دل ویسے ہی بھر بھر آ رہا تھا بالآخر آ گیا اور ہم سب کو افسردہ کر گیا اس ناکارہ نے حضرتِ والا کی مصروفیات کو دیکھ کر پہلے ہی خط لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا لیکن یہ دلی خواہش تھی کہ چلنے سے قبل مختصر سی ملاقات ضرور کر دوں گا تاکہ حضرت کی توجہ اور دعائیں حاصل ہو جائیں لیکن بدنصیبی اس نااھل کی قسمت میں تھی کہ صبح کو تو اگرچہ مصافحہ کی سعادت مل گئی تھی جب حضرتِ والا بی بلاک تشریف لے گئے تھے لیکن اس کے بعد روانگی کے وقت تک ہجوم کی وجہ سے نہ مصافحہ ہی کر سکا ....

...... نہ دعائیں ہی حاصل کر سکا بس دور کھڑا حسرت بھری نگاہ سے دیکھتا۔ اور کفِ افسوس ملتا رہا دل یہ چاہ رہا تھا کہ جس طرح دوسرے لوگ ٹوٹ پڑے ہیں میں بھی زبردستی شامل ہو جاؤں۔

لیکن حضرتِ والا کی صحت اور تکان کا خیال کر کے رکتا رہا ساتھ ہی یہ بات بھی حضرتِ والا کی پیشِ نظر رہی کہ انسان کو محض شوقین ہی نہیں ہونا چاہئے چنانچہ ادب کی خاطر ملاقات سے محروم رہا لیکن اس کے لئے دل کو کن مراحل سے گزرنا پڑا شاید کوئی نہ جانتا ہو۔ حضرت کی جدائی کا تصور اور پھر نہ ملنے کی حسرت نے تو دل کو بے قابو کر دیا جدائی کے بعد یہ شعر بہت یاد آنے لگا ؎

"اُن کا تصوّر اُن کا خیال
ایک ایک لمحہ ایک ایک سال"

چشمِ تصور سے اِن بیتے دنوں کی یاد کرتا رہا جن میں حضرتِ والا کی پیار بھری شفقت اِس

ناکارہ کو حاصل تھی کیا عجیب شب و روز تھے ہر روز، روزِ عید، ہر شب، شبِ برات جب اِس بے حس کو انوار و برکات معلوم ہو سکتے ہیں تو طلب گاروں کے لئے تو نہ جانے کیا کیا کچھ نہ ہوگا۔

حضرتِ والا پورے صدق کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ایسی حلاوت اور لذّت پوری زندگی میں دوسری بار محسوس ہوئی پہلی بار حج کے موقعہ پر اور دوسری بار حضرتِ والا کی یہاں موجودگی میں بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے حج کر رہا ہوں اسی طرح پھیرے پر پھیرے لگا رہا ہوں جیسے وہاں بیت اللہ کے گرد لگایا کرتا تھا ہائے افسوس سیری نہیں ہو پائی۔

ت۔ واہ واہ شاباش لڑکے واہ واہ۔ تو جواں مردوں سے بازی لے گیا۔ شوق کو راحت پر قربان کر دیا۔

م۔ سننے میں آیا تھا کہ آنجناب دسمبر میں افریقہ سمیت کئی ممالک کے دورہ پر تشریف لے جا رہے ہیں کیا آنجناب کی عدم موجودگی میں خطوط جلال آباد بھیجنے کا سلسلہ موقوف رکھوں۔

ت۔ جی ہاں جب سفر کا معلوم ہو جائے تو موقوف ہو۔

م۔ اپنے معمولات تو آنجناب کی خدمت میں یہیں تحریر کر دیئے تھے بیعت ہونے کے بعد سے ان میں ذکر نفی اثبات ۲ تسبیح کا اضافہ کر دیا فجر کے بعد کیا اتنا ذکر بھی مفید ہے یا ذکر اسم ذات بھی شروع کر دیا جائے۔

ت۔ ذکر حسبِ صحت و سہولت جتنا ہو جائے کافی ہے۔

م۔ حضرت کے سامنے کوئی گستاخی، بے ادبی، کوتاہی، لغزش ہو گئی ہو تو للہ معاف فرمائیں

ت۔ ماشاء اللہ تمام حالات ادب سے پُر ہیں دل مسرور ہوا۔

م۔ خصوصی دعا کی درخواست ہے تاکہ کچھ قرار آئے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ بحُبِّ ذاتِ مذکور ذکر سے معمور فرمائیں۔

م۔ اہلیہ اور والدہ صاحبہ نے بھی اپنے اپنے خطوط مجھے دیئے ہیں جو ہمراہ اسی لفافہ میں ہیں۔

ت۔ انسب، احسن۔

اہلیہ کا مکتوب از لاہور پاکستان

م۔ حضرت کے لاہور سے تشریف لے جانے کے بعد سے گھر میں اکثر آپ کی ذاتِ بابرکت کا ہی تذکرہ رہتا ہے آپ کے قیام کے دوران کی رونقیں اور مجلسوں میں حاضری کی سعادت رہ رہ کر یاد آتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو پھر پاکستان لائے اور ہمیں آپ کے فیض سے محروم نہ کرے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ حبِّ فی اللہ اپنی محبت میں دل بستہ بنا دیں۔

م۔ قضا نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں ایک عرصہ سے کش مکش کا شکار تھی حضرت کے اس ارشاد کے بعد کہ جب ذوق قضا کی ادائیگی کو کہے تو قضا نمازیں ختم ہو گئیں بحمد اللہ طبیعت کو قرار ملا۔ صلوٰۃ الضحیٰ اور عشاء کے بعد چار رکعت تہجد کی نفلوں میں

ہمیشہ خلجان رہتا تھا کہ اگر قضا نمازیں باقی ہیں تو یہ نفلی نمازیں پڑھنا ٹھیک نہیں اب بفضل تعالیٰ اِن نمازوں میں دل لگتا ہے اور آپ کے ارشاد کے بعد وسوسے بھی نہیں آتے۔

ت۔ حالاتِ محمودہ طریقت وشریعت کی عظمت کی نشانی ہے۔

م۔ میں ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتی کہ اگر غلطی سے کوئی نماز قضا رہ گئی ہو تو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔

ت۔ بس خالی الذہن ہوں۔

م۔ میں اپنی ایک عادت بدیعنی رسالوں اور قصے کہانیوں کے شوق بلکہ ایک قسم کے جنون کے بارے میں آپ کو تحریر کیا تھا اب رسالہ ہاتھ میں لیتی ہوں تو عجیب شرمندگی سی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت کو بھی دعا کے لئے لکھا تھا تو از خود بھی ہر ممکن چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چنانچہ اب یہ عہد کیا ہے کہ اب پیسوں سے کوئی ڈائجسٹ ناول نہیں خریدوں گی گو رسالہ پڑھنے میں کمی تو واقع ہو گئی ہے مگر پھر بھی کبھی کبھی دل نہیں مانتا بعد میں استغفار بھی کرتی ہوں اِنشاء اللہ ترک کی بھی کوشش کروں گی۔

ت۔ خود یہ طریقِ علاج ہو گیا باری تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔

م۔ حضرت میری طبیعت میں اضطراب بہت ہے نماز پڑھتی ہوں تو مستقل یہ خیال رہتا ہے کہ گھر والوں کو ناشتے میں دیر نہ ہو جائے ناشتہ بناتے وقت یہ خیال

رہتا ہے کہ ابھی قرآن پڑھنا باقی ہے یا سلائی کرنی ہے غرض ہمہ وقت ذہنی پریشانی کا شکار رہتی ہوں گھریلو کاموں کا کوئی ٹائم ٹیبل نہیں بن سکتا ہر وقت اُلجھن رہتی ہے۔

ت۔ ذہنی کاوش کی ضد اور اس کے خلاف عمل ہو۔ اور سکون سے کام کرنا ہو۔

م۔ نمازوں اور قرآن کے وقت تو خاص طور پر طبیعت کا تقاضا جلدی کا ہوتا ہے کبھی تو ہر بات جھٹک دیتی ہوں اور کبھی الٹی سیدھی نماز پڑھتی ہوں۔

ت۔ کیا یہ استحضار نہیں ہوتا کہ میں کس کے سامنے ہوں۔

م۔ دل چاہتا ہے کہ آپ کو تمام باتیں لکھ دیا کروں جو ان معاملات میں آتی ہیں کوئی خطا ہو جایا کرے تو معاف کر دیجئے گا۔

ت۔ ضرور، ضرور ماشاء اللہ اس لکھنے پر دل خوش ہے۔

م۔ میرے لئے خصوصی دعاء کیجئے گا دعاء کی سخت محتاج ہوں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ خاص اپنا بنالیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔

م۔ حضرت کی صحت کے لئے دعاگو ہوں۔

ت۔ باری تعالیٰ اس نیک دعاء کا نیک صلہ عطا فرمائیں۔

والسلام۔ ۸ ربیع الثانی یوم الخمیس

۱۴۰۷ھ

مکتوب از محمد سالم صاحب لاہور پاکستان

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ
بمطابق ماہ جنوری ۱۹۸۷ء بروز جمعہ

م۔ ابھی کل ہی آنجناب کا والا نامہ موصول ہوا۔ جس میں میرے، اھلیہ کے اور والدہ کے خطوط کا جواب بھی تھا۔ انتظار کی بے چینی ختم ہو گئی۔ اور حضرتِ والا کی تحریر دیکھ کر دل میں ٹھنڈک سی پڑ گئی اور جب اس ناکارہ نے اپنے لئے شاباش والے جملے پڑھے تو مسرت اور خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔

"شاباش لڑکے شاباش تو جواں مردوں سے بازی لے گیا۔"

پڑھ کر تو دل کی جو حالت ہوئی اس کا اظہار الفاظ میں ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو صحت و عافیت و سلامتی کے ساتھ اور اس پدرانہ شفقت و عنایت کے ساتھ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

حضرتِ والا کی لاہور موجودگی میں اس ناکارہ کے قلب کی جو کیفیت تھی اب وہ باقی نہیں رہی جو کچھ حال تھا وہ بے حال ہے وہی دنیا جو پسِ منظر میں چلی گئی تھی۔ اب پھر پیشِ نظر رہنے لگی۔ لگتا ہے جہاں سے چلا تھا وہیں آپہونچا ہوں غرض اپنی اس حالت اور نفس پرستی سے پریشان ہوں جس کی وجہ سے طبیعت پر ملال رہتا ہے۔

ت۔ یہ کچھ کم نعمت ہے کہ ملال ہے یہ تو سالم کے لئے سلامتی اور زیادتِ حسنات کا پیغام ہے احتسابِ نفس برابر ہو۔

م۔ شروع ہی سے چونکہ اسکول اور کالج میں تعلیم حاصل کی ہے اس لئے کوٹ پتلون کا نہ صرف عادی بلکہ شوقین بھی ہوں لیکن حضرتِ والا سے تعلق کے بعد سوچا تھا کہ چھوڑ بھی دونگا اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہا۔ اسی لئے کئی ماہ تک نہیں پہنی۔ لیکن اب پھر رفتہ رفتہ نفس نے پھر شروع کرادی۔ نفس نے ایک بہانہ تو سردی کی شدت کا کیا کہ یہ جسم کو گرم رکھتی ہے۔ دوسرے اھلیہ کو بھی میرے بدن پر اچھی لگتی ہے۔ اس طرح میں ایک کش مکش میں مبتلا رہوں۔ ایک دم چھوڑ دینا مشکل لگتا ہے۔ اب حضرتِ والا سے رجوع کرتا ہوں کہ جیسے فرمائیں ویسے کیا جائے گا۔

ت۔ یہ معلوم ہوکر افسوس ہوا؟ آپ ایسے سلیم الطبع اور پھر یہ سوال۔

م۔ اپنا ایک خواب بھی حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ حضرت والا دامت برکاتہم نے مجھے خواب میں ایک پڑیا عنایت فرمائی ہے سفوف کی اور پھانکنے کے لئے فرمایا پڑیا کچھ کھلی ہوئی اور کچھ بندھی ہوئی ہے۔ اس میں کلونجی کی طرح کے دانے ہیں۔

ت۔ کلونجی کی حدیث شریف میں بہت تعریف ہے۔

م۔ تشکر سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہ حضرتِ والا نے مجھے یاد رکھا خواب ہی میں میرے ذہن میں یہ بھی آرہا ہے کہ میں نے حضرت سے لاہور میں قیام کے دوران اولاد کے لئے عرض کیا تھا کہ شادی کو تقریبًا ساڑھے پانچ سال ہوگئے ہیں مگر اولاد نہیں ہے ایک بیٹی ہوئی تھی جس کا بوقتِ ولادت انتقال ہوگیا تھا

توحضرت نے میری اس بات کو یاد رکھا اور اولاد کے لئے یہ پڑھ یا دی ہے جس کی مجھے
بے حد خوشی ہو رہی ہے آنجناب سے اس خواب کی تعبیر کے بارے میں بھی عرض ہے

ت۔ یہ خواب کس خصوصیت و محبت پر دال ہے کیا پھر بھی لباس میں طریق انگریزیت پسند
ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزیت سے محبت خلافِ سنت نہیں۔

م۔ حضرتِ والا اولاد کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائیں اور اگر مناسب ہو تو کوئی تعویز
بھی مرحمت فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ صالح اولاد عطا فرمائیں دل چاہے تو دعا میں یہ پڑھا کریں۔
رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔

م۔ ایک صاحب انڈیا جانے والے ہیں ان کے ہاتھ یہ خط بھیج رہا ہوں اس لئے ذرا
جلدی میں لکھا ہے۔

ت۔ اچھا لکھا ہے۔ وَالسَّلام۔

مکتوب از لاہور پاکستان (یوم الجمعہ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

م۔ حضرتِ والا کی مبارک مجالس ہم گنہ گاروں کے لئے یقیناً ایک نعمتِ غیر مترقبہ تھیں
جن سے ہم محروم ہو گئے اللہ تعالیٰ پھر حضرتِ والا کی زیارت اور ان مبارک مجالس
میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

ت۔ یہ حُبّ فی اللہ بعظمت طریق اللہ تعالیٰ نافع فرمائیں۔

م۔ حضرت! حضرت والا کے فرمودہ معمولات پر پوری طرح عمل کی کوشش کرتا ہوں کبھی کبھار بوجہ زیادہ مصروفیات سے کچھ کمی ہوجاتی ہے جس پر بڑی ندامت محسوس ہوتی ہے دل میں بار بار آتا ہے کہ اے نالائق و رذیل تجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا بس دنیاوی مشاغل بہت زیادہ ہیں۔

ت۔ آپ تو مدرس ہیں آپ کے مشاغل دنیوی مشاغل کہاں۔ تدریس ضروری حقوق میں سے ہے۔ اور ضروری خدمت و کار کا معمولات کے لئے مانع ہونا کوئی مانع نہیں ہاں حظوظ و تساھل ہرگز ہرگز مانع نہ ہو ورنہ پھر طالب اصلاح و تزکیہ کہاں ہوئے

م۔ میرے ایک دوست ہیں وہ مجھ سے محض اس لئے ناراض ہیں کہ میں اکابر دیوبند کو کیوں نیک سمجھتا ہوں اور ان سے کیوں اعتقاد رکھتا ہوں اور وہ ان حضرات سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ تحریری اور زبانی معافی مانگی ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ بزرگان دیوبند کو اچھا مت سمجھو اور یہ مجھ سے ہوتا نہیں۔ حضرت والا اس سلسلے میں میری اصلاح فرمائیں۔

ت۔ یہ تو مجھ سے پوچھنے کی اور لکھنے کی بات نہیں آپ تو خود اہل علم میں سے ہیں۔ خود ہی اپنے اوپر تقاضا جاری فرمائیں کیا معلوم نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہے ہیں۔ اللھم ارزقنی حُبّک وحُبّ من ینفعنی حُبّہٗ عندک (ترجمہ) یا اللہ نصیب کر مجھے اپنی محبت اور اس شخص کی محبت

جس کی محبت تیرے نزدیک میرے لئے کارآمد ہو۔ اب سوچ لیں کہ دوست کس کو بنانا چاہئے فیصلہ آپ ہی پر ہے۔

م۔ اگر حضرت والا کی اجازت ہو تو مناجات مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھ لیا کروں وہ اس طرح کہ جب کبھی وقت ملے کبھی صبح اور کبھی شام کو

ت۔ ضرور، ضرور حسب سہولت۔ فقط والسلام

مکتوب از لاہور پاکستان — ۱۶ ربیع الثانی یوم الجمعہ ۱۴۰۷ھ

م۔ حضرت! بندہ کے حق میں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ و تبارک بندہ کو تزکیۂ نفس عطا فرمائیں۔ آمین

ت۔ تزکیہ پر قائم رکھیں۔

م۔ حضرت آپ کی چند دنوں کی صحبت سے کافی فائدہ ہوا

ت۔ توفیق الٰہی سے آپ ہی کے اندر کا ظاہر ہوا۔ بس قدر ہو۔

م۔ حضرت بعض اوقات اپنے اندر یہ محسوس کرتا ہوں کہ نفس امّارہ اور نفس لوّامہ دونوں اپنے اندر آپس میں مباحثہ کرتے ہیں یہاں تک نفس لوّامہ غالب ہوتا ہے اور نفس امّارہ مغلوب۔ نفس امارہ ایسا خاموش ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود مردود علیہ اللعنۃ کو خاموش ہونا پڑا اور فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کا

کا مصداق محسوس ہوتا ہے۔

ت۔ سبحان اللہ تعالیٰ بس اب لوّامہ کے بعد مطمئنہ کی فکر ہونا چاہئے اللہ مطمئنہ بنائیں ہمّت بلند اہل علم کو بفضلہٖ تعالیٰ کیا دشوار۔ وعیدیں بھی سامنے اور دعدے بھی سامنے اللہ تعالیٰ استقامت سے نوازیں آمین۔ والسلام

مکتوب از لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

م۔ عرض اینکہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیر سہارنپور پہونچا حضرتِ والا کی شفقت و رأفت اور حضرت کی مجلس کی علمی و روحانی بہت رہ رہ کر یاد آرہی ہے۔ نیز یہ کہ حضرت کے ارشادات فرمودات ہر محل و موقع پر مذکّرا در معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ اور بڑی مدد مل رہی ہے میں ممنون ہوں کہ حضرتِ والا کی بدولت یہ نعمت حاصل ہے کہ اِس استحضار کے باعث امتثال و اجتناب ہر دونوں میں رہبری حاصل ہے اور پیروی بھی۔ بس یہ ڈر لگتا ہے کہ ابھی تو تازہ تازہ معاملہ ہے۔ مگر کہیں غفلت و ذہول رفتہ رفتہ رخنہ انداز نہ ہو جائے کہ کان، آنکھ، منھ کی حفاظت میں خلل پڑنے لگے بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت خصوصی لگاؤ جو کچھ قربات وحسنات کی طرف میسّر ہے اس میں بھی لگاؤ مدھم (سست) پڑ جائے خصوصی دعا و توجہ فرما دیجئے۔

ت۔ یہ سب تاثرات آں مکرم کے حسن عقیدت اور مخلصانہ محبت کا پرتو و عکس ہیں اللہ تعالیٰ

اپنے فضل وکرم سے مدام استقامت سے نوازیں بلند ہمتی دوامِ احتساب اور دعائے توفیقات کا تعامل دوامِ ذکر، تزکیہ وتجلیہ بلکہ درسوخ اور مقامِ احسان براتبہٖ بتوفیقہٖ تعالیٰ اکتساب مزید کا طریق ہے۔ اور اختلاط سے باہتمام پرہیز والسلام۔

احقر محمد مسیح اللہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مکتوب از نظیر الحسن راولپنڈی پاکستان ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

م۔ احقر آنجناب سے رخصت ہوکر بعافیت راولپنڈی پہونچ گیا قیام اگرچہ بہت مختصر تھا دل سیر نہ ہوا۔ نہ ہی واپسی کا جی چاہتا تھا مگر مجبوری ایسی تھی۔

ت۔ اپنی ضرورت کے مطابق ہی کرنا بندہ کی عین خوشی ہے۔

م۔ حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہا ہوں کہ حضرت کی زیارت نصیب ہوگئی۔

ت۔ یہ آنجناب کی حُبّ فی اللہ حسن عقیدت ہے اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے نافع فرمائیں۔

م۔ حضرت نے اس دوران جو خصوصی شفقت فرمائی جو نصائح اور تعلیمات فرمائی وہ اس عاجز کے لئے حاصل زندگی ہیں جمعرات کے دن مجلس میں حضرت کا جو بیان تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ احقر ہی کے لئے تھا اور حضرات کے لئے تو بعض جگہ اس میں تبسم آمیز کلمات تھے لیکن احقر کے لئے حضرتِ والا کا ایک ایک لفظ موتی اور جواہرات کا درجہ رکھتا تھا اور اس وقت احقر کے آنسو رواں تھے۔ الحمد للہ اس کے بعد ایسا

انشراحِ قلب ہوا ہے کہ اب وہ پریشانی نہیں محسوس ہوتی غور کرنے سے بھی محسوس ہوتا ہے کہ عورت واقعی کم عقل ہے اگلے دن بھی حضرت والا نے اخلاقِ رذیلہ اور اخلاقِ حمیدہ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا احقر پوری کوشش کر رہا ہے کہ عمل کرے۔

ت۔ وہ عمیق نظر حسن نظیر الحسن با حتساب احوال بطلب اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صد مبارک ماشاء اللہ آپ کی سلامتِ فہم سے دل خوش ہوا۔

م۔ انشاء اللہ حسب الحکم مکاتبت جاری رکھوں گا حق تعالیٰ آپ کے سائے کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ اس نیک محبت نیک دعا کا نیک صلہ، صلاح و فلاح دارین عطا فرمائیں۔ آمین۔ والسلام

مکتوب از نواب شاہ پاکستان — ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

م۔ یہ ایک المیہ ہے کہ جناب والا پاکستان میں ہیں اور یہ ناچیز قدم بوسی سے محروم رہا۔ بات یہ ہے کہ جب سے میرے داماد کا انتقال ہوا ہے ہمارے سارے گھر کا نظام درہم برہم ہو گیا ہے مرحوم کے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تین بچے اپنی ماں کے پاس کراچی میں ہیں اور دو بچیاں میرے پاس رہتی ہیں اھلیہ کی صحت بھی نازک صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس لئے حاضری سے قاصر رہا۔

ت۔ جسم سے دور مگر دل سے قریب پھر دوری کہاں۔

م۔ فون پر گفتگو ہونے کے بعد ایک گونا تسلی ہو گئی۔

ت۔ دیکھئے قرب ہو گیا۔

م۔ فون پر جناب والا نے فرمایا کہ سہولت سے آسکو تو اچھا ہے یہ جناب والا کا خُلقِ عظیم ہے کہ ملاقات کے لئے شدتِ جذب و شوق کے باوجود احقر کو سہولت کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ت۔ اصل یہی ہے میرے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کا کیا ہی انفع و احسن ارشاد ہے کہ ہمیشہ اسہل اور احوط طریق پر عمل ہو۔ اس کو اختیار کرنا چاہیئے۔

م۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب والا نے اپنے ملفوظ اصلاح نفس میں جو فرمایا ہے کہ شیخ سے دور رہ کر بھی شیخ سے وابستگی ہو سکتی ہے۔ بعض قریب بعید ہوتے ہیں اور بعض بعید قریب ہوتے ہیں۔ بس اسی اعتماد اور اعتقاد پر زندگی بسر ہو رہی ہے۔

ت۔ یہ نظر دور بین با عتقاد و اعتماد مبارک صد مبارک اور کیا ہی اسہل و انفع نسخہ ہے میرے شیخ کا ملاحظہ فرمایا آپ نے؟

م۔ یہ ناچیز آپ سے بہت دور ہوتے ہوئے بھی اپنے کو بہت قریب سمجھتا ہے۔ اور امید رکھتا ہے کہ صحبتِ شیخ قریب سے بھی انشاء اللہ حاصل ہو جائے گی۔ بحمد اللہ وابستگی کا یہ عالم ہے کہ چوبیس گھنٹے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اخلاق حسنہ احقر سے جو ظاہر ہو رہے ہیں وہ جناب والا کی ہدایت و توجہ کا نتیجہ ہے۔

ت۔ یہ حالِ محمود، مسئلہ سلوک، وحدتِ مطلب کا خاص انفع تاثر ہے فیاضِ حقیقی ہادیٔ حقیقی فیضانِ خاص ہدایتِ خاص سے مدام نوازیں۔ آمین۔

م۔ کچھ عرصہ سے یہ خیالات دل میں آ رہے ہیں کہ تبلیغ کا بہترین طریقہ اپنی اصلاح ہے۔ اور اپنے کردار کی تعمیر ہے اپنے اعمال اور کردار جتنے ٹھیک ہوں گے اسی قدر دوسروں پر بھی ان کا اچھا اثر پڑے گا اور اپنی اصلاح کر سکیں گے جن حلقوں میں اپنا اٹھنا بیٹھنا ہے اور جن سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں بفضلہ تعالیٰ بندہ احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

ت۔ یہ نعمتِ الٰہی انعامِ الٰہی منجملہ نعمتوں کے ایک عظیم نعمت ہے مبارک ہو۔ بس نظر صرف بر منعمِ حقیقی۔

م۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ بلا معاوضہ کسی نہ کسی کو مفید قانونی مشورہ نہ دیا جاتا ہو یہ صدقۂ جاریہ ہے۔

ت۔ صحیح ہے اس سے دل خاص مسرور ہوا۔

م۔ اور یہ سب کچھ جنابِ والا کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے اس ناچیز کی زندگی جنابِ والا کی بیعت میں آنے کے بعد جس طرح بدلی ہے معجزہ نما ہے۔

ت۔ یہ سب فضلِ الٰہی فیاضِ حقیقی کا فیض ہے۔

م۔ یہ ناچیز جنابِ والا کی دعاؤں کا محتاج ہے اہلیہ کی صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ پھر دو نواسیوں کی پرورش کا بار بھی آ گیا ہے ان کے لئے دعا بھی فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ظاہری و باطنی خیر و برکات سے نوازیں اور بیماروں کو ہر طرح کی صحت و عافیت عطا فرمائیں۔ بچوں کی پرورش بخیر و خوبی آسان فرمائیں۔ صالح اور صالحہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آں مکرم کو ان سب کے آرام کا خیال رکھنے کا اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔

خلیل احمد بی اے۔ علی گڈھ ایل ایل بی
ایڈوکیٹ ہائی کورٹ، پاکستان۔

بنام مہتمم صاحب مدرسہ انکلیشور گجرات

"محمد مسیح اللہ"

مکرّم زید مجدہم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدمتِ علمِ دین خصوصاً فی زماننا ذمہ دارانِ مدرسہ کے لئے بحفاظتِ نظام اہتمام سے متعلق ہو۔ یا تدریس سے، مکمل مجاہدہ ہے۔ جہادِ اکبر! اور علم مقتضی ہے حلم کو۔ اپنے پر مشقّت، طلباء پر شفقت، بافہام و تفہیم بمتانت بکلامِ احسن۔

دعا کے لئے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدرسہ کو تعلیمی، تحویلی تعمیری، اخلاقی ترقی سے مع برکت نوازیں بعافیت رکھیں۔ والسلام۔

۱۴/۱۱/ ۱۴۱۱ھ

مکتوب از پاکستان، پنجاب — ۳؍شعبان ۱۴۰۷ھ الجمعہ

م۔ میں گورنمنٹ کالج میں بیالوجی سائنس کا لیکچرار ہوں ۳۰ سال کا عرصہ انگریزی تعلیم وتعلّم میں گذرا ہے روحانی امراض کا مجموعہ بن گیا ہوں دامنِ عمل میں ندامت کے سوا کچھ نہیں غیر ضروری مشاغل ومجالس نے دین ودنیا کو متاثر بلکہ سبوتاژ کر دیا ہے۔

زندگی شترِ بے مہار ہے کوئی نظم وضبط نہیں نہ کوئی نظام الاوقات ہے۔

ت۔ ایک لیکچرار کا بیان تو ایک خاص نظم وضبط سے باترتیب ہوتا ہے پھر طبیعت کا بانظم وضبط نہ ہونا کیسا؟

کہیں لیکچرار کے لئے یہ خلافِ موضوع نہ ہو؟

م۔ نماز الحمد للہ پانچ وقت اکثر باجماعت نصیب ہوجاتی ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ تعالیٰ یہ نظم ہی تو ہے کہ نماز باجماعت ادا ہو رہی ہے۔

م۔ تلاوتِ کلام پاک میں بے قاعدگی ہے کبھی کبھی ہوجاتی ہے۔ دوام سے اہتمام نہیں ہوتا ہے۔

ت معمولات میں قوی عذر کا مانع ہوجانا نہ خلافِ نظم ہے اور نہ خلافِ دوام۔

م۔ روحانی امراض خاص طور پر غیبت اور غیر ضروری گفتگو کا حملہ ہے۔

ت۔ یہ اختیار سے۔ یا بلا اختیار و بلا قصد؟

م۔ علمائے دیوبند کا معتقد ہوں۔ تبلیغی جماعت کے عملی طریقہ تبلیغ واصلاح سے متاثر ہوں حضرت تھانویؒ کے طرزِ اصلاح کا بے حد قائل ہوں۔ مولانا مودودیؒ

کے انکار و مشن اور طرزِ فکر سے متفق ہوں۔

ت۔ آپ کی دینی تعلیم کہاں تک ہے جس پر تنقید اور حقِ تنقید موقوف ہے

م۔ ھاپُجی شریف میں مولانا حمّاد اللہ صاحبؒ کے جانشین حافظ اسعد محمود صاحب مدظلہم سے دست بدست بیعت ہوں لیکن اصلاحی سلسلہ میں حضرت مولانا تھانویؒ کے طریقۂ اصلاح سے مناسبت ہے۔

ت۔ خیر یہ تو جداگانہ بات ہے۔ طریقہ میں ایسا ہوتا ہی ہے کہ بیعت کسی سے اور اصلاح کسی سے جیسے اطبّاء۔ ڈاکٹر، اور کیا آپنے اپنے شیخ سے اصلاحی مکاتبت کا التزام نہیں کیا؟ ان کو اگر یہ معلوم ہوا تو کیا ان کو گرانی نہ ہو گی؟۔

م۔ تعصّب سے نفرت ہے۔

ت۔ تعصّب کی حقیقت کیا ہے؟

م۔ ذاتی اور ملکی تقاضے کی بنا پر کسی ایک جماعت سے عصبیت کی حد تک منسلک ہونے کا متحمل نہیں۔

ت۔ تو کیا بلا عصبیت کئی جماعتوں سے منسلک رہنا درست ہے اور کیوں؟ کیا جماعتوں کے جذبات نظریات ایک دوسرے سے جداگانہ نہیں ہوتے؟

کیا اس سے انتشارِ دینی نہ ہو گا۔ اور کیا یہ خلافِ اصلاح نہ ہو گا؟ خصوص جبکہ سلوک واصلاح کا اصول ہے۔ بالخصوص ابتداءً مُبتدی کے لئے کہ اختلاط سے پرہیز ہو۔

م۔ توحید پرست ہر جماعت سے عقیدت ہے۔ بلکہ یوں کہوں کہ جماعت پرستی کے بجائے متبعِ شریعت لوگوں سے خواہ وہ کسی جماعت کے ہی ہوں۔ عقیدت ہے جو شخص یا جماعت دین کو غالب کرنے اور اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف کام کرتی ہے اس کی قدر کرتا ہوں۔

ت۔ ٹھیک ہے! قدر کرنا ایک الگ بات ہے جو قلب کا فعل ہے اور اختلاط اور مختلف مشرب کے لوگوں سے ملنا یہ ایک الگ بات ہے جو اصلاحِ نفس کے لئے مضر ہے اور اصلاح کا معاملہ مثلِ مریض اور طبیب کے ہے۔ اس میں اپنی ذاتی رائے عقل، علم، تجربہ کا دخل ممنوع الصحّت ہے بلکہ اپنے علم اپنی عقل اپنے ارادہ کو فنا کرنا ہے۔

م۔ مولانا مودودیؒ صاحب کی تفہیم القرآن کا مطالعہ کرتا ہوں، معارف الحدیث " مولانا منظور نعمانی صاحب" زیرِ مطالعہ ہے حضرتِ تھانویؒ کے مواعظ کا مطالعہ بھی کرتا ہوں اور اس کا فائدہ بھی محسوس کرتا ہوں۔ اور اردو رسائل میں سے۔ البلاغ کراچی الحق اکوڑہ خٹک پاکستان، بیّنات کراچی، الحسنات اور ترجمان القرآن " مودودیؒ کا بھی مطالعہ کرتا ہوں۔ یہ طرزِ عمل کیسا ہے اور اس طریقہ فکر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔؟ آپ بزرگوں کی رہنمائی اور شفقت مطلوب ہے۔

ت۔ اوپر لکھ دیا کہ اصلاح کا معاملہ مثلِ مریض وطبیب کے ہے۔ تجویز مطالعہ اپنے طبیبِ روحانی شیخ مصلح کی رائے پر ہو۔

م۔ کونسی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

ت۔ پیچھے عرض کیا گیا ہے کہ آپ کی دینی تعلیم کہاں تک ہے اور عربی درس نظامی وغیرہ میں کہاں تک ہے؟

م۔ اور روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جائے۔

ت۔ بس اطلاع صحیح صحیح باخلاص وصدق اور اتباع کا ہل۔

م۔ ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحبؒ کی کتاب اسوۂ رسول اکرمؐ کا مطالعہ کر رہا ہوں ان کی کتاب معمولات یومیہ پر جزوی اور بے قاعدگی سے عمل کرتا ہوں۔

ت۔ وہ کیا معمولات ہیں جن پر عمل ہے۔

م۔ زندگی عمل سے خالی ہے۔

ت۔ عمل سے خالی کہاں ہے ماشاءاللہ مصروفِ عمل تو ہیں۔

م۔ اور آپ کی ہدایت کا سخت محتاج ہوں۔

ت۔ بندہ کو اس خدمت سے کیا انکار ہاں حالات کی اطلاع ہوتی رہے۔

م۔ ربُّ العزّت کے کرم کو دیکھ کر حوصلہ ہوتا ہے۔ آپ بزرگوں کی شفقت اور ہدایت کی طرف نگاہ اٹھتی ہے اور اصلاح کی کرن نظر آتی ہے۔ جناب میری اصلاح اور فلاح کے لئے مستجاب الدّعوات کی دربار میں ہاتھ تو اٹھائیں۔

ت۔ ماشاءاللہ آپ کی طلب سے دل خوش ہوا مستقل مزاجی سے مشغول ہو۔

م۔ امید ہے نظرِ عنایت سے نوازیں گے

ت۔ بندہ تو خادم ہے بس مستقل مزاجی سے خدمت لی جائے۔

م۔ جوابی لفافے کی واپسی کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے۔

ت۔ اگر ہندوستانی ڈاک ٹکٹ منگوائے جاسکتے ہوں تو منگالیں۔ ورنہ یہاں سے جوابات جاتے رہتے ہیں۔ تمام شد

محتاج دعا:۔

محمد طیب لیکچرار بیالوجی

گورنمنٹ کالج، پاکستان

مکتوب از کیرالہ

۲۳ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

حضرت اقدس میں کیرالہ سے بیعت کی فرمائش کا خط آیا۔ حضرت سے اس کا حسب ذیل جواب تحریر فرمایا۔

محمد مسیح اللہ

مکرم زید مجدہم السلام علیکم، ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ نے بیعت کی فرمائش کی ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ بیعت کے لئے اول مناسبت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ شیخ کا قال، حال، فعل، عمل، تعلیم، نرمی، تیزی خاموشی، روک، ٹوک سب اچھے معلوم ہوں اس کی کسی بات پر دل میں اعتراض پیدا نہ ہو۔ اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ کچھ عرصہ حالات کی صحیح صحیح اطلاع کا

اہتمام اور تعلیمات پر اتباع کا التزام ہو۔ جب اعمال و اخلاق میں خاصا نفع معلوم ہو کہ گذشتہ میں اور اب میں خاص دینی تبدیلی پیدا ہوگئی تو یہ علامت ہے مناسبت کی، اس کے بعد ہی بیعت ہونا انسب اور انفع ہے۔

ماشاء اللہ آپ کی طلب سے دل خوش ہوا۔ بس مستقل مزاجی ہو۔ والسلام

مکتوب از فیصل آباد، پاکستان — ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

م۔ احقر تمرین افتاء کے لئے امسال دوبارہ دار العلوم کراچی پہونچ چکا ہوں چونکہ نیا سال شروع ہوا ہے اس لئے معمولات کا خاکہ خدمتِ عالی میں پیش ہے۔ حضرتِ والا سے نظرِ اصلاح کی درخواست ہے۔ تعلیمی مشاغل کے لئے معمولات یہ ہیں:

نوافل۔ اشراق چار رکعت۔ اوّابین چار رکعت، عشاء کے بعد چار رکعت بہ نیتِ قیام اللّیل اور ہر نماز کے ساتھ سنن مؤکدہ و نوافل۔

ذکر۔ وقتِ مقررہ پر ۲ تسبیح نفی و اثبات۔ ۴ تسبیح اثباتِ محض۔ ایک تسبیح اللہ اللہ ایک تسبیح اَللہُ اَللہُ۔ اسمِ ذات ایک ضربی۔ اس کے علاوہ صبح سیر کے دوران ۲ تسبیح نفی و اثبات ایک تسبیح درود شریف، ایک تسبیح استغفار۔

جمعہ۔ ایک بار صلوٰۃ التسبیح۔ اس کے علاوہ فارغ اوقات میں درود شریف کی کثرت رکھتا ہوں۔

ت۔ درود شریف کا ورد چلتے پھرتے اور یہ سب معمولات بمراقبۂ احسان ہوں۔
نیز یاد رکھیں کہ اوراد و معمولات ہمیشہ بلحاظ صحت و سہولت ہوں۔ ہاں سہولت سستی ہرگز مانع نہ ہو۔ صحت کا لحاظ شرعاً فرض ہے۔ اور زمانۂ طالب علمی میں ذکر بھی معمول نہ ہو۔ جیسے ذکر دوازدہ تسبیح بس چلتے پھرتے ذکر کافی ہے ہاں درسیات کے سمجھنے اور محفوظ رکھنے میں پوری سعی ہو۔ درسیات میں قطعاً فرق نہ آوے بتوفیقہٖ تعالیٰ۔

م۔ ان کاموں کے علاوہ روزانہ ان باتوں کا خیال رکھتا ہوں۔ نماز باجماعت۔ ہر موقع کی مسنون دعائیں۔ تمام کام مقررکردہ نظام الاوقات سے کرتا ہوں مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ، تلاوتِ قرآن پاک ایک پارہ۔ مناجاتِ مقبول ایک منزل، حیاتُ المسلمین کی روح سیرت کا مطالعہ حضرتِ والا کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق۔
فکر کے ساتھ اہتمام کرتا ہوں کہ میری کسی حرکت سے دوسروں کو اذیّت نہ پہونچے

ت۔ یہ روحِ اسلام مسلم مبارک ہو۔ ماشاءاللہ دل خوش ہوا۔

م۔ اگر سفر یا طبیعت کی سستی یا اور کسی وجہ سے معمولات پورا کرنے کا موقع نہ ہو تو کوشش کرتا ہوں۔ کہ اس وقت کا کام بالکل ترک نہ ہو۔ اس وقت کے معمول کو مختصر کر لیتا ہوں۔

ت۔ آپ کی یہ بات کہ نفس کو تعطّل و تساہل کا موقع نہ ہو جان کر خاص مسرّت ہوئی

م۔ راحت کی کوئی بات پیش آوے یا اپنے اندر کوئی خوبی نظر آوے تو اس کو اللہ جلّ جلالہٗ کا انعام بلا استحقاق سمجھ کر شکر کرتا ہوں۔

ت۔ یہ حالِ عبدیت با نابت الی اللہ تعالیٰ مبارک ہو۔

م۔ اپنی راحت کا بھی اہتمام رکھتا ہوں تاکہ فراغتِ قلب نصیب ہو۔

ت۔ جی ہاں، یہ شریعت و سلوک دونوں کا ہی اہم مسئلہ ہے بتقاضائے حدیث انّ لنفسك عليك حقًّا۔ اور یاد رہے کہ سلوک میں جمعیّتِ خاطر عین مطلوب ہے جو فرع ہے مقامِ احسان کی۔

م۔ اپنے تمام کاموں بالخصوص تعلیمی مشاغل کے سوا انجام دینے میں نظر نصرتِ حق اور حضرتِ والا کی دعاؤں پر رہتی ہے۔

ت۔ فضلِ الٰہی برہو۔

م۔ فتویٰ کا کام بڑوں نے حسنِ ظن سے بندہ کے سپرد کیا ہے اس کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

ت۔ فتویٰ کے لئے تجسسِ مسائل و کتب بینی میں طبیعت باصبور باسکون ہو۔ ضیّق النّفس، تنگی و گھبراہٹ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ حافظہ اور ذہن رسا فرمائیں۔

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہٗ

۲۷ر ۱۲ ۱۴۰۷ھ

گُلہائے کشمیر

مکتوبات —— ازوادیٔ کشمیر

مکتوب از ڈاکٹر محمد رفیق صاحب سرینگر کشمیر — یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

م۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ جناب کی صحبت میں حاضر نہ ہو سکا اور نہ ہی خط لکھنے کی جسارت کر سکا۔

ت۔ یہ شرمندگی عین سعادت ہے کہ مستقبل کے لئے تخصیص اور مستعد بناتی ہے پیر مرید کا معاملہ بھی مریض وطبیب کا سا معاملہ ہے۔ اطلاعِ مرض، اور اتباعِ تعلیم و معالجہ۔

م۔ اب اپنے بھائی .... صاحب کے ہاتھ میں یہ چٹھی ارسال کر رہا ہوں گذارش ہے کہ جنابِ والا اپنے خاص دعاؤں میں مجھ گنہ گار کو بھی یاد فرمائیں آپ کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔ اور مزید نصیحت فرمائیں عین نوازش ہو گی۔

آپ کا تابعدار احقر محمد رفیق۔

ت۔ اللہ تعالیٰ مدام توفیقِ احتساب عطا فرمائیں اور استقامت سے خیر و برکات سے نوازیں۔ آمین

والسّلام

مکتوب از ترال، علاقہ کشمیر — ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

م۔ عرض بحضور یوں ہے ! معمولات پر حتّی الامکان عمل کرتا ہوں۔

ت۔ خاص مسرّت ہوئی۔

م۔ کچھ گھریلو پریشانیاں ہیں۔

ت۔ خدا کرے پریشانی پرے ہو اور شان باقی رہے۔

م۔ اسی وجہ سے نماز اور ذکرِ الٰہی میں ذوق وشوق اور حضورِ قلب کی کمی محسوس ہوتی ہے

ت۔ یہ کمی بایں حال ! سعئ عمل کثیر سے کم نہیں ! ماشاء اللہ یہ ذوق یا شوق مبارک ہو

م۔ اللہ میاں سے دعا کیجئے کہ میری توبہ قبول فرمائیں۔

ت۔ جب بصدق توبہ کی تو قبول بھی ہے۔

م۔ معمولات میں مجھے مداومت اور برکت حاصل ہو جائے۔

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ مراد بخیر پوری فرمائیں۔

م۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی صحبت با برکت سے مستفید فرمائیں۔

ت۔ یہ آپ کی مخلصانہ محبت ہے اللہ تعالیٰ اصلاح میں اچھی کامیابی عطا فرمائیں آمین۔

والسّلام

مکتوب از پروفیسر غلام علی شاہ مصدر
مقام سنوار باغ سرینگر۔ کشمیر

بروز دوشنبہ
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

م۔ اب تک دو خط مطابقِ دستور روانہ کئے۔ چشم براہ رہا کہ جواب ملے گا مگر نہ ملا۔ اوّلاً مشیّتِ ایزدی، ثانیاً ڈاک کی ارسال و ترسیل کی خرابی جواب سے محروم رہا۔ آپ کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے چند حروف بھی روح و قلب میں اطمینان کی لہر دوڑاتے ہیں۔ مرّبیِّ جلیل کی مصلحت ہی بہتری کی علامت ہے۔

ت۔ بہت اہتمام سے خطوط کے جوابات لکھ کر ارسال کئے جاتے ہیں۔ آنجناب کو بندہ سے حسنِ ظن ہے ہی۔ لہٰذا دل صاف۔ بلکہ دِل خوش۔

م۔ تا ایں دم بفضلِ ذاتِ ذوالجلال صحت و عافیت مع اہل و عیال بہرہ ور ہوں۔ الحمدللہ یہ صرف خداوند کون و مکان کے لُطفِ عمیم و احسانِ عظیم کی عظمت ہے۔ بارگاہِ بے نیاز میں احقر العباد کا لاکھ لاکھ حمد و ثنا قبول ہو۔ آمین
نیز حضرتِ والا کی عافیت و تندرستی، عمرِ طویل عزّتِ دارین بارگاہِ عزّ و اعلیٰ سے بصد عجز و نیاز خواستگار ہوں آمین۔

ت۔ باری تعالیٰ آنجناب کو اس نیک محبت، نیک دعا کا نیک صلہ عطا فرمائیں۔

م۔ صوم و صلوٰۃ اذکار و اوراد تلاوت و شغل پاسِ انفاس۔

ت۔ اب شغل پاسِ انفاس نہ ہو۔ بس مراقبۂ احسان قائم رہے بتوفیقہٖ تعالیٰ۔

م۔ بارہ تسبیح و دیگر معمولات بفضلِ رحمان جاری ہے۔ نیز یہ آپ کی باطنی توجہ کا ہی ثمرہ ہے۔ الحمدللہ والمنۃ۔

وادیٔ عشق و محبت کے رہرواں، شاہ بازان لامکان سے ہماری کیا نسبت۔

ع "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

یقین محکم یہی ہے کہ بندہ خوف و رجا سے لبریز ہو۔ رہرو کا کام "چلنا" منزلِ مقصود تائیدِ ربّانی کے حوالے۔

ت۔ اس فہمِ سلیم سے خاص سرور ہوا۔

م۔ اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کی توفیق رفیق رہے۔ اور اپنے مرشدِ پاک کی تقلید میں ہی سعادتِ عظمیٰ پوشیدہ ہے۔

ت۔ یہ حال عظمتِ طریق کی دلیل ہے۔

م۔ "اندریں راہ می تراش و می خراش

تا دمِ آخر دمے فارغ مباش"

(یعنی) اس راہِ سلوک میں بہت ہی پریشانیاں اور کانٹے ہیں آخر دم تک کسی بھی وقت اپنی اصلاح سے فارغ مت رہنا۔

ت۔ یہ حال آدابِ طریق وسلوک میں سے ہے۔

م۔ آپ سے عرض کرنے میں شرم آ رہی ہے۔ مگر دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ جیسی ہستی (خلاصۂ بقیۃ السلف) وسعتِ قلبی سے توقع ہے کہ گراں نہ گزرے گا وہ یہ ہے کہ

خاکسار نابکار، نالائق مسلسل پچاس سال سے زائد ہمیشہ شریعت کاملہ کا پیرو کار رہا ہوں۔ الحمد للہ اب تک اسی راہ پر گامزن ہوں۔ یہ آپ حضرات کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گناہانِ کبیرہ سے باز رکھا۔ البتہ گناہانِ صغیرہ ہوتے رہتے ہیں۔ حتی الوسع ان سے بھی نفور ہوں ۔ مگر پھر بھی اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ۔ صبح و شام استغفار کرتا رہتا ہوں۔

ت۔ یہ حال عبدیت کی نشانی ہے۔ مبارک۔

م۔ اکل و شرب میں بھی حتی الامکان احتیاط کرتا رہا ہوں۔ مشکوک آمدنی سے دور حلال پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اور تمباکو نوشی ، پان سے پرہیز رہے مع اولاد قائم دائم ہے۔ سینما بینی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ت۔ مبارک صالح اولاد مبارک۔!

م۔ اس طرح کے چل چلاؤ میں والدِ مغفور و مرحوم نے پانچ سال کی عمر میں وضو، نماز، تلاوت کی پابندی سکھائی تھی۔ اور بڑا ہوا تو حضرت تھانوی ؒ کی تصانیف نے دنیا ہی بدل ڈالی شروع میں بہار حضرت پھلواری شریف مرحوم سے بیعت کا شرف حاصل رہا ہے۔

ت۔ پھلواری کون ہیں؟ پھلواری یا پھول پوری۔

م۔ پھر اذکار و اورادات ہی زندگی کا روشن چراغ رہے تاہنوز محبوب مشغلہ ہیں اس کے باوجود حسنات الابرار سیّئات المقربین۔ ان بعض الظنّ اثم فانہٗ یعلم السّرّ واخفیٰ سے تھرّا رہا ہوں۔

ہر وقت اس ذات سے کہ انبیاء جیسے جلیل القدر بھی نفسی نفسی کہہ اٹھیں گے۔ پھر
میری بساط ذرّہ سے زیادہ نہیں اور زندگی ایک دم سے زیادہ نہیں حسبنا اللہ
ونعم الوکیل و علیہ توکلنا۔ اب میری عمر ۶۷ سال کی ہے قویٰ مضمحل ہو چکے
ہیں ذیابیطس (شوگر) کی علالت بھی محبوبِ حقیقی کا تحفہ ہے عموماً صحت اچھی نہیں
رہتی مگر معمولات کا جاری رہنا صرف آپ بزرگوں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ دل چاہتا ہے
کہ کوئی سال بھر بندہ گنہ گار خاکسار آپ کے پاس ہی رہے مگر صحت کی کمی سے چند ایّام
ہی میسّر آتے ہیں۔ خیر۔ ربّ کریم کی مرضی ہی سب سے عمدہ علاج ہے۔ ہر جمعہ کو
۴۰ سال سے والدِ مرحوم کی مسجدِ پاک میں وعظ سُناتا رہا ہوں جو عموماً حضرت
تھانوی رح کی مواعظ کا خلاصہ ہوتا ہے۔

آپ سے بیعت کے بعد صحت کی کمی کے باوجود معمولات کا جاری رہنا آپ کی برکت و
کرامت ہے۔

ت۔ یہ فضلِ ربِّ حقیقی ہے۔

م۔ آپ کی بیعت کے بعد ہوا و ہوسِ طبعِ خام دنیائے دنی کی محبت جاتی رہی۔ شاید
ان پچاس برس میں کبھی کوئی موذی تک بھی مارا ہو۔ تو ہو۔ ورنہ بالکل نہیں۔
جلال آباد آپ کی دولت کدہ پر عرض کیا تھا کہ میرے والد کے حلقۂ ارادت میں چند
نفوس ہیں۔ یوں آپ نے ان کے لئے نفی و اثبات، بالجہر ذکر کی اجازت فرمائی
تھی۔ پھر بارہ تسبیح بطور ورد بھی کرنے کو فرمایا تھا۔ بعد ازاں آپ نے

جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ فرمایا تھا۔
آپ کو میری طرف سے اجازت ہے" کہ ان کی اصلاح مطابقِ طاقت کی جائے۔
ت۔ بندہ نے مختصر معمولات بتا دیئے، کچھ وظیفے بتا دیئے اور جب وہ لوگ آپ کے پاس آکر بیٹھیں تو میرے شیخ تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کی کوئی کتاب سنانے کو عرض کیا تھا۔ اس کو مجازِ صحبت کہتے ہیں۔ مجازِ بیعت نہیں کہتے۔ والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہٗ

۱۱ر جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ دوشنبہ

اہم انتباہ

پروفیسر مصدر صاحب حضرت مسیح الامت قدس سرّہٗ العزیز کے صرف مجازِ صحبت ہیں مجازِ بیعت نہیں جیسا کہ مکتوبِ بالا میں ناظرین نے حضرتِ والا کے تحقیقی جواب میں ملاحظہ فرما لیا۔ اور اسکی تفصیل یہ بھی ہے کہ مکتوبِ مذکور کے ایک عرصہ بعد مصدر صاحب جلال آباد تشریف لائے تو خانقاہ مسیحیہ میں ان کے قیام کے دوران راقم السطور نے مصدر صاحب سے عرض کیا کہ مبارک ہو۔ آپ حضرتِ والا کے مجازِ صحبت ہیں تو مصدر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ان سے خلافت اجازتِ بیعت ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ میرے علم میں صرف مجازِ صحبت ہی ہے تو موصوف نے فرمایا کہ وہ پہلے تھا مجازِ صحبت، اب مجازِ بیعت ہوں۔ احقر نے مصدر صاحب سے دریافت کیا کہ مجازِ بیعت آپ کب سے ہیں؟ تو موصوف نے فرمایا کہ کب سے مجازِ بیعت ہوں"

چنانچہ راقم السطور نے حضرت والا سے استفسار کیا کہ بڑے میاں کشمیری مصدر صاحب جو اس وقت خانقاہ میں مقیم ہیں آنحضور کی جانب سے وہ مجازِ بیعت ہیں یا مجازِ صحبت حضرت نے فرمایا مجازِ صحبت۔!

بندہ نے عرض کیا کہ آنحضور نے ان کے ایک خط میں بھی انھیں مجازِ صحبت ہی تحریر فرمایا ہے۔ مگر مصدر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں حضرت کی جانب سے مجازِ بیعت ہوں اور کب سے، کب سے مجازِ بیعت ہوں، حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا۔ اچھا تو انھیں دھوکہ ہو گیا یہ مجازِ بیعت نہیں صرف مجازِ صحبت ہی ہیں۔

احقر عبدالستار جامع مکتوبات

مکتوب از کولگام کشمیر ۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

م۔ میں ناچیز ایک حقیر اور بہت ہی گرا ہوا آدمی ہوں۔ ناچیز کے بارے میں ایک تعارفی خط جناب مولانا نورالدین صاحب کشمیری خلیفہ و مجازِ بیعت حضرتِ والا مسیح الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ارسال کیا تھا جو آپ کی خدمت میں اسی لفافہ میں حاضرِ خدمت ارسال ہے انہوں نے خط میں کیا لکھا ہے وہ میں نہیں جانتا لیکن میں ناچیز اپنا تعارف یوں کراتا ہوں۔

۔ میں بہت ہی حقیر اور گرا ہوا آدمی ہوں میرا پیشہ سرکاری نوکری ہے۔ اور ایک انجینئر ہوں کشمیر ہی میں نوکری کرتا ہوں۔ حلال اور حرام کا فرق نہیں کرتا ہوں۔ لیکن جب سوچتا ہوں

توساری کمائی حرام پر ہی مبنی ہے گناہ اتنے کئے ہیں کہ حساب نہیں۔ اور گناہوں سے باز آنے کا نام تک نہیں لیتا ہوں۔ نماز گاہے بگاہے ادا کرتا ہوں۔ لیکن بے وقت اور خشوع وخضوع کا نام تک نہیں۔ مراد یہ ہے کہ آخرت بالکل بگڑ چکی ہے۔ اور جب موت کے بارے میں سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ موت کے ڈر سے عذاب قبر اور عذاب جہنم کے ڈر سے ہی پسینہ چھوٹتا ہے لیکن دل اتنا سخت ہو گیا ہے کہ آخرت کو سنوارنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا ہوں۔ حرام کی کمائی سے تھوڑا بہت خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہے۔ میری عمر اب چالیس سال کے قریب ہے۔

ت۔ ابھی جوان عمر ہو۔ یہی عمر کام کرنے کی ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ کیفیت حرارت تو پیدا ہو گئی۔

م۔ اور میرے یہاں دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں دل کبھی کبھی اداس رہتا ہے اور طبیعت بے چین ہے اب چونکہ عمر بھی ڈھلتی جا رہی ہے۔ اور طبیعت ناساز رہنے لگی ہے۔ دل اور باقی بدن میں درد رہنے لگا ہے۔ اور کمزور ہوتا جا رہا ہوں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موت کے قریب جا رہا ہوں۔

ت۔ یہ کمزوری صرف خیالی ہے بیماری کی نہیں۔ لہذا اس خیال سے بے خیال لاپرواہ ہشاش بشاش۔

م۔ بہرحال موت تو اٹل ہے چاہے لمبی عمر ہو۔ چاہے چھوٹی عمر لیکن اب آخرت سنوارنے کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ لیکن پیشہ کے اعتبار سے کچھ کر ہی نہیں پاتا ہوں۔ اب آخری امید ہے کہ آپ سے عرض داشت کرتا ہوں کہ شاید اس راکھ کے ڈھیر

ہیں آپ چنگاری ڈال کر میرے قلب اور روح کو گرما سکتے ہیں مجھے قوی امید ہے کہ آپ مجھے اپنے دامن میں پناہ دیں گے اور مجھے دوزخ کی آگ سے بچائیں گے میری دنیا بھی بنی رہے اور آخرت بھی سنور جائے اور امید ہے کہ مجھ حقیر اور بندہ گنہ گار کو آپ اپنا اوّلین فرصت میں یاد فرمائیں گے اور میرے خط کا جواب دیں گے اور مجھے بھی خدا کی رحمت سے سرفراز کریں گے تاکہ مجھے روحانی سکون مل سکے۔ والسلام

ت۔ ماشاء اللہ آپ کا یہ حالِ محمود رقّت آمیز انابت الی اللہ کا پڑھ کر دل خوش ہوا۔ امید افزا حال مبارک ہو۔ الحمد للہ تعالیٰ لوّامہ نفس ہو کر مطمئنّہ کی فکر ہے مبارک ہو۔

شریعت و تصوّف کے پہلے حصّہ کا مطالعہ بغور اور اطلاعِ حالات کا اہتمام ہو۔ اور اتباع اعمال کا التزام اور اطلاع اتباع کے لئے ہے بس! دو رکعت نفل، توبہ کی پڑھ کر بہ ندامت توبہ ایک تسبیح (سو دفعہ) استغفار پڑھ کر ماضی سے خالی الذہن لہٰذا ماضی کا ذرا رنج نہ ہو۔ مستقبل کی فکر نہ ہو۔ بس حال کا اہتمام۔ والسلام

مکتوب از ترال کشمیر — ۱۱ ۵/۱۴۰۷ ھ

م۔ رات بھر اپنے ہڈیوں میں زہر جیسا اپنے بداعمالی کی وجہ سے محسوس کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ جب تک گناہ اچھی طرح دُھل نہ جائیں۔ یہ دکھتی زہر ہڈیوں سے نکل نہیں سکتی۔ یہ احساس بھی صرف جناب والا کی برکت کا عطیّہ سمجھتا ہوں ایسے احساس کے ہوتے

ہوئے، بدخُلقی اور بدعملی کے ارتکاب کی وجہ سے اپنی کمزوری دماغ کو تصور کرتا ہوں۔
اس کمزوری کی وجہ بھی اپنے ہی کئے ہوئے گناہ ہیں اس کمزوری کو دور کرنے کے بارے میں عرض ہے کہ ازراہِ کرم نالائق کے حق میں دعا فرمادیں تاکہ بندہ کا دماغ وقت پر صحیح بات سوچ کر راہِ مستقیم اور حُسن خلق سے نہ بھٹکے۔

ت۔ بس۔ آنجناب ماضی سے بفراغِ دل با بشاشت ہشاش بشاش رہیں۔ اس کے بعد دل چاہے تو دو رکعت نفل توبہ پڑھ کر ایک تسبیح استغفار بندامت پھر بالکل خالی الذہن اس طرح ہو جائیں جس طرح کہ میرے شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔ ماضی کا غم نہیں، اور مستقبل کا فکر نہیں بس حال کا اہتمام۔

م۔ گذشتہ عریضہ میں بھی عرض کیا تھا کہ اپنے اور پرائے مجھ سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

ت۔ یہ تو اچھا ہے دین کی راہ میں بے تعلّقی ہی مفید ہے۔ راہِ سلوک عدمِ تعلق سے جلدی طے ہوتا ہے۔

م۔ ایسا لگتا ہے کہ حسن خُلق کی کمی ہے۔

ت۔ کیا اس درجہ اپنے سے بدگمان ہونا حُسن عقل کی بات ہے۔

م۔ دماغ میں یہ صلاحیت نہیں کہ گھر کا نظم و نسق سنبھال کر خود بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی صراطِ مستقیم پر گامزن کرا سکوں جس میں دین و دنیا کی فلاح حاصل ہو۔ مختلف اشخاص کے مختلف اوقات میں جس انداز سے پیش آنا واجب تھا اس کا ادلا بدلا ہو رہا ہے۔ جب سے بجائے سدھار کے بگاڑ پیدا ہوتا رہتا ہے

ایسا لگتا ہے کہ گناہوں کی پاداش میں زوال کی جانب حالات کا رُخ جا رہا ہے جس وجہ سے اطمینان میں ظاہری اور قلبی طور پر خلل سا محسوس ہو رہا ہے۔

ت۔ آپ خالی الذہن ہو کر اپنے کام میں لگیں۔ بس یادِ حق قائم۔

م۔ اندریں حالات نہایت عجز و انکساری کے ساتھ عرض بحضور ہے کہ براہ کرم ارشادِ گرامی سے نوازیں کہ نالائق کو حاضرِ خدمت ہونے تک کیا کچھ حکم ہے۔ جبکہ بندہ نالائق کو اچھی طرح محسوس ہوا ہے کہ عملی میدان میں اس معیار پر نہیں اُتر رہا ہوں جو لازم تھا۔

ت۔ جو معیار آپ نے خود مقرر فرمایا ہے وہ کیا معیار ہے؟

م۔ ناکارہ حضرتِ والا کی گرامی قدر صحبت کا سخت محتاج ہے جس کا ارادہ ماہِ فروری ۱۹۸۷ء تک ہی ہے دعا فرمائیں۔ تاکہ سلامتی کے ساتھ نصیب ہو۔

ت۔ جب آپ تشریف لانا چاہیں تو پہلے دریافت فرمالیں ہمیشہ تاریخ مقرر فرما کر جب یہاں سے اجازت ہو جائے تب ہی سفر ہو۔

اور آپ بس خالی الذہن ہو کر اعمال میں استقامت اور اخلاق میں حلم و تواضع پر مستقل مزاج بتوفیقہٖ تعالیٰ قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ مُدام استقامت سے نوازیں۔ تمام شد

مکتوب از محمد شعبان صاحب جموں کشمیر — **۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ**

م۔ بحمد للہ گاہے نماز میں کیفیتِ مشاہدہ میں زیادتی پائی۔ تھکنے کا نام نہیں۔ جیسے

اللہ پاک سامنے وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھ رہا ہوں گو دائیں بائیں بہت سارے نمازی ہیں۔ مگر جیسے ہیں ہی نہیں۔ مشاہدہ بتسلیم عملی خوب ذہن میں آیا۔

ت۔ یہ احسانی حالت مبارک نعمتِ الٰہی۔

م۔ آگے پیچھے کیفیت اللہ ناظری، حاضری، شاہدی، معی، مستحضر تو تھی لیکن اُن دنوں نوعیت اور پائی کہ ہر چیز پر نظر جو جاتی اس میں اللہ کا ظہور اور تلاشِ حق کے آثار نظر آتے ہیں جیسے میں بھی کالعدم دنیا بھی کالعدم نیست ہے گو ہست ہے۔ مگر نظر اس پر ہے کہ نیست ہے اس موقع پر قوتِ عمل بھی اپنے اندر زیادہ نظر آتی۔

ت۔ حالِ فنا مبارک۔

م۔ عموماً اپنا واسطہ تین کام سے رہتا ہے نماز، تلاوت، ذکر۔

ت۔ یہی اصل مطلوب ہیں۔ شروع پارہ ۲۱ میں ان تین کا ذکر ہے ہاں نفس کا احتساب بھی۔ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر کا۔ اور مامور بہا و منہی عنہا ظاہرہ و باطنہ کہ مامور بہا کا ظاہراً و باطناً امتثال دواماً اور ظاہراً و باطناً منہی عنہا سے احتراز دائماً تب ہے جامعیت۔

م۔ مزید ان مجالس کا مطالعہ تعمق درابطہ سے رابطہ تو خود بخود ہوتا۔ نماز بیرونِ نماز اکثر اوقات شغل رابطہ بدون سعی الحمدللہ مفید مطلوب پایا ہے۔

ت۔ شکراً للہ حمداً للہ۔

م۔ حالات خانگی تعمیر وغیرہ اس سال علیحدہ مکان میں رہتے ہوئے بشرفِ ملاقات و

صحبت بالمشافہ سے بھی معذور رہا - خدا چاہے جب چاہے وقت نکل آئے اس کی خواہش برابر رہتی ہے۔

ت۔ خالی الذہن رہ کر کام میں لگے رہیں۔

م۔ یوں تو قلبی سکون ہے۔ البتہ جو کچھ مطالعہ دیکھتا ہوں وہ یاد نہیں رہتا۔ ہاں اس کا اثر ضرور قلب پر رہتا ہے۔

ت۔ یہی مقصد ہے۔

م۔ یہ نہیں یاد رہتا ہے کہ اب اس مجلس میں یا ان اوراق میں مجھے کیا حاصل ہوا۔ ہاں دنیا کے دھندوں سے تنفّر ہے۔

ت۔ فنار دنیا کا یہی اثر مطلوب ہے۔

م۔ البتّہ گھریلو امور ضرور یہ میں دل چسپی لے کر انجام دیتا ہوں اور دلواتا ہوں۔

ت۔ یہ حقوق کی حفاظت مبارک، حقوق العباد کا اہتمام خاص مشروع ہے - اور معاشرت کی تکمیل کا جزء ہے۔

م۔ عوام میں رہ کر کالعوام رہنا۔ بلا شان عاداتِ امتیازی میسّر ہے یہ عجب کے لئے قاطع ہے۔

ت۔ بہت صحیح علاج ہے۔

م۔ اخلاص وصدق پر نظر رہتی ہے۔ ایمان ویقین کے محل ومواقع کو بار بار دیکھا ہے حسد وکینہ پر شریعت وتصوّف تبلیغ دین کی روشنی میں دنیا بھی وہ دینی مضار پر

نظر رہتی ہے۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ بزرگوں کی برکت ہے۔

"وگرنہ من ہماخاکم کہ ہستم"۔

ت۔ جملہ حالاتِ محمودہ مطلوبہ مبارک، دل خاص مسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ مدام استقامت مستحکم سے نوازیں۔

م۔ تاثّرات

دو یوم سے مسلسل آپ کی اُن مجلسی تاثرات کو بغور دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہ اعضا کا بے محل استعمال بھی ظلم ہے اور یہ کہ آنکھ کان، زبان، تزکیۂ نفس کی جڑ ہیں اس پر قابو پانا ماشاءاللہ ہر وقت تینوں کام کرنا ہے زیادہ آنکھ پر جبکہ آجکل پردہ بھی نہیں ہے کان نہ لگایا تو زبان سے بولے گا بھی کچھ نہیں۔ زبان رُک گئی، لڑائی رُک گئی۔ ان سب کی جڑ کو ٹھیک کرنے کے لئے اللہ کا خوف آجائے اِتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔

تقویٰ میں خوف آٹے میں نمک کے برابر یہ تقویٰ کے لئے تقویت ہے۔ بات ٹھیکم ٹھاک کرو۔ قولاً بلیغاً صادق ہی نہیں بلکہ سدًّا للباب خرابی کو روکنے کے لئے جچی تلی پتی تُلی بات کرو۔ پہلے سوچو۔ اگر یہی بات مجھ سے کہہ دے تو کیا ہو۔ یہ ہے تعلیم شیخ کے یہاں یہ معالجات دوائیاں ہیں۔ طریق ہے اصلاح کا۔

اور یہ بات ذہن سے نکالو صالح بنوں گا پھر اوروں کی اصلاح کروں گا ورنہ تکبّر آجائے گا۔ دو چیزیں ہیں ایک قلب سے متعلق دوسری زبان سے متعلق، قلب میں خوف

ڈر جھجک خدا تعالیٰ کی جیسے ہانڈی میں نمک اور زبان پر قابو کرو۔ وَیُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ
بھائی کشمیریو! دُور سے آئے ہو کچھ اندر کی بات کام کی چیز ساتھ لے کر جاؤ
نازک مزاجی اور چیز ہے۔ بردباری اور چیز ہے۔ اگر لطیف مزاج ہوتا۔ زبان پر کڑوے
الفاظ نہ لاتا۔ اور گالی کے الفاظ کا تو سوال ہی نہیں۔ اس طرح تم نازک مزاج ہو ہی نہیں
سکتے۔ ورنہ نازک مزاجی ہر جگہ ہونی چاہئے۔

صاحبو! تم نے ارادہ ہی نہیں کیا۔ پھر گناہ چھوٹے گا کہاں! بننے کا ارادہ
ہی نہیں کیا بنے گا کہاں سے۔ نہ معلوم کب سے سُن رہا ہے کتنا سُن لیا ہے۔ لیکن
طبیعت وہی ہے۔ صفائی صفائی کا نام سن لیا۔ صفائی صفائی گاتا پھرتا ہے صفائی
زبان پر بھی ہونی چاہئے۔ پھر چہرے پر بگاڑ کے آثار کیسے ؟

لطافت کلام میں آنی چاہئے۔ ارے ہو تو کوئی طالب!

اس پر حضرت تھانوی رح کی ملاقات حکیم صاحب سے ان کی بُردباری کا اثر ہونا۔
اور قیلولہ کا واقعہ امام اعظم رح کا۔ اور جنٹ کا واقعہ جاٹ کے ساتھ جس نے جنٹ سے
کہا تھا تو میرا کھنڈیرا ہوئے گا۔ آخر میں فرمایا تربیت کا طالب بن کر بھی حلم نہ آیا تو کیا
تربیت کا طالب آیا۔ یہ فن کی باتیں ہیں تربیت کی طریقت کی حقیقت کی جو کہ وہ
شریعت ہی ہے۔ (امام صاحب رح کا قیلولہ کا واقعہ صـ۳۲۶ پر ملاحظہ ہو)

خدا حافظ تمت بعض مجالس شیخ مدظلہٗ العالی

حضرت! دو یوم سے انھیں باتوں کو پڑھتا ہوں اور حیران ہوں۔ خدا کرے یہ

بندے کا حال بنے پھر مقام بنے۔

بارِ الٰہا! اپنے گراں قدر اوصاف قابل تحل کا عکس اس کمزور بندے پر فرما۔ اور اس کی حالتِ ضعف قوتِ ایمانی سے اور روحانی قدس میں ان بزرگوں کے طفیل جمیع حضرات سلسلے کے طفیل بدل دے۔

ت۔ احقر نے آپ کے تاثرات کو شوق سے پڑھا خود متاثر ہوا متعجب ہوا۔ یہ باتیں بندہ نے کہی نہیں۔ کہلوائی گئی ہیں تب ہی تو میرے شعبان پر شعبہ در شعبہ تاثر ہوا مبارک، حالِ محکم مبارک۔ تمام شد۔ والسلام

مکتوب از رام بن جموں کشمیر ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ یوم السبت

م۔ شریعت و تصوف حصہ دوم میں فرمایا بعض اوقات معاصی کے ساتھ بھی بعض احوالِ نفسانیہ باقی رہتے ہیں۔ مثل وجد، استغراق، شوق، حیرت وغیرہ۔ یہ سب کیفیات دنیوی امور ہیں دین نہیں۔ دنیا کا عطا ہوتے رہنا، رضا و مقبولیت کی دلیل نہیں ذرا آگے چل کر مذکور ہے۔ایسی کیفیات ظلمانی ہیں۔ یہ احوال محض کیفیاتِ نفسانیہ مثل فرح و سرور کے کیفیاتِ طبعیہ ہیں اسی پر عرض ہے۔

کیا کیفیاتِ نفسانی ظلمانی بھی ہیں۔ وجد، فرح، سرور، استغراق، شوق، حیرت قبض و بسط میں فرح و سرور تو ہوتا ہی ہے تو بسط بھی پھر تو محمود نہ ہونا چاہیے۔

اِدھر تجلّی کا جو عنوان ہے اس میں عرض ہے کہ صفاتِ جلالی تجلّی کریں تو خشوع و خضوع کا غلبہ ہوتا ہے

اور صفاتِ جمال ظہور کریں سرور و اُنس ہوتا ہے بادی النظر میں ایسا لگتا ہے کہ کیفیاتِ ظلمانی و کیفیتِ قبض و بسط اور ظہورِ تجلّی صفاتی ایک جیسی کیفیات ہیں نیز جو قبض و بسط میں پیش آتا ہے وہ عین ظہورِ تجلّی صفاتی کے اوصاف و کیفیات ہیں۔

کیونکہ بندہ نے اکثر اوقات محسوس کیا ہے کہ خشوع و خضوع کا غلبہ اچانک آرہا ہے شاید یہ تجلّی صفات سے ہے اپنی حالت میں بحالتِ قبض یہ بھی محسوس کیا کہ نماز، تلاوت تسبیحات، نوافل پڑھ کر بھی ایسا لگا ہے۔ جیسے پڑھی ہی نہیں یا جیسے اگر یہ معمولات کے کام نہ بھی کرتا قلق بھی ہوتا۔ گو الحمد للہ ڈھیل تساہل باختیار انہ کیا تو بھی فعل عدمِ فعل یکساں لگا۔ مجھے ایسا لگتا ہے وارد تجلّی، صحو، سُکر، غلبۂ حال وغیرہ کا فرق باریک بینی سے ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

ت۔ اوّل الذکر قبض و بسط ظلمانی معصیت کے ساتھ ہونے کا بیان ہے اور ثانی الذکر قبض و بسط نورانی بطاعت و ذکر کے ساتھ کا بیانِ حال ہے۔

م۔ یہ سبق تو اچھی طرح یاد ہے کہ احوال و کیفیات مطلوب نہیں۔ چونکہ دیکھنے میں یہ عنوان آتے ہیں ذہن اُدھر جاتا ہے۔

البتہ یہ سبق یاد ہے ؎

" کہ تو دردِ گم شود خیال الخ۔ گم شدن گم کُن وصال الخ "

آپ کے فیضِ کرم سے نظرِ عنایت سے توفیق ملی۔ توفیق الٰہی سے اپنا ہر لمحہ رُو بہ ترقی نظر آتا ہے فرحت و سرور ہے اطمینان ہے۔ حقوق کا خیال ہر دم معاشرتی زندگی میں ہے۔ معاملات تو گاہے گاہے پیش آتے ہیں اخلاق کے رسُوخ پر نظر جاتی ہے۔ تحمل، حلم، اخلاص پر مجالسی فرمودات کا مطالعہ تازہ روح پھونک دیتا ہے۔ قوت ہمت میں ترقی اندر ہی اندر تجسّس پھر مشاہدہ کا دوام تو بایں کیفیت مُستزاد ہے۔ کہ وہ مراقبہ تمام عبادات و شب و روز کی زندگی میں متواتر, بلا انقطاع ہے۔

پہلے اللہ حاضری وغیرہ کا مشاہدہ اور طرح سے اثر انداز تھا۔ اب قلب، بیرونِ قلب ہر حرکت و سکون و توفیقِ الٰہی نے رہنمائی فرمائی ہے کہ حقوق کی طرف خیال رہتا ہے۔ فالله الحمد دائمًا اوّلاً وّاٰخراً۔

ت۔ یہ جملہ حالاتِ محمودہ مطلوبہ منوّرہ سے دل کو خاص سرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ دوامِ استقامت سے نوازیں۔

م۔ باری تعالیٰ اس زندگی کو قلبی، روحی سکون کے ساتھ فراغت و اطمینان کے ساتھ تعمیل حکمِ الٰہی و حکم رسول و حکمِ اولی الامر کے ساتھ اپنے بڑوں کی رہبری کے مطابق چلنے پر پوری پوری توفیق کے ساتھ گذارنے اور گذر سے راضی ہو جاوے۔ اپنے بزرگوں کی دعا سے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

ت۔ بایں کیفیات و مواجید حقوق العباد ملحوظ رہنا جامعیّت، شریعت و تصوف مبارک ہو

م۔ اپنے بچوں اور گھر والوں کو نماز اور تلاوت کرنے کی تلقین کرتا رہتا ہوں۔

ت۔ یہ بھی حقوق میں سے ہے۔ ہاں زور نہ ڈالیں بلکہ بحسن تدبیر سعی ہو۔

م۔ معمولات کا پرچہ اہلیہ کے لئے تو ہے ہی۔ ابھی باضابطہ قابلِ ذکر بات پیدا نہ ہوئی۔

ت۔ دوام کی طبیعت خود قابلِ ذکر حالِ محمود ہے۔

م۔ حضورِ والا نے اہلیہ کو حضرت سید العرب والعجم فخر العلماء والتفسیر امام التصوف والحدیث والفقہ جامع الشریعت والطریقہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پر بیعت فرمایا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ یہ میری سمجھ میں نہ آیا غالبًا یہ سلوک ہوگا۔

ت۔ وقتِ بیعت اپنے شیخ کے اسمِ گرامی پر بیعت کرنا ضیاء القلوب میں ہے۔

م۔ ربِّ زدنی علمًا وفہمًا۔ تمام شد

ت۔ آمین۔

مکتوب از ترال کشمیر

م۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عالی جناب کا جواب موصول ہوا۔ واقعی ناچیز شرمندہ ہوا ہوں کہ جواب نہ ملنے پر کیسے اپنے نادانی کے سبب یہ تصور میں آیا تھا کہ سرزنش کے طور پر جواب دینا معطل ہوا ہے۔ دراصل یہ بندہ ناچیز کے گناہوں کی شامت ہوتی ہے کہ کسی خط کا جواب اِدھر اُدھر لگ کر نالائق تک نہیں پہونچتا ہے۔

انہیں گناہوں کی شامت سے بندہ کبھی کبھی اپنا سبق یعنی اپنے آپ کو کمتر جان کر دوسروں کی غلطیوں کو درگذر کرنا بھول جاتا ہوں اور دوسروں کی غلطیاں دکھائی دیتی ہیں۔ جس کی خاص وجہ شاید اپنے آپ کی غلطیوں کو بھول جانا ہے اسی وجہ سے اپنے پرائے ہورہے ہیں۔ خاص کر اپنے اہل وعیال کے لئے راہِ مستقیم کی طلب تھی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ ان کی غلطیاں روز میرے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی جارہی ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر ناچیز کو ان سے محبت کے بجائے نفرت پیدا ہوتی جارہی ہے جس وجہ سے دنیاوی نظام میں خلل ہوتا جارہا ہے۔ جو قدرے پریشانی کا باعث ہورہا ہے۔ اور لازماً خشوع کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہورہا ہے براہِ کرم دعا اور ارشادِ زرّیں سے نوازیں۔

ت۔ اول غلطی وکمزوری یہی ہے کہ اپنی کمزوری سے قطعِ نظر اور دوسروں کی کمزوریوں بلکہ غیر کمزوریوں پر نظر۔ لہذا اس سے نظر انداز ہو کر شفقت ہو۔ تو نظام وانتظام انشاء اللہ تعالیٰ درست رہے گا۔

م۔ غلطیوں پر صبر کرنا بندہ کے لئے آسان ہوتا ہے مگر غلطیوں سے راہِ راست پر لانے کی قدرے صلاحیت ہوتے ہوئے بھی ہمّت مفقود یا دماغی کمزوری حائل ہے

ت۔ اس کے علاوہ مخاطب میں قلّتِ صلاحیت اور متکلّم کے تکلّم میں قلّتِ حکمت، اِدھر عدمِ تحمّل اُدھر عدمِ تأمّل۔

م۔ جس وجہ سے نالائق سے سُدھار یا ہمدردی کا کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے۔ خیال،

خیال تک ہی محدود رہ کر پشتا وا - اور مُردہ دلی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہے البتہ چار ماہ قبل جلال آباد میں عالی جناب کے صحبت میں چند ایّام رہ کر بہت حد تک ہمّت بندھ اور بڑھ گئی تھی۔ لیکن عملی دنیا میں یہاں قدم رکھ کر کچھ بے دلی سی پیدا ہو رہی ہے - از راہِ کرم دعا، اور ارشادات کریمانہ سے نوازیں۔

ت- اوپر اور پیچھے لکھ دیا - اللہ تعالیٰ دین کی فہم سے نوازیں - تجربہ اچھا ہو۔

م- زیادہ حدّ آداب براہِ نوازش اپنے ذاتِ پر نور کی صحّت کے بارے میں مفصّل حالات سے آگاہ فرما کر ممنونِ احسان فرمادیں۔

ت- بفضلہٖ تعالیٰ طبیعت اچھی ہے۔

م- جناب کا نالائق اور ناچیز شاگرد۔

فائدہ - مرسل مکتوب ہٰذا کی عمر تقریباً ۷۵ سال ہے۔

"تاریخ جواب ۱۰ رجب ۱۴۰۷ھ چہار شنبہ"

مکتوب از سرینگر کشمیر

۲۲ رجب ۱۴۰۷ھ

م- عرض یہ ہے کہ احقر نے اس بار حضرتِ والا کی خدمتِ عالی میں رہ کر ایک عجیب قسم کا تغیّر پایا - ایسا محسوس ہوا کہ حضرتِ والا نے احقر کی طرف خصوصی توجہ فرمائی الحمد للہ اس وقت حال یہ ہے کہ خلق کی طرف دھیان کم رہتا ہے - اور اپنے آپ

کو عام آدمی کی طرح سمجھتا ہوں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

ت۔ الحمدللہ تعالیٰ مقصدِ سلوک بمعنیٰ فنا کا حصول ہوا خدا کرے اس میں فنا کا بھی فنا ہو۔

م۔ جبکہ پہلے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ مجھے دوسروں سے امتیاز حاصل ہے کہ میں سالک ہوں نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم پڑھنے پر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ عنہ کی طرف خیال جاتا ہے کہ ایسی ہی راہ۔ کیونکہ ان سے طبعی اُنس ہے اور ان کے متعلق پڑھنے یا سُننے سے کافی لذت و رقّت ہوتی ہے اور ان کے دیدار کی بھی آرزو رہتی ہے۔ یہ سب کیسا ہے؟

ت۔ یہ مصداق صراط الذین انعمت علیہم کے مصداق میں سے ہے۔

م۔ اس کمترین کو ایسا لگتا ہے کہ جبتک اللہ کا دیدار نہ ہو گا تب تک کسی چیز سے اطمینان نہیں آئیگا۔

ت۔ اطمینانِ عقلی و طبعی فطری کا محل تو جنت ہے۔

م۔ گو دیدار کو دنیا میں محال سمجھتا ہوں لیکن پھر بھی طبعاً رجاء کا غلبہ رہتا ہے۔

ت۔ بغلبہ ذکرِ لسانی و قلبی اس عالم میں بھی اطمینان کا حصول بفضلہ تعالیٰ اس طرح ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

م۔ اپنے عمل کو دیکھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے بھی کتراتا ہوں۔

ت۔ یہ مشابہت ہے حضرت صدّیق اکبر رضی اللّٰہ عنہٗ سے شکراً للہ ہے۔

م۔ دل ہر وقت چاہتا ہے کہ کسی طرح سے موقع ملے کہ جلد از جلد پھر جلالآباد جاسکوں۔

کیونکہ میرے لئے جو وہاں ہے وہ کہیں اور نہیں۔

ت۔ یہ ہے کہ وحدتِ مطلب کا حالی تاثر جو کہ مقدمہ ہے فنائی الرسول اور فنائی اللہ کا مبارک۔

تمام شد

مکتوب از کشمیر

۱۴ر شعبان ۱۴۰۷ھ

م۔ الحمدللہ معمولاتِ مجوّزہ حسبِ توفیقِ خداوندی ادا ہو جاتے ہیں علاوہ اس کے دوسرے معمولات بھی نظام الاوقات کے تحت پورے کر لیتا ہوں۔ الحمدللہ سارے کام اپنے اپنے موقع و محل میں انجام پا رہے ہیں اسی میں سہولت بھی ہے اور فراغت بھی حاصل ہے فارغ اوقات رجوع الی اللہ کی کیفیت سے معمور رکھا کرتا ہوں۔

ہر وقت فکرِ آخرت ہی دامن گیر رہتی ہے کہ اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی بے فکری نہیں اور اس تصوّر سے بھی کہ طویل سفر، توشہ کی قلت، ضعفِ یقین۔ اور پُل صراط سے دوزخ میں گزرنے کا ڈر وغیرہ نے اپنی کمر کو توڑ کر چور چور کر کے رکھ دیا ہے۔

جو حکم میرے آقا کا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔

ت۔ غیر مادّی، روحانی توشہ بقوتِ اعمالِ روحانی، سفرِ شریعت، صراطِ مستقیم کے لئے باستقامت مدام و بسہولتِ نقد حاصل بفضلہٖ تعالیٰ اور پل صراط صورتِ مثالیہ ہے شریعت کی لہٰذا چلتا رہنا بسہولت بفضلہٖ تعالیٰ بر فتارِ برق بس منزل جنّت۔

"تمام شد"

مکتوب از نلگنڈا - اے، پی

م۔ الحمدللہ تعالیٰ بندہ صحت وعافیت کے ساتھ ہے اور دینی وعلمی خدمت میں مصروف ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور حضرت والا کی نسبت کا صدقہ ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ دل کو خاص سرور ہوا۔ شغل بعلم دین اگر بقناعت بنفور حرص وطمع بغض بصر براقبۂ احسان ہو تو اس سے اعلیٰ وارفع کوئی شغل نہیں۔

م۔ الحمدللہ تعالیٰ شب وروز اپنے فرائض دینی وعلمی اور دنیوی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ اپنے معمولات کو پابندی کے ساتھ ادا کر رہا ہوں۔

الحمدللہ تعالیٰ یہ بات ہر آن ہر گھڑی اپنے اندر پاتا ہوں کہ مجھ کو یہ دنیا چھوڑنا ہے آخرت کی طرف جانا ہے معلوم نہیں کب بلاوا آجائے لہذا مجھ کو ایسے کام انجام دینا چاہئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں اور گناہوں سے اجتناب کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب نہ ہو۔ بس دو چیزوں کی لذت محسوس کرتا ہوں اور خصوصیت سے انھیں دو چیزوں کا اہتمام کرنے کا جی چاہتا ہے۔

۱۔ ایک تو خصوصیت سے رات کی عبادت۔

۲۔ دوسرے قرآن کی تلاوت" اور ہمیشہ یہی دعا کرتا ہوں کہ اے خدا رات میں عبادت اور قرآن پاک کی تلاوت نصیب فرما (آمین)

بہت پہلے غالبًا ایک سال قبل ایک عریضہ خدمت اقدس میں پیش کیا تھا اور اس

میں اپنی یہ کیفیت لکھی تھی کہ ان دنوں خاموشی وسکوت کا غلبہ ہے کچھ کہنے یا بیان کرنے سے بہتر کسی سے سننے کو جی چاہتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی مسئلہ دریافت کرے تو جواب دینے کے بجائے کتاب کا حوالہ دینے کو ترجیح دیتا ہوں ۔ اپنی بے بضاعتی وکم مائیگی کی حقیقت سامنے ہے اور سراسر نافرمانی اور گناہوں کا احساس بھی الحمدللہ اس کا جواب اس ماہ میں پایا ۔

حضرتِ والا کا ارشادِ گرامی ہوا تھا کہ جب دل بولنے کو چاہنے لگے اور طبیعت اس طرف چلنے لگے تو مطلع کریں الحمدللہ اس عرصہ میں بتدریج تبدیلی ہوئی ۔ کہ وہ کیفیت جاتی رہی ۔ خاموشی وسکوت سے زیادہ اور وقت پر ضرورت پر خوب جی کھول کر شرح وبسط کے ساتھ بیان کرنیکا تقاضہ ازخود اپنے اندر پاتا ہوں اور بیان کرتا بھی ہوں ۔ ایسے مضمون کو بار بار بیان کرنے اور اس کو خوب مدلل ومبسوط کرنے کو جی چاہتا ہے جس کی مجھ کو سخت ضرورت ہے ۔ یعنی جو کمی اور برائی میں اپنے اندر پاتا ہوں وہی مضمون اختیار کرتا ہوں تاکہ میری اصلاح ہوجائے ۔

حضرتِ والا سے گذارش کرتا ہوں کہ مجھ بے ڈھنگے اور جاہلِ مطلق پر نظرِ کرم فرمادیں اور میری اصلاح فرمادیں ۔ فقط ۔

ت ۔ یہ حالِ محمود و رفیع بحبِّ خلوت ، بحبتِ سکوت ، بضرورت حال منبسط بکلام بسط بہ نظرِ اصلاح حال خود ۔ اور بلحاظِ حق مؤمنین ۔ مصداق فرمان رسول اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

قال ومن یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا۔ فلیصمت۔ مبارک صد مبارک۔

اللہ تعالیٰ خیر و برکات اور بدام بحلم و تواضع استقامت سے نوازیں۔

والسلام ۱۰/۳ ۱۴۰۷ھ

مکتوب بنام سیف الدین بنگلہ دیشی متعلم دارالعلوم دیوبند۔ از حضرت والا "محمد مسیح اللہ"

مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے خیریت معلوم ہوکر مسرّت ہوئی۔

اپنی باطنی اصلاح کے لئے سہل طریقہ یہ ہے۔ کہ واقعی جو حالت اصلاح سے متعلق ہو مصلح کو اس کی اطلاع دیتے رہنا اس پر جو تعلیم ہو اس کا اتباع ہوتا رہنا۔ باعتماد کامل و اعتقاد جازم یہ اصلاح کا بالکل سہل طریق ہے۔

ماشاء اللہ آپ کی طلب سے دل خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت سے نوازیں۔ آمین۔

والسلام

مکتوب از جھنجھانہ، ضلع مظفر نگر

۴؍محرم ۱۴۰۷ھ

م۔ جناب معظم و محترم شیخ صاحب السلام علیکم

ت۔ مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ الحمد للہ بخیر ہوں آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔

ت۔ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے۔

م۔ کچھ دن پہلے میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا۔ اور میرے دل میں یہ خیال تھا کہ فجر کی نماز اکثر قضاء ہو جاتی ہے مگر بفضلہٖ تعالیٰ آپ اپنی مجلس میں خود ہی فرمارہے تھے کہ نماز فجر میں اکثر مسلمان سوتے رہتے ہیں پھر مجھے کہنے کی کیا ضرورت باقی رہی تھی۔ خیر اب ماشاء اللہ نماز فجر جماعت سے ملنے لگی ہے۔

ت۔ یہ توفیق وسعادت منجانب اللہ تعالیٰ مبارک ہو۔ آپ کی سلامتِ فہم سے دل خوش ہوا۔

م۔ مزید دعا فرمائیں کہ یہ حالت قائم رہے میں یہ خط آپ سے تعلق قائم رکھنے کی نیت سے لکھ رہا ہوں۔ دل چاہتا تھا کہ خط لکھ دوں مگر کیا کروں میرے پاس کوئی مضمون نہیں جو لکھ دوں کچھ ٹوٹا پھوٹا لکھ رہا ہوں۔ اس میں جو غلطی ہو معاف فرمائیں۔

ت۔ ماشاء اللہ خوب اچھا لکھا ہے۔ آں مکرم کو اللہ تعالیٰ استقامت دین سے نوازیں۔

م۔ آپ کی دعاؤں کی برکات سے مجھے بہت فائدہ محسوس ہوا ہے قلب کو اطمینان محسوس ہوا ہے۔ اپنے نفس پر بھی کچھ حد تک قابو ہو جاتا ہے۔ نماز و ذکر میں بھی حلاوت معلوم ہوتی ہے پہلے جو باتیں اچھی معلوم ہوتی تھی وہ صرف دماغ تک محدود ہوتی تھی اب دل میں اترتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ت۔ یہ احکام کی عظمت بجیثیتِ حالاتِ محمودہ مبارک ہوں۔

م۔ اور اپنی حقیقت یوں کھلتی ہوئی نظر آتی ہے کہ میں نے بہت برا کیا کہ اب تک سوتا رہا کاش میرا تعلق آپ سے پہلے ہوتا میری اصلاح کچھ تو ہو ہی جاتی۔

ت۔ یہ تلافئ مافات کا احساس ایک نعمتِ الٰہی ہے لہٰذا اس کا اثر بہ ہمتِ استقلال و استقامت ہو۔

م۔ ۱۰ محرم ۱۴۰۷ھ میں گیارہ بجے مجھے آپ کی زیارت خواب میں ہوئی جیسے آپ آرام فرما رہے ہیں۔ اور میں آپ کو پنکھا کر رہا ہوں۔ آپ اٹھے۔ اور میں بھی کسی کام سے ذرا تھوڑی دُور چلا گیا آپ اپنے بستر سے ایک پرندہ کی شکل میں اڑ کر اس جگہ پہونچے جہاں ایک صاحب کچھ کھانے پینے کا سامان لئے ہوئے تھے پلٹ کر جو دیکھا تو آپ اپنی ہی شکل میں واپس آ رہے ہیں۔ اور نیز زرد رنگ کی طشتری میں کچھ لے رہے ہیں اور شاید یوں فرما رہے ہیں کہ یہ لو۔ میں ذرا آپ کی طرف تیز چلا۔ اور دل میں شرمندہ ہوتا ہوا۔ آپ کی طرف چلا کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں۔ اسی وقت مجھے کسی نے جگا دیا۔ میں

افسوس کرتا ہوا۔ اٹھا کہ حضرت مجھے جو دے رہے تھے میں لے نہ سکا۔ اس خواب کی کوئی تعبیر ہو سکتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو لکھ دیں۔

فقط والسلام از جھنجھانہ

ت۔ کیسے ہی خواب ہوں خوابوں کی طرف التفات ہی کیوں۔ ماشاءاللہ حالات مبارک و محمود ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدام ایمان کی حلاوت سے نوازیں۔

مکتوب از یکے متعلم دار العلوم دیوبند ۲۴ محرم ۱۴۰۷ھ

م۔ میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو دل میں یہ آتا ہے کہ مجھے خدا نے پیدا فرمایا ہے اس طرح جملہ احسانات کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے یہ خیال دل سے جدا نہیں ہوتا۔ تو وسوسے پیدا ہوتے ہیں کہ مجھے خدا نے پیدا کیا۔ نعوذ باللہ خدا کو کس نے پیدا کیا اس لئے دفعیۂ خیالِ فاسد کی کیا صورت ہوگی۔

ت۔ یہ خیال تو تسلسل ہے اور تسلسل محال ہے لہٰذا اس کا صحیح طریق علاج اس سے بے التفاتی ہے۔ بلکہ جملہ عقائد میں بے التفاتی ہو۔

انتباہ - اور سورۂ اخلاص کا مراقبہ اس کا بہترین علاج ہے۔ اس میں حق تعالیٰ کی پانچ صفات ہیں۔ جو کہ تمام مذاہب باطلہ کے عقائد باطلہ کا جواب ہے تفصیل کے لئے تفسیر عزیزی ملاحظہ ہو۔

م۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بہت شوق ہے چنانچہ ایک روز خواب میں حرم شریف دیکھا اور اپنے کو بھی دیکھا کہ میں صحن حرم میں موجود ہوں اور ایک شخص جو کہ سراپا حسن وجمال کے پیکر میں تشریف لارہے ہیں۔ مگر کچھ فرمایا نہیں آخر یہ کچھ نہ فرمانے کی کیا وجہ ہے۔

ت۔ بتقاضائے قلب اتباع سنت کا شوق ہو۔

م۔ نمازوں کا بہت شوق ہے مگر بعض ایّام ایسے گذرتے ہیں کہ حضورِ قلبی کے ساتھ شرفِ فضیلتِ نماز حاصل ہوتا ہے اور دل بھی سکون سے رہتا ہے۔ اور بعض ایام میں نہ تو دل حاضر رہتا ہے اور تسکینِ دل بھی نہیں رہتی۔ حضورِ قلبی نماز میں کیسے حاصل ہوگی۔

ت۔ خضوع۔ یعنی آدابِ فقہ کا اہتمام اور خشوع یعنی آدابِ احسان کا التزام۔

م۔ تحلیلِ قرآن شریف وجلالین شریف میں کونسی تفسیر رہنمائی کرنے والی ہے۔ میں معارف القرآن دیکھتا ہوں چند روز ہوئے میں خواب میں دیکھا کہ حکیم الامت مجدّد الملّۃ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارکہ ہورہی ہے۔ احقر دو زانو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا ہے۔ آپ معارف القرآن سب کو سنا رہے ہیں۔ اور کچھ نصائح فرمارہے ہیں۔

ت۔ جی ہاں! معارف القرآن، تسہیل تفسیر بیان القرآن ہے۔

م۔ آپ کی دعاؤں کے طفیل تعلیم بہت عمدہ ہورہی ہے دعاؤں کی ضرورت ہے۔

کہ خداوند قدوس قرآن سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ت۔ ثم آمین۔

م۔ اور تمام حاجات۔ علم نافع عمل صالح عطا فرمائیں۔ فقط والسلام

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ خیر مراد بخیر عطا فرمائیں۔ ختم شد

مکتوب از بدرالحسن صاحب (بہار)

م۔ سیدی و ملجائی پیارے ابّاجی! مدظلہٗ العالی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ت۔ مکرم بندہ زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ امسال خانقاہ میں حاضری کے موقع پر جو حضور والا کی عنایات اور توجہات اور مربیانہ و مشفقانہ سلوک رہا اس کے گہرے نقوش آج بھی قلب پر ہیں اور تا دمِ حیات رہیں گے۔ انشاءاللہ۔

ت۔ یہ آں مکرم بدر صلاح تام کا تاثر حَسَن ہے بتوفیقہٖ تعالیٰ نہ کہ احقر کی نام کی اصلاح کا

فائدہ۔ مرسل مکتوب ہذا کا نام بدرالحسن ہے حضرت مسیح الامتؒ نے اپنے تحقیقی جواب میں موصوف کا پورا نام بدر، حسن جمع کر دیا اس طرح حضرت کے جواب میں بلاغت کی رُو سے صنعتِ بدیع پیدا ہو گئی۔ احقر جامع۔

م۔ الحمدللہ پیارے اباجی! حضورِ والا کی توجہات کی برکتوں سے اس کمترین کا حال یہ ہے کہ ذکر سے ایک انسیت بلکہ شغف ہو گیا ہے۔ حال یہ ہے کہ ذکر کے وقت اللہ ربّ العزّت کی محبت سے دل لبریز نظر آتا ہے اور ہر لفظِ ذکر کے ساتھ عجیب و غریب محبت معلوم ہوتی ہے چونکہ عام طور پر دو مجلسوں میں ذکر کرتا ہے ایک مجلس میں تھکن محسوس ہونے کی وجہ سے دو مجلس میں جہر مع الضّرب کرتا ہے۔ جہر اور ضرب میں ایک خاص تاثیر محسوس کرتا ہے۔ جو بلا ضرب سرّاً میں نہیں پاتا۔

ت۔ لیکن معتدل ضرب ہو ذکر میں جہرِ مفرط نقصان دہ ہے۔

م۔ ناچیز کو اس بات کا کامل یقین ہے کہ انشاءاللہ صرف حضورِ والا کی توجہات کی برکتوں سے محبتِ خداوندی رگ رگ میں سرایت کر جائے گی اور جب اس دارِ فانی سے کوچ کا وقت آئے گا تو یہ کمترین لقاءِ ربّ العزّت کے لئے بے چین ہوگا اور رُوح ان کی یاد میں اور ان کی زیارت کے لئے بے چین ہوگی۔

سیدی پیارے ابّاجی! خانقاہ میں سال میں صرف چند ایّام ناچیز کو رہنے کا موقع ملتا ہے۔ اور الحمدللہ پوری پابندی کے ساتھ مجلسِ مبارکہ میں حاضر ہوتا ہے حضورِ والا کے عارفانہ کلام محققانہ، مدقّقانہ مبرہانہ انمول جواہر پاروں کو سنتا ہے اور انکو دل میں جمالیتا ہے اور صفحۂ قرطاس پر بھی قلم بند کر لیتا ہے۔ کبھی کبھی اجتماعات میں کچھ دینی باتوں کے کہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ موقع و محل سے حضورِ والا کے ارشادات جو وہ بے مثال جواہر پاروں کو نقل کرتا ہے تو عجیب و غریب متکلم و سامعین پر کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ت۔ کیوں نہ ہو اس لئے کہ بدرِ تمام کا اثر تو ضیا رپاشی ہی ہے۔

م۔ یہ صرف کیوں! بس حضور والا کی برکتیں ہوتی ہیں ورنہ کہاں دینی اجتماعات اور کہاں یہ سیہ کار اے کاش زیادہ سے زیادہ موقع ملتا مجلس میں حاضری کا الٰہی! پیارے اباجی کے پیارے سائے کو ہمارے سروں پر قائم دائم رکھ تاکہ ہم سب (اُمّتِ مرحومہ) زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہوسکے آمین ثم آمین۔

ت۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک خوب مبارک فرمائیں۔

م۔ چھوٹے بھائی والدین صاحبان وخالہ صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ اور دونوں بیبیاں خدمت میں سلام عرض کررہی ہیں۔ اور دعا کی درخواست کررہی ہیں یہ سبھی حضورِ والا کے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہیں۔

ت۔ بندہ کا بھی سب کو سلام عرض ہے اللہ تعالیٰ امن وعافیت سے نوازیں۔

م۔ دوسرے سال بستی میں اچانک آگ لگ گئی جس کی وجہ سے کمترین کا بھی نقصان ہوا

ت۔ یہ نقصان! رفعِ نقص کے لئے جِلا ہونے کے لئے۔

م۔ اور چند روز قبل والد صاحب مکان بنوانا شروع فرمادیئے ہیں دعا فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ بسہولت عمدہ تعمیر کے ساتھ تکمیل کو پہونچائیں۔

م۔ پیارے اباجی! یہ کمترین زیادہ توجہات کا محتاج ہے دعا فرما دیجئے کہ رب العزّت محض اپنے فضل سے راضی ہوجائیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرمائیں۔ اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائیں۔

ت۔ اللہ تعالیٰ یہ سب نیک تمنائیں بخیر پوری فرمائیں۔

م۔ الحمدللہ ناچیز کو تہجد کی نماز کی بھی توفیق ہو جاتی ہے ویسے تو پورا قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ نیز صفاتِ خدا کی آیات موتی کی طرح بکھرے ہوئے ہیں مگر بندہ حافظ نہیں۔ تہجد کا اصل لطف جب حافظ ہو تب ہے۔

بسا اوقات تہجد میں آیت الکرسی سورۂ اخلاص اور ھواللہ الذی تا العزیز اور سورۂ ملک اس ناچیز کا بعض سورتوں کو مخصوص پڑھنا مناسب ہے یا نہیں۔ امید کہ روشنی ڈالنے کی زحمت فرمائی جائے گی۔

ت۔ انفع اور انور ہے۔ گاہے دوسری سورتیں بھی تاکہ اور جمعیتِ خاطر رجوع الی اللہ بالذّ ہو۔ ماشاءاللہ آپ کے حالاتِ محمودہ و مطلوبہ سے خاص سرور ہوا۔ مبارک ہو۔ اللّٰھم زد فزد۔ فقط والسلام

۳ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

از طرف وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

محترمی و مکرّمی جناب مولانا محمد مسیح اللہ صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہندوستانی مسلمان علوم جدید خصوصاً سائنسی علوم میں بہ مقابلہ دوسری قوموں کے کافی پیچھے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس سفر میں یہ گردِ کارواں بھی نہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ ملّت جس نے لگ بھگ ساڑھے تین سو سال تک دنیائے علم و دانش کی امامت کی ہو اور جس نے جابر ابن حیّان، خوارزمی، رازی ابوالوفا، البیرونی، بوعلی سینا، اور ابوالھیثم جیسے اپنے دور کے علوم جدیدہ کے ماہرین پیدا کئے۔ آج یہ قوم مقتدیوں کی صف میں بھی نہیں۔ ایسا کیوں ہوا۔ مسلمان یہ کیوں بھول بیٹھے کہ خدا کی کتاب کا علم علم دین ہے۔ تو خدا کی کائنات کا علم سائنس ہے ؟ تاریخی اتار چڑھاؤ کا یہ ایک ایسا معمّہ ہے جس کا حل پالینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، حالات کا تقاضہ ہے کہ معمّہ میں الجھ کر وقت نہ برباد کیا جائے بلکہ ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے سائنسی علوم کی بابت ہندوستانی مسلمانوں کا جمود جلد از جلد ٹوٹ جائے۔

یہ بات اب کھل کر سامنے آچکی ہے کہ نت نئے سائنسی انکشافات کے بطن سے پیدا ہونے والے معاشی، تعلیمی، سماجی، انقلاب کے اس دور میں صرف وہی گروہ

عالمی برادری میں ایک باعزّت مقام کا خواب دیکھ سکتا ہے جو سائنسی علوم سے آراستہ ہو۔ اور جسے ٹکنالوجی پر عبور حاصل ہو۔ اس کے علاوہ (ترجمہ: الحکمۃ ضالۃ المؤمن۔ حکمت مومن کی متاعِ گم شدہ ہے) کے انقلاب آفریں قول کی روشنی میں دنیائے علم و دانش میں منصبِ امامت کی باز یابی ہم پر واجبات میں سے ہے۔

یہ جان کر آپ کو یقیناً خوشی ہوگی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں گذشتہ سال مرکز فروغ سائنس (سینٹر فار پروموشن آف سائنس) کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد ہندوستانی مسلمانوں میں سائنسی تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ مرکز مسلمانوں کو سائنسی علوم کی اہمیّت کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ سائنسی مضامین میں کچھ تربیتی پروگرام کا انتظام بھی کرے گا۔

گو یہ ایک نوعیّت کے اعتبار سے یہ ایک مشکل کام ہے پھر بھی ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل رہا انشاءاللہ اس کام کو بخوبی انجام دیا جاسکے گا۔

اس خط کے ساتھ ہم آپ کی خدمت میں ایک سوالنامہ بھیج رہے ہیں جس کے ذریعے ہم آپ کی درسگاہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ سائنس کی تعلیم کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس سوالنامہ کو اپنی اولین فرصت میں پُر کر کے منسلکہ لفافہ میں واپس بھیج دیں گے ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے اس پروگرام کے بارے میں اپنا قیمتی مشورہ سے ہمیں نوازیں گے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہو گا۔

نیاز کیش ۔ "سیّد حامد"

۱۹۸۷ء مطابق ۱۴۰۷ھ

جواب"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرّم و محترم جناب وائس چانسلر صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ دام اقبالہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج گرامی!

آنجناب کی جانب سے مرکز فروغ سائنس سے متعلق سوالنامہ موصول ہوا جواباً عرض ہے کہ جس طرح معاشیات، اقتصادیات، وعمرانیات، وتمدنیات وغیرہ کے بہت سے علوم وفنون انسانیت کے خادم ہیں۔ اور آج کے اس دور میں کاروانِ حیاتِ انسانی ان کے بغیر نہیں چل سکتا، اسی طرح فن سائنس بھی ہے۔ خادمِ انسانیت ہونے کی حیثیت سے اس فن کو بھی حاصل کیا جائے اور اس سے انسانیت کی فلاح وبہبود۔ راحت وآسائش کا کام لیا جائے شرعاً بالکل اجازت ہے۔

ہاں البتہ اگر سائنس کے ذریعہ انسانیت کی ہلاکت کے سامان پیدا کئے جائیں یا سائنسی ترقی کے بل بوتے پر ہر طاقتور، دوسرے کمزور پر ظلم کرے اور اس کے حقوق کو پامال کرے تو شریعت سائنس کے ہر غلط استعمال کو ہرگز جائز نہ رکھے گی اس لئے سائنس ترقیات کی جانب توجہ مبذول کرنے سے پہلے ایسے افراد کا تیار کرنا ضروری ہے کہ جو ایمان وعمل صالح کی دولت لازوال سے مالا مال ہوں اور خوفِ خداوندی ان پر ہر آن اور ہر لمحہ ان پر طاری ہو تاکہ وہ خدا ترس ہو کر رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بن کر تمام عالم انسانیت کے لئے بجائے نقصان رساں ہونے کے راحت رساں ہوں جیسا کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سالہ مکّی زندگی میں حضرات صحابہ کرامؓ کو بنایا تھا۔ اور ایسے افراد کی تیاری کا مرکز یہ دینی درسگاہیں ہیں جن کو مدارس عربیہ کہا جاتا ہے ان دینی درسگاہوں میں داخل ہو کر جب با خلاص نیّت طلب صادق کے ساتھ علوم دینیّہ کو حاصل کیا جاتا ہے تو ضرور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ پ۲۲۔ رکوع ۱۵۔ یا تربیت گاہ باطنی جس کو خانقاہ کہا جاتا ہے اس میں اخلاص اور طلب کے ساتھ قیام ہو۔ جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پ۱۱۔ رکوع ۱۴۔ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ رہو۔ بیان القرآن۔

الحاصل جب اہل سائنس ان مذکورہ اوصاف سے متصّف ہوں گے تو وہ عالم انسانیت کے لئے سراسر راحت رساں ہوں گے نہ کہ ضرر رساں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔

(۲)

"پس تقسیم کار کے مسلّم اصول کے مطابق مدارس دینیّہ کا موضوع افراد سازی ہے۔ نہ کہ صرف سامان سازی۔ یہ علمی ادارے دینِ اسلام کے ان علوم کی بقاء و تحفّظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں جس دین کے لئے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام کا پ۳ رکوع ۱۰۔ اعلان خداوندی ہے۔ نیز ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا پ۶۔ رکوع۵

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ نَحْنُ قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ۔

پس ان مدارس دینیہ کے لئے ضروری ہے کہ یہ اپنے موضوع سے نہ ہٹیں۔ اور دین کی جو خدمت انجام دے رہے ہیں۔ یک سوئی کے ساتھ اس میں مشغول و منہمک رہیں کیونکہ بیک وقت عادۃً یہ ناممکن ہے کہ ایک طالب علم دین کا بھی پوری طرح علم حاصل کرے اور سائنس میں بھی کمال حاصل کرے۔ پس دونوں قسم کے علوم و فنون کو جمع کرنا "طلبُ الکُلّ فوتُ الکُلّ" کا مصداق ہو جائے گا۔

(۳)

البتہ جو مسلم طلباء عصری علوم کی درسگاہوں میں تعلیم پاتے ہیں ان کو مخصوص طور پر سائنسی علوم میں مہارت حاصل کرائی جائے۔ اور وہ بھی آج کے دور میں نئی نئی ایجادات کے موجد بنیں۔ اس کے لئے "مرکز فروغ سائنس کا قیام ایک مستحسن اقدام ہے"

(۴)

تقسیم کار کا اصول ہر جگہ کار فرما ہے۔ چنانچہ اگر کسی مرکزی دینی درسگاہ میں "مرکز فروغ علم دین" قائم کیا جائے اور عصری علوم کے پڑھنے والے اُن طلباء کو جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں یہ دعوت دی جائے کہ وہ اس مرکز میں آکر علوم دینیہ فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں کمال حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ان علوم کو اپنے اپنے مقامات پر عصری علوم کی درسگاہوں میں جا کر جاری کریں تو عملاً اس کے لئے آپ حضرات

بھی تیار نہ ہوں گے جیسا کہ اب تک کے عمل سے ظاہر ہے۔

اس لئے عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلبا، اگر فراغت کے بعد "مرکز فروغ سائنس" میں داخل ہوکر سائنس کا علم حاصل کرتے ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ تو تسلیم ہے کہ ماحول (سوسائیٹی) کا اثر ایک طبعی امر ہے دوسرے یہ بھی تسلیم ہے کہ تابع پر متبوع کا اثر ہوتا ہے۔

پس جب یہ عربی طلبا، جن پر پہلے دینی ماحول کا اثر تھا دوسرے ماحول میں داخل ہوکر ان پر اس ماحول کا اثر غالب ہوجائے گا۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ چنانچہ بعض وہ طلبا، جو طبّیہ کالجوں میں داخل ہوجاتے ہیں وہ وہاں کے ماحول سے متأثر ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی وضع قطع بدل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ نمازمیں بھی تساہل و تغافل آجاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جو انگریزی طلبا، تبلیغی جماعت میں آجاتے ہیں یا مدارس عربیہّ دینیہ میں داخل ہوجاتے ہیں وہ دینی ماحول سے متأثر ہوکر دیندار بن جاتے ہیں۔ لہٰذا عربی طلبا، کا داخلہ سائنس میں خلافِ موضوع ہے اور انگریزی طلبا، کا داخلہ موافقِ وضع اسلامی ہے۔

(۵)

یہ خیال کہ مسلمانوں کو دنیاوی امامت کا منصب محض مادّی ترقیات کی بنا پر ملا تھا۔ اور آج بھی وہ باعزّت مقام اسی مادّی ترقی کے ساتھ مل سکتا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ ہر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ پختہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کی دین اور دنیا کی فلاح و ترقی اور دنیا کی امامت کا منصب ملنا ایمان اور عمل صالح

بطاعتِ کاملہ باحکامِ ظاہرہ و باطنہ پر موقوف ہے نہ کہ محض مادّی ترقیات پر چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ - پ۴ ع۴

دوسری جگہ فرمایا - اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الخ۔

اِسی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نحن قوم اعزّنا اللّٰہ بالاسلام کے ایمان افروز جملے میں ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرامؓ کو جو فتح و نصرت سربلندی و امامت اہلِ مکہ اور روم اور فارس والوں پر ملی وہ مادّی سازوسامان کی بنا پر نہیں ملی جیساکہ روایات سے ثابت ہے۔ چونکہ مادی سازوسامان کے اعتبار سے تو مسلمان ان لوگوں سے بہت پیچھے تھے بلکہ یہ تمام فتح و نصرت وعدۂ خداوندی کے مطابق ایمان اور عمل صالح کی برکت سے حاصل ہوئی - اور آج بھی یہ قانونِ خداوندی اپنی جگہ اٹل ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اٹل رہے گا۔

چنانچہ جب مسلمانوں میں ایمان اور عمل صالح کی مایہ کمزور ہوگئی تو دین کی برکت سے جو دنیا ملی تھی وہ بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔ جیساکہ سمرقند و بخارا و خوارزم اور اندلس، اسپین اور خود ہندوستان کی تاریخ اس کی شاہد ہے۔

(۶)

اور ایک مسلمان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کوئی قوم یا ملک خدانخواستہ اگر ایمان اور عمل صالح کی مایہ سے تہی دست ہے تو دنیا میں خواہ وہ کتنی ہی مادّی ترقیات حاصل کرے اور تمام دنیا والے مادّی ترقیات میں اسے اپنا امام بھی تسلیم کرلیں تب بھی وہ

انجام کار خائب و خاسر ہے چنانچہ نمرودی، شدّادی، فرعونی، قارونی، طاغوتی طاقتوں کا انجام کسی پر مخفی نہیں۔ قرآن پاک جس کی خود شہادت دے رہا ہے اور ان کیلئے خسر الدنیا والآخرۃ کا ببانگِ دہل اعلان کر رہا ہے۔

(۷)

بخلاف اس قوم یا ملک کے جو اپنے فطری ماحول کی وجہ سے مادّی ترقیّات کے اعتبار سے پس ماندہ شمار کئے جاتے ہیں مگر ایمان اور عمل صالح کی دولتِ لازوال ان کو حاصل ہے تو بے شک وہ مفلحین ہیں اور دنیوی فوز و فلاح بھی ان کے لئے نقدِ حال ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی اس پر شاھد ہے۔ اور انھیں کے لئے استخلاف فی الارض کا وعدۂ خداوندی ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ پ۱۸ رکوع ۱۳۔

(۸)

پس جب یہ مسلّم ہے کہ حیاتِ انسانی کا اصل مقصود اپنے خالق و مالک ربّ العالمین کی عبادت و طاعتِ کاملہ ہے چنانچہ ہر ایک شعبۂ زندگی میں خواہ وہ معاملات ہوں یا معاشرات ہوں اخلاقیات ہوں۔ خواہ سیاسیات ہوں یا تمدّنیات۔ ان سب میں احکامِ خداوندی کی پابندی لازم ہے اور اسی کو وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ پ۲۷ رکوع ۳۔ میں صراحۃً ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کی جائے۔ اس کا صحیح طریقہ کیا ہے تو یہ دین کے صحیح صحیح علم پر موقوف ہے اور علمِ دین پوری طرح

مدارس عربیہ دینیہ میں حاصل ہوتا ہے۔ پس مدارس عربیہ دینیہ کے لئے تو یہی لازم کہ وہ اپنے موضوع کے اعتبار سے علومِ دینیہ کی تعلیم و تدریس میں مشغول و منہمک رہیں تاکہ علم دین کا یہ سلسلہ جاری رہے جس پر تمام دین کی بقاء ہے۔

البتہ سائنس پڑھنے والے طلبہ کے لئے یہ خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ جب وہ اپنے فن میں مہارت حاصل کر چکیں تو علم دین حاصل کرنے کے لئے مدارس عربیہ دینیہ کی جانب رجوع کریں تاکہ دین اور دنیا دونوں کے اعتبار سے ان کو سرخ روئی حاصل ہو۔ اور اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا سچا مصداق بن کر سعادتِ دارین کے ساتھ فائز المرام ہوں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(۹)

ان تمام گذارشات کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ استعمالِ مادّیات سے انکار نہیں اور کیوں کر انکار ہو سکتا ہے؟ جبکہ جمعِ مادّیات کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّکُمْ پ۱۰۔ رکوع ۳۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ خُذُوْا حِذْرَکُمْ الآیۃ۔ پ۵ رکوع ۸ یہ بطور کلّی ہے اور ارشاد فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا۔ پ۴۔ رکوع ۱۱۔ پس جس زمانہ میں جن مادّی آلات کی ضرورت ہوگی ان کو حاصل کرنا ضروری بلکہ لازمِ زندگی ہوگا بحکم وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ۔ اور آج کے دور میں آلاتِ جدیدہ کا علم سائنس کے حصول پر ہی موقوف ہے پس سائنس کے حصول سے کیوں کر

انکار کیا جاسکتا ہے؟ لیکن حصولِ علم سائنس ہی کافی نہیں بلکہ جمع حصولِ اسبابِ مادّیات بھی ہو - اور یہ جمع اسبابِ آلاتِ مادّیات موقوف ہے مرکز پر۔

لہٰذا مسلمانوں کی ترقی کے لئے اگر علم سائنس ضروری ہے تو تقویٰ (اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضیات پر چلنا) اس سے بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے اور باری تعالیٰ کی مرضیات پر چلنا اور کما حقّہٗ اَوامر ونَواہی کو انجام دینا موقوف ہے مرکز پر (مسلمانوں کا اپنا ایک پلیٹ فارم ہو) یعنی مستحکم ترقی کا مدار اور علت مرکز ہی ہے۔ اس لئے کہ جب مسلمانوں کا اپنا ایک مرکز ہوگا تو اس سے سکون وسکینہ اور طبیعتوں میں جماؤ اور استقامت، اور اللہ اور اللہ کے رسول اور اپنے دشمن پر رعب وہیبت قائم ہوگا بدلیل - تُرْهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ ۔ (الآیۃ)

بہرحال حصولِ ترقی کے لئے اصل علّت مرکز ہے اس لئے کہ مرکز ہی کے قیام پر مسلمانوں کی ترقی موقوف ہے۔ مگر اس کے لئے تقویٰ اولین شرط ہے اس پر دلیل تیرہ سالہ مکّی زندگی تقویٰ والی زندگی ہے کہ مکّہ میں تقویٰ کی عملی مشق کرائی گئی اور دس سالہ مدنی زندگی مرکز والی زندگی ہے کہ مسلمانوں کا اپنا مرکز مدینہ میں آکر قائم ہوا۔

پس، صحیح مستحکم، باعزاز، بارعب، باہیبت، زندگی، وترقی کا مدار صرف اور صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ تقویٰ، اور مرکز - اَللّٰهُمَّ كُلَّ الْخَيْرِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ ۔ (آمین)

والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہ

۲۲ محرم ۱۴۰۸ھ

ایک اہم اصلاحی مکتوب

از حضرت مسیح الامت دامت برکاتہم
بنام صاحبزادگانِ دخترِ خود مقیم حال پاکستان

"مولانا وکیل احمد شیروانی کے بچوں نے (جو کہ حضرت مسیح الامت مدظلہ کے نواسے ہوتے ہیں) حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی خدمتِ عالیہ میں طلبِ خیریت و مزاج پرسی کے سلسلہ میں ایک عریضہ لکھا تھا، حضرتِ والا مدظلہ العالی نے جو اس کا جواب ارسال فرمایا ہے چونکہ وہ بے شمار اور قیمتی نصائح پر مشتمل ہے۔ اس لئے افادۂ عام کیلئے اس کو شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ طالبین حضرات اس کو حرزِ جان بنالیں۔ از جامع

از محمد مسیح اللہ

عزیزانِ من سلمہم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

یہاں سب بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ بندہ بھی بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہے الحمد للہ اچھی صحت ہے۔ مرض تو تقریباً نہ ہونے کے درجہ میں ہے۔ ابھی ضعف کافی

ہے۔ مسجد صرف فجر کے وقت جانا ہوتا ہے۔ ابھی گھر بھی جانا نہیں ہوتا۔ آپ صاحبان بلا رہے ہیں۔ یہ آپ عزیزان کی محبت ہے۔ لیکن اسقدر ضعف! ایسے میں سفر کس طرح! اللہ تعالیٰ سفر کے لائق بنا دیں۔ آمین۔

آپ عزیز بھائیوں کے شوق سے پڑھنے کی تمنا سے اور نمازوں کا شوق ہونے سے خاص خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مضبوطی استقلال عطا فرمائیں۔ آپ عزیزان کو پڑھنے سے کام کتابوں کا مطالعہ، اسباق کی پابندی، غور سے سبق کا سننا، پھر یاد کرنا، بار بار دیکھتے رہنا کھیل سے اور ادھر اُدھر جانے آنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ دیکھو! غلط کام تو غلط ہی ہے۔ اس سے زیادہ غلط، غلط مقام پر بیٹھنا ہے۔ اس طرح اچھا خاصا ایک شریف آدمی بھی بگڑ جائیگا (الحذر کُلّ الحذر) چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عظمت یہ ہے بڑی شرافت، خاندانی تہذیب کو محفوظ رکھنا یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔ تعلیم کے وقت مدرسہ، نماز کیوقت مسجد، باقی وقت گھر، کتابوں کا مطالعہ اگر کچھ کام ہو تو کر لیا۔ وقار کے ساتھ رہنا غصّہ سے نہ رہنا، فضول لغو کلام سے پرہیز ہوتا۔ بڑی شرافت ہے۔ اور دیکھو! سب کو ایسے لڑکوں سے محبت ہوتی ہے۔ لحاظ بھی ہوتا ہے۔

بس اپنے کام سے کام رکھو۔ آپ بھائیوں کے خط سے دل بہت خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ اعمال میں استقامت سے نوازیں، تواضع سے نوازیں۔ اپنے چھوٹے بھائی بہن کو سلام۔ اللہ تعالیٰ بعافیت رکھیں۔ والسلام

ماہ صفر ۱۴۰۹ھ۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکتوب از یکے متعلّم مدرسہ تعلیم الدّین
ڈابھیل بلساڑ گجرات

۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

م۔ الحمدللہ ! میں امسال عربی چہارم میں پڑھ رہا ہوں۔ اور آئندہ سال آپ کے مدرسہ میں آنے کی امید رکھتا ہوں۔ اور وہاں آکر آپ سے بیعت کی خواہش بھی رکھتا ہوں۔ انشاءاللہ خدا کی معرفت بھی حاصل کرلونگا۔ اور آپ کی صحبت میں رہ کر عمل کے راستہ پر بھی چلوں گا۔

ت۔ جب اُس ادارہ میں آپ کی آئندہ تعلیم ہے تو اسی ادارہ میں تعلیم مکمل فرمائیں مرّوت اور وفاداری یہ ہی ہے۔

م۔ اصل بات یہ ہے کہ میں بہت دنوں سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ لیکن ابتک پیچھے رہا ہوں اور اس کی کوئی شکل ابتک نہیں نکل سکی۔ اب میں نے یہ ارادہ دل میں پکّا کرلیا ہے کہ آئندہ ضرور آپ سے بیعت ہوگا۔ اور اپنی پوری طریقہ سے اصلاح کراؤں گا۔

ت۔ طالب علمی میں بیعت کے بجائے اصلاحِ باطن، تزکیۂ نفس کا اہتمام ہو۔ مامور بہا ظاہرہ و باطنہ کا کماحقّہٗ امتثال، منھی عنہا ظاہرہ و باطنہ سے کلیۃً احتراز۔

م۔ فی الحال میرے اندر جو امراض ہیں۔ ان کو آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔ وہ امراض یہ ہیں۔ ۱؎ غصّہ بہت آتا ہے۔ اگر مزاج کے خلاف کوئی بات پیش آئی تو

لوگوں سے لڑنے لگتا ہوں۔

۲۔ شہوت بہت زیادہ بھڑکتی ہے اور دل میں اضطراب و پریشانی محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ جو بھی نیک عمل شروع کیا اس میں استقامت نہیں ہوتی چھوٹ جاتا ہے

۴۔ دوسروں سے بدظنی و بدگمانی بہت زیادہ ہے۔

۵۔ نماز تو الحمدللہ پانچ وقت کی باجماعت ادا کرتا ہوں لیکن ذہن جگہ پر نہیں رہتا۔ سکون وچین سے ادا نہیں کر سکتا ہوں۔

۶۔ دوسرے لوگوں کا میرا مذاق اڑانا مجھے پسند نہیں آتا۔

۷۔ کسی وقت گانا وغیرہ سننے میں آیا تو اس کی طرف طبیعت بہت جلد مائل ہوتی ہے۔ اور سنیما جانے کا ارادہ بھی ہوتا ہے۔ ویسے تو میں نے اس کو چھوڑ کر دس سال ہو رہے ہیں جب سے اب تک نہیں دیکھا۔ مگر دل میں خیال ضرور آتا ہے۔

۸۔ سنّت پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن اس پر ہمیشگی نہیں کر سکتا ہوں۔

۹۔ لوگوں سے لین دین کی حرص بہت ہوتی ہے۔ اور دنیا کی حرص بھی بہت ہے۔

۱۰۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے محبت رکھنی چاہئے۔ ویسے پیدا نہیں ہوتی ہے۔

۱۱۔ قرآن پاک کو پابندی سے نہیں پڑھنے میں آتے ہیں۔

یہ تمام چیزیں ہیں۔ اگر غلطی ہوئی تو دل و جان سے معاف فرمائیں۔

ت۔ کوئی غلطی نہیں۔ دل خوش ہوا۔

م۔ مجھ کو ان تمام کا علاج لکھ دیں۔ انشاء اللہ ضرور عمل کروں گا۔

ت۔ یہ سب کچھ طلبِ صادق سے قبل کے حالات تھے۔ اب بتوفیقہٖ تعالیٰ طلبِ صادق آ گئی۔ اب اُن اخلاقِ ذمیمہ پر عمل کیوں ہو گا؟ خلافِ نفس کا عزم ہے ہی۔ اور بعد عزم باخلاص وصدق۔ قبولِ ہدایت اور احکام پر اتباع کیلئے، تعمیل کے لئے ہر وقت قلب تیار رہتا ہی ہے بفضلہٖ تعالیٰ بتوفیقہٖ تعالیٰ پھر اب قبائحِ مذکورہ کا کیا ذکر۔ پختہ کوشش۔ دعا، خوب، اللہ تعالیٰ استقامت سے نوازیں۔ ہمت بلند، اطلاع کا اہتمام، اِتّباع کا التزام۔

ضمیمہ مکتوب بالا:۔

م۔ اور ایک بھول گیا تھا۔ خط لکھنے کے بعد یاد آئی وہ یہ کہ دل بہت کمزور ہے۔ تنہائی میں ڈر لگتا ہے۔ اور جنّاتوں کے ستانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ بس خیالات کا مخزن بنا ہوا ہے۔

ت۔ یہ سب خیالات غیر یقینی ہیں۔ اس کا علاج یہ کہ ایسے خیالات کو اپنے ذہن سے دُور کر دیں ان کی طرف التفات نہ کریں اس کا یہی علاج ہے۔ والسلام
بندہ۔ عثمان آبادی۔ مدرسہ ڈابھیل۔ گجرات

مرسل صاحب کا مکتوبِ اول از مارٹگرام مرشد آباد مغربی بنگال

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ الجمعہ

م۔ کمترین غلامان کہترین عتبۂ بوساں ننگ خدام ۔ تبلیغ تحیات و تسلیمات کے بعد ملتمس عرض داشت ہے کہ ہر وقت کانی اراہٗ تعالیٰ و انہٗ یرانی و سمیع قولی و بصیر فعلی وعلیم بو سوسۃ قلبی کی شان رہتی ہے بغیر جسم وصورت و کیفیات کے حق تعالیٰ ساتھ ہوتا ہر وقت معلوم ہوتا ہے۔ ت ۔ یہ حضورِ قلبی کی شان ہے ۔

م۔ ابتدا سے اس وقت تک گو اس ناکارہ سے کچھ نہ ہو سکا پر لطفِ خداوندی جلّ شانہٗ بطفیلِ حضرت الحمدللہ ہمّت بندگی ہوئی ہے۔

ت۔ یہ بڑی نعمت ہے۔

م۔ اور الحمدللہ ثم الحمدللہ حضور مع اللہ کی شان اخلاقِ حمیدہ کے رسوخ اور اخلاقِ ذمیمہ کے ازالہ کے ساتھ بدرجۂ اتم ہر وقت موجود ہے البتہ اخلاقِ حمیدہ میں زیادہ غلبہ توحید کو ہے۔

ت۔ یہ اصل منشا دین ہے۔

م۔ توحید کے بعد خوف بعدہٗ محبت بعدہٗ رجا بعدہٗ رضا بعدہٗ دیگراں اخلاق کو معلوم ہوتا ہے ہر وقت یہ خوف ہوتا رہتا ہے کہ کہیں یہ نعمت سلب نہ ہو جائے۔

ت۔ یہ توعین علاجِ عجب ہے ۔ اور کبر سے اعراض، مخلوق کے ساتھ عجز و مسکینیت کے

ساتھ پیش آنے میں معین ہے۔

م۔ اخلاقِ ذمیمہ کلیۃً نہیں ہے۔ بوقتِ تحریر خوف ہوا کہ کہیں یہ تحریر دعویٰ نہ ہو جائے کہ یہ دعویٰ عدمِ اخلاقِ ذمیمہ بھی مستلزم ہے اس کے وجود کو چونکہ صحیح حالت کا اطلاع دینا شیخ کو کوئی مذموم نہیں بلکہ ضروری یہ سمجھ کر اطلاع دے رہا ہوں۔

ت۔ ذوقِ عدمِ ذمیمہ کا ہے ہی یہ اس کا اظہار ہے لیکن تغافل نہ ہو احتساب برابر رہے۔

م۔ بوقتِ ذکر تلاوت وصلوٰۃ ہر وقت معیّت الحمدللہ حاصل ہے البتہ بوقتِ ذکر معیّت کے ساتھ ساتھ خود بخود یہ خیال بھی آتا ہے کہ آپ میرے سامنے ہیں اور آپ کے قلب سے کوئی چیز یعنی اخلاق اللہ کماقیل تخلّقوا باخلاق اللہ۔ میرے قلب میں آرہا ہے۔ اور اخلاقِ ذمیمہ رذیلہ نکلتا جا رہا ہے۔ یہی حالت ہے۔ اور مجھے بہت سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور قلب بہت منوّر یعنی بجلی پاتا ہوں۔ ایک نور سا معلوم ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف ہر وقت خطاب ہو رہا ہے اور متوجہ ہے برضا مندی ومحبت، کیا یہ سیر فی اللہ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہی سیر فی اللہ ہے شریعت وتصوّف کے مطالعہ سے یہی سیر فی اللہ معلوم ہوتا ہے۔

ت۔ یہ سیر الی اللہ راسخہ ہے مشوب سیر فی اللہ۔

م۔ اور یہ کتابیں میں ہمیشہ مطالعہ میں رکھتا ہوں نشر الطّیب، ملفوظاتِ حضرت تھانوی ؒ، جزاء الاعمال، تعلیم الدّین، شریعت وتصوّف وغیرہ۔

ت۔ بہت خوب ہے۔ مطالعہ بانطباق ہو۔

م۔ تقریباً تین چار سال سے ایسا کرتا ہوں پہلے منطبق نہیں پاتا تھا۔ اب اس وقت الحمدللہ کئی مہینوں سے بالکل منطبق پاتا ہوں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اخلاقِ حمیدہ کا رسوخ اور تزکیۂ نفس ہو گیا۔ لیکن یہ کہتے ہوئے خوف ہوتا ہے کہ قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی۔

ت۔ اس استحضار کے بعد دعویٰ کہاں!

م۔ آپ چونکہ مظہرِ حق ہیں اس لئے عرض ہے کہ صحیح بات سے مطلع فرما کر تسلّی دیں۔

ت۔ جگہ جگہ لکھ دیا۔ اس میں غور کریں۔

م۔ کچھ دن پہلے خواب دیکھا تھا کہ ایک صاحب نے مجھ کو قتل کر دیا اس پر ایک رشتہ دار دو دکاندار شہادت دینے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اس کی تعبیر مجھے یہ معلوم ہوئی کہ قتل سے مراد قتلِ نفس ہے۔ اور رشتہ دار سے مراد آپ ہیں۔ کیوں کہ آپ میرے روحانی باپ ہیں اور دکاندار سے مراد بھی آپ ہیں کیونکہ آپ کے یہاں معرفت و محبّتِ الٰہی بکتی ہے۔ اور عدالت سے مراد عدالتِ قیامت ہے اور شہادت سے مراد آپ میرے لئے شہادت دے رہے ہیں کہ تزکیۂ نفس اور اخلاقِ حمیدہ کا رسوخ حاصل کر چکا ہے وغیرہ وغیرہ۔

باطن قلب میں الحمدللہ بہت انشراح ہے صحیح تعبیر سے سرفراز فرمایا جائے۔

ت۔ تعبیر انسب ہے۔ لیکن خواب کی طرف التفات ہی کیوں؟ خواب کی بنسبت کیا بیداری کی باتیں کافی نہیں؟

چیز تو موت تک ساتھ دیتی ہے اور کوئی قبر تک ساتھ دیتی ہے تو میں نے بہت سوچ سمجھ کر محبوبِ حقیقی ربّ العالمین کو اپنا محبوب بنایا۔ جو کہ ہر جگہ ساتھ رہیں گے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وھو معکم این ما کنتم الخ۔

اور جب دیکھا کہ ہر آدمی نفس کے تابع ہے اتباعِ خواہش نفسانی میں گرفتار ہے۔ عارضی اور فانی لذّت کے حصول کے لئے اپنے نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اور ادھر قرآنِ پاک میں دیکھا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى الخ۔ تو میں نے دائمی لذّت کے حصول کے لئے عارضی اور فانی لذّت کو اتباعِ سنّت وشریعت میں مخالفتِ نفس کے ذریعہ فنا کیا۔ یہاں تک کہ نفس کا تمام آرزو ختم ہو گیا اور اتباعِ شریعت پر راضی ہو گیا۔ اور نفس اپنا تابع بنایا۔

اور دنیا میں دیکھا کہ آدمی سخت محنت کر کرکے اور دنیا سے کچھ حاصل کرکے اتنا خوش ہوتا ہے کہ دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی عجیب چیز حاصل کی ہے۔ مگر جب میں نے اس آیت پر غور کیا۔ آیت مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ تو میں نے دنیا کی ہر چیز سے نظر ہٹا کر اسی محبوبِ حقیقی میں اپنا نظر منحصر کر دیا۔ اور دنیا میں دیکھا کہ کوئی آدمی اس لئے فخر کرتا ہے کہ میرا خادم، نوکر، عمارت، رشتہ دار بہت ہیں۔ اور کوئی اس لئے کہ میری دولت مال اولاد بہت ہیں مگر جب میں نے اس آیت پر غور کیا اِنَّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم۔ تو میں نے تقوے کو اپنا شعار بنایا۔ کہ تاکہ دربارِ خداوندی میں عزّت ملے۔

م۔ عرض داشت کمترین غلامان - نظرِ لطف کا امیدوار- احقر..... از مرشد آباد

ت۔ جملہ حالاتِ محمودہ اُمیّد افزا سے سرور ہوا مُبارک ہوں۔ اللّٰھم زد فزد واستقم۔

تمام شد۔

مرسلِ مذکور کا مکتوبِ دوم

۹ رجب ۱۳۷۰ھ سہ شنبہ

م۔ حضرت سیّدی وسندی ومولائی وسیلۃ یومی وغدی ادام اللہ ظلال برکاتکم۔

کمترین غلامان کہترین عتبۂ بوساں، ننگِ خدّام۔ تبلیغ تحیّات وتسلیمات کے بعد ملتمس عرض داشت ہے کہ اس وقت حالت ہر امور اتباعِ سنت احوال میں اور افعال حکمِ شریعت اور اقوال پکّی سچّی یعنی سب میں معاملات معاشرات عبادات میں اتباعِ سنّت وشریعت کا پورا اہتمام الحمد للہ کرتا ہوں جس سے سب مقاماتِ سلوک طبیعتِ ثانیہ بن چکی۔ الحمد للہ اس وقت سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ کا مقام ہے۔ اعمال میں اہتمام کے ساتھ استقامت بخلوص اور اخلاقِ حمیدہ میں رسوخ بملکہ حاصل ہیں۔

ت۔ کس طرح معلوم ہوا؟ پس خود ہی مریض خود ہی طبیب خود ہی تجویز خود ہی تشخیص خود تشفّی، خود ہی تسلّی۔

م۔ جب دنیا میں دیکھا کہ ہر آدمی کو کوئی نہ کوئی چیز محبوب ہوتی ہے جس میں سے کوئی

اور دنیا میں دیکھا کہ بہت آدمی ایسے ہیں کہ آدمی کو حسد کی وجہ سے تکلیف دے رہے ہیں۔ ظلم کر رہے ہیں یا تو عزّت دیکھ کر یا علم و ہنر دیکھ کر یا اور کوئی چیز دیکھ کر مگر جب اس آیت پر غور کیا۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ الخ۔ تو میں سمجھ لیا کہ ہر آدمی کا حصہ پہلے ہی سے مقرر شدہ ہے کسی کا کوئی دخل اس میں نہیں تو میں فیصلۂ خداوندی پر راضی ہو گیا۔ اور پوری دنیا سے صلح ہو گئی۔ کسی سے کوئی حسد نہیں۔

اور دنیا میں دیکھا کہ ہر آدمی اپنی روزی کے فکر میں حیران و پریشان ہے حلال حرام کی کوئی خیال نہیں بس کسی طرح سے مال، روزی حاصل ہو جائے بس تو میں نے وما من دابّةٍ فی الارض الّا علی اللہ رزقُہا الخ۔ میں غور کیا اور دیکھا کہ میں بھی دابّۃ میں سے ایک ہوں تو میں نے اس کے اوپر بھروسہ کرکے اس کے حکم کے موافق عبادت اور تدبیر میں قلب کو اسی پر باندھ کر مصروف ہو گیا کہ میں تو تدبیر کا مالک ہوں۔ تدبیر کروں اور ثمرہ اس کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ الرّزق مقسومٌ والحریص محروم فرمایا گیا اور دیکھا کہ تدبیر یہی ہے کہ کسی مدرسہ وغیرہ میں رہ کر دینی خدمت کرنا اور دیکھا کہ آدمی کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی مال و دولت پر کوئی صنعت و حرفت پر کوئی اپنے جیسے دوسرے مخلوق پر کوئی روپے پیسے پر مگر جب میں اس آیت پر وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ میں غور کیا تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اور اسی کو اپنے لئے کافی سمجھا اور دیکھا کہ دنیا میں آدمی

ایک دوسرے پر معمولی معمولی باتوں پر عداوت کرنے لگتا ہے۔ اور آپس میں دشمن بنتا ہے۔ مگر جب میں نے اس آیت پر غور کیا اِنّ الشیطٰن لکم عدوٌّ فاتّخذوہ عدوًّا تو سمجھ لیا علاوہ شیطان کے اور اس کی تابعداری کے کسی کو دشمن نہ سمجھنا چاہئے تو میں اسی کو دشمن سمجھ کر ہر بات میں اس کی نافرمانی کی اور بحکم خداوندی پہ چلنے لگا۔ اور جان لیا کہ یہی ٹھیک ہے اور دیکھا کہ دنیا میں آدمی دوسرے آدمی کو مصیبت میں ڈالنے کی اور مختلف قسم کی نافرمانی کی بہت آپس میں سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں تاکہ دوسرے کو ذلیل و مصیبت میں پھنسا کر خود عزّت و آرام میں رہیں مگر جب میں نے اس آیت پر غور کیا۔ ما یکون من نّجوی الخ تو میں نے توبہ اور تقویٰ میں سرگوشی کے علاوہ باقی سب سرگوشیاں ترک کر دیا کہ اسی میں محبوب کی خوشنودی ہے۔

اور دیکھا کہ دنیا میں آدمی کچھ کرتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ہے کمال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ مگر جب میں نے اس آیت پر غور کیا قل کُلٌّ من عند اللہ اور ما تشاءُونَ اِلّا ان یشاء اللہ الخ تو سمجھ لیا کہ یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اپنے کو کتّا سے بھی بدتر پاتا ہوں کہ میرا حساب ہونے والا ہے پتہ نہیں کہ حساب میں کیا ہونے والا ہے اور کتّا جانور وغیرہ کہ وہ سب بے حساب ہیں۔

الحمدللہ ان میں اخلاقِ ذمیمہ کا ازالہ اور اخلاقِ حمیدہ کا رسوخ بلکہ یادداشت

حاصل ہو گیا جس وقت جس خُلق کا موقع پیش آتا ہے اس وقت بلا اختیار و تدبّر بلا التفات اس خُلق کا بامحل استعمال ہوتا ہے موت کے وقت جو حالت ہوتی ہے وہی حالت حیات ہی میں نقد حال ہے کہ جسم دنیا میں ہے اور روح متوجّہ بآخرت ہے اور واصل بحق ہے مقامات کے حصول اور تزکیۂ نفس میں رسوخ ہو کر اسکے ازالہ اور حصول کے طرق و تدابیر سے الحمدللہ واقفیّت حاصل ہے اور سیر الی اللہ کے بعد قلب کے اندر تزکیہ اور تقویٰ سے ایک خاص جلاء اور نور محسوس ہوتا ہے اور برابر قلب انقطاع ماسوی اللہ کے ساتھ شغل بحق حاصل ہے۔ جس سے حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال نیز حقائق کونیہ اور حقائق اعمال شرعیہ و معاملات مابین اللہ و مابین العبد منکشف ہوتا ہے۔ یعنی سیر فی اللہ کا مرتبہ الحمدللہ حاصل ہے۔

الحمدللہ ہر وقت حضوری ہے مگر ہوش حضوری نہیں جو صدقِ دل سے غلامِ محبّت ہوگا وہ ایک دن امامِ محبت بھی ہوگا اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انابت الی اللہ کی توفیق بخشی ہے کہ یہ وہ دولت ہے جو رشک کو دور کر دیتا ہے۔ اور اوپر کی یہ سب باتیں الحمدللہ مقام و طبیعتِ ثانیہ بن چکی ہیں۔ یعنی مبدّل بہ عادت ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ربّنا ھب لنا .... وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اماما واجعلنا منہم آئِمَّةً الخ۔ والسلام نظرِ لطف کا امیدوار ۳ رجب ۱۴۰۰ھ

ت۔ عزیزِ من ایک درجہ علوم و تحقیق کا ہے۔ اور ایک درجہ عمل کا ہے۔ اور ایک درجہ بدرجۂ رسوخ تعامل طبیعت ثانیہ کا ہو جانا ہے کہ بلا کسی تدبیر کے بلا کسی تحریک کے تزک

وقت موضوع پر بوضعِ شریعت اور بوضعِ سلوک و طریقت صدور و ظہور ہو۔ اور یہ مواقع کثیرہ متعدّدہ متضادّہ کے مظاہر پر ملکہ ہونا مظہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ باعتسابِ دوام توفیقاتِ ارزانی سے نوازیں ۔آمین ۔

محمد مسیح اللہ ۹ ر رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

مرسلِ مذکور کا مکتوبِ سوم ۲۲ ر رجب ۱۴۰۷ھ دوشنبہ

م ۔ ملتمس عرض داشت ہے کہ اس وقت احقر کی حالت اتباعِ سنت کے ساتھ حضورِ قلبی کی ہے ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ سیر الی اللہ راسخہ کے بعد سیر فی اللہ کی حالت ہے وہ کس طرح اس کے لئے کوئی مثال لکھنے کے لئے آپ نے فرمایا جو درج ذیل ہے ۔
حق تعالیٰ کی ذات لیس کمثلہ شیئ ہے ۔
تب بھی جو کچھ معلوم ہوتا ہے عرضِ خدمت ہے ذات کی تجلّی سیاہ مثل غلافِ کعبہ و دیدۂ چشم کے ہیں وہ ذات وحدۃ الوجود ہیں جیسے مہندس کسی عمارت کا نقشہ ذہن میں خیال کرے تو اصل میں وجود و قیام عمارت کا ہو گیا ۔ بعدہٗ جو در و دیوار ظاہر ہوں گے وہ حاضر فی الذہن کے پرتو ہوں گے اسی طرح اللہ کے صفات ہیں مثل علم و قدرت تمامی کائنات انھیں دو صفت کے پرتو ہیں ۔ تمام مخلوق علم الٰہی میں تھی اسی کے موافق ظاہر ہوئی پس یہ سب پرتو و ظلّ علم الٰہی ہے ۔ اور یہ پرتو و ظلّ

کا وجود مستقل نہیں پس وجودِ حقیقی و مستقل صرف حق تعالیٰ کے لئے ہوا۔

اور جیسے مہندس کا حاضر فی الذہن کے مطابق عمارت بنانا اس کا فعل ہے ایسے ہی حق تعالیٰ کا اپنے علم و قدرت کے مطابق کائنات و ذرّہ کائنات کا ظہور میں لانا ان کا فعل ہے۔

اصلاحِ اعمالِ باطنہ یعنی تصدیق بالجنان کے جو امور ایسے ہیں کہ ان کا ہونا یقینی ہیں ان کو مان لینا کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یعنی عاشقِ ذاتی ہو۔ عاشق صفاتی و احسانی نہ ہو تاکہ ہر امور تکوینی پر راضی رہے کہ کوئی اعتراض نہ کرے امورِ تکوینی پر راضی رہے۔ اور حقیقت شرعیہ اصلاحِ اعمالِ ظاہرہ کا نام ہے مثلاً اقرار باللّسان اور معاملہ اللہ کا ہر بندہ کے ساتھ جدا ہے۔ مختصر عرض کیا گیا گستاخی نہ ہو۔

ت۔ یہ سب ذہنی علمی امور ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ بدرجۂ حال قائم فرمائیں۔

م۔ بیعتِ یدی حاصل نہیں ہوئے حفظِ قرات اور مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ شدہ عالم ہوں الحمد للہ میں حافظ قاری مولانا وغیرہ سب کچھ ہوں عمر ۲۸ سال ہے فی الحال یادِ محبوب کے علاوہ کوئی مشغلہ نہیں۔ البتہ ان کے ساتھ درس کے لئے کوئی جگہ اگر مل جائے اس کے لئے تلاش میں بھی ہوں۔

ت۔ خدا کرے بسہولت حاصل ہو جائے۔

م۔ بیوی ہے بچے نہیں ماں باپ ہیں ان کے پاس ہی رہتا ہوں۔ رہنے کے لئے یعنی

سونے کے لئے کمرہ البتہ الگ ہے۔

ت۔ بہت خوب ہے۔

م۔ ہر ایک خُلق کو لے کر ایک ایک واقعہ قائم کرکے حمیدہ ذمیمہ سب کا اطلاع دے چکا اب سیر فی اللہ کے اندر منکشف شدہ امور کا اطلاع کر رہا ہوں بکیفیت بطور مثال کے۔ انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق ہے جب تکلّم میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تکلّم میرا نہیں ہے یہ تو تکلّم حق ہے ورنہ یہ تکلّم کون کر رہا ہے سب علم وقدرتِ الٰہی کے مظاہر ہیں لا إله الا هو له الاسماء الحسنیٰ پہلے جملے سے غیر کی نفی ہوئی۔ دوسرے سے یہ بتایا کہ ان کے جو اسماء ہیں سب کائنات ان کے مظاہر ہیں موجود مستقل نہیں۔ فقط۔

ت۔ علمی درجہ اور ہے حالی عمل اور ہے اس کے مطابق طاعات بدرجۂ احسان با سکون ہوں ذاتی بھی متعدّی بھی بدوام اللہ تعالیٰ استقامتِ حال پیدا فرمائیں۔ اعمالاً واخلاقاً۔ تمام شد۔

مکتوب از عبدالمجید صاحب — ۱۵ محرم ۱۴۰۸ھ چہار شنبہ

م۔ رمضان کے بعد سے قلب کی یہ کیفیت ہے کہ بار بار عموماً ہر کام اور ہر بات میں ذاتِ حق کا خیال تو آتا ہے لیکن جوش کی جو کیفیت قبل ازیں گاہے گاہے

ہوتی تھی وہ مفقود ہے گویا بظاہر سکون ہے۔

ت۔ ہانڈی کا جوش مطلوب ہے یا سکون۔

م۔ خارجی احوال بالخصوص مدرسہ کے معاملات پر پہلے جو تأثر ناگواری اور جھنجلاہٹ کی ہوتی تھی اب نہیں۔ بلکہ اس خیال کا غلبہ ہے اس قسم کے معاملات سے نفیاً اثباتاً کوئی تعلق ذکری، فکری نہیں رہنا چاہئے۔

ت۔ کیا عجیب حال مجیدی ہے ماشاء اللہ سلوک کا خاص ذوق نصیب ہوا دل مسرور ہوا۔

م۔ گزشتہ مراسلہ میں اولاد اور بیوی سے ایک گونہ غلبۂ اُنس اور میلان ذکر کیا تھا اب حضرتِ والا کی حسب ہدایت اس کیفیت سے بے التفاتی غالب آ رہی ہے۔ البتہ حقوق کی رعایت ممکن حد تک ملحوظ ہے۔

ت۔ امتثالِ شریعت بعظمتِ طریقت سے دل مسرور ہوا۔

م۔ ہفتہ عشرہ قبل تک حضور والا کی یاد اور اس یاد میں عجیب لذّت اور کیف کا غلبہ رہا۔ دن میں کئی کئی بار یہ کیفیت وارد ہوئی اب اس میں اعتدال ہے لیکن ممنونیت کا غلبہ ہے رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ حضرتِ والا اس ناکارہ کے ساتھ کس قدر شفقت برت رہے ہیں۔ طویل طویل مراسلوں کا جواب اور جوابات میں دلداری ہمّت افزائی کا سلوک، اللہ اللہ اس سراپا عظمت و محبت کے کیا کہنے! ان مواقع پر بے ساختہ کلمات دعا برائے اجر جزیل و دوام افاضہ جاری ہو جاتے ہیں۔

ت۔ یہ احقر کے اپنے فرائض میں سے ہے حسبِ حال بطریق طبّ روحانی مثل طبیب بطبّ جسمانی۔ ۵

م۔ اگرچہ قلب میں استحضار یا حضوری غالب ہے مگر ظاہری معمول یعنی ذکرِ جہری یا سرّی با ہیئتِ مخصوص ایک عرصہ سے ترک ہے۔ اس پر افسوس تو ہوتا ہے۔ مگر اس معمول کو بحال کرنے کا داعیہ نہیں ہے۔

ت۔ کیا مطلوب ہیئت ہے یا حضور؟

م۔ اسی طرح مناجاتِ مقبول کو منزل بہ منزل حسبِ نظام متعارف پڑھنے سے طبیعت (اباء) انکار کرتی ہے۔ البتہ حسبِ موقعہ دعائیں پڑھ لینے کا معمول ہے۔

ت۔ بطریقِ متعارف ہی معمول و طریق ہے۔ مناجاتِ مقبول ادعیۂ ماثورہ ہیں اور عادتِ اسلاف سے ہے ان سے اباء کیسا اِنا چاہیئے۔

م۔ کہیں ایک آدھ زینہ بھی چڑھنا ہو یا سڑک پر چلتے ہوئے نشیب و فراز آوے تو اللہ اکبر اور سبحان اللہ کا ذکر بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

ت۔ ماشاء اللہ توحیدِ راسخ کا تاثر مبارک۔

م۔ درس تدریس میں جی خوب لگ رہا ہے۔

ت۔ حقِ تدریس مبارک۔

م۔ امسال شوال سے اب تک دوبار طبیعت بگڑ گئی۔ یہاں تک کہ یہ احساس ہونے لگا کہ آخری وقت ہے اس وقت پاسِ انفاس کا بار بار خیال ہو رہا تھا مگر تکلّف

کے ساتھ۔ الحمدللہ اسی وقت گھر پر بعض دواؤں کا استعمال کیا طبیعت سنبھل گئی۔ مگر اثر کئی دن تک رہا۔ اس کے باوجود مدرسہ سے رخصت لینے کا رجحان نہیں ہوا یہ سوچ کر کہ اوقات کو تعلیمِ دین میں لگانا چاہئے ہر حال میں۔

ت۔ مستقل مزاجی مبارک، اور ضعفِ اعصاب کے لئے بہ تجویز طبیبِ حاذق و مناسبتِ طبع کسی مفرّح کا استعمال بھی ہوتا رہے۔ مثلاً خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا یا مفرّح معتدل اگر صحیح اجزا کا فراہم ہو جائے۔

م۔ عید الاضحیٰ کے بعد اگلے دن بہر حال بلا ناغہ بروقت مدرسہ پہونچ جاتا ہوں۔ پانچ کتابیں پانچ جماعتوں کی سپرد ہیں اور یہ فکر غالب آچکا ہے کہ پڑھانا اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ خواہ طلبا تعداد میں کم ہوں یا زیادہ۔

ت۔ ہاں طالب ہوں چلو خیر کچھ تو علمِ دین کی آواز گونج جائے گی۔

م۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ الحمدللہ درس باضابطہ بالتفصیل ہوتا ہے طلبا کی قلّت و کثرت سے نظام میں ضعف و اضمحلال نہیں۔

ت۔ ماشاء اللہ یہ مستقل مزاجی کا اثر ہے مبارک۔

م۔ گذشتہ مراسلہ میں بندہ نے ہومیو پیتھی، طبّ سے مناسبت اور معالجات کا ذکر کیا تھا جس پر حضرت والا نے سرٹیفکٹ کے بغیر علاج میں خطرہ کی نشاندہی فرمائی تھی اس بارے میں عرض ہے طبّ مذکور سے مناسبت اور استفادہ اپنی ذات اور گھر کی حد تک ہے اس کو پیشہ بنانے کا ارادہ نہیں [illegible]

کے اوقات کا بہتر مصرف ہے اس لئے بندہ نہ کسی کو دوا دیتا ہے نہ کسی مریض سے تعرض اس میں بڑی عافیت اور فراغت ہے فالحمدللہ علی ذالک۔

ت۔ بہت خوب ہے لیکن اس طریق سے علاج خاص حافظہ وتجربہ کے ساتھ ہونا چاہئے اس لئے کہ غلط استعمال پر ضرر کا خاص اندیشہ ہے۔ اصل تجربہ اور ملکہ شاید آپ کو ہے ہی۔؟

م۔ گاہے گاہے اس خیال کا غلبہ ہوتا ہے۔ کاش خلوت نصیب ہوتی یکسوئی سے کچھ ذکر فکر اور عمل کا موقعہ ملتا ؟

ت۔ حُبِّ خلوت مسنونہ مبارک اور طلبِ خلوت کیا خلوت سے کم ہے۔ پھر آپ صاحب اھل وعیال بھی ہیں۔ ان میں خوش خلقی خندہ پیشانی باشاد بانشاط رہنا بھی خلوت۔ تدریس بھی خلوت مطالعہ بھی خلوت اور یہ سب بخلوت عبادت ہی ہیں۔

م۔ موجودہ صورت حال بندہ کے لئے ایک ذہنی الجھن کا باعث ہے۔ صبح ۷ بجے اپنی درسگاہ پہونچ کر بارہ ۱۲ بجے تک مسلسل پڑھانے میں مصروف رہتا ہوں۔ پھر بعدِ ظہر درسی نظام ہے اس عرصہ میں کسی مدرّس یا غیر مدرّس کے یہاں جانے آنے کی عادت نہیں۔

ت۔ اس میں خیر بھی ہے۔

م۔ مگر فارغ اوقات میں کوئی نہ کوئی آجاتا ہے اگرچہ یہ آمد وملاقات لایعنی کیلئے نہیں ہوتی ہے۔ مگر بندہ کے ذاتی مشاغل میں بھی ضرور خلل ہے۔ ملاقاتی

عموماً آس پاس کے مدرسین اور طلباء رہوتے ہیں اور بعض مہتمم صاحبان بھی ہوتے ہیں جو مشورہ کے لئے آتے رہتے ہیں۔

ت۔ دینی مشاورت یہ بھی منجملہ دینی مشاغل ہے جبکہ لایعنی سے حذر ہو۔

م۔ ایک مدرسہ ہے اس کے مہتمم صاحب گاہے گاہے اپنے مدرسہ کے تعلیمی، اور اہتمامی امور کے مشورہ کے لئے تشریف لاتے ہیں پرسوں ان کی آمد ہوئی ہے تو مسلسل پانچ گھنٹے تشریف فرما رہے۔

ت۔ کیا غیر اوقاتِ درس اور غیر درسگاہ میں یا اوقاتِ درس اور درسگاہ میں پھر اگر کھانے کے وقت آئے ہوں تو طعام کا کیا انتظام رہا بس۔ الضرورۃ یتقدر بقدر الضرورۃ پیشِ نظر رہے۔

م۔ اسی طرح ایک دوسرے مدرسہ کے مہتمم صاحب بھی تشریف لاتے ہیں۔ ایک اور مدرسہ ہے اس کے ایک مدرّس ہر جمعہ کو گھر آکر چند کتابوں کا درس لیتے ہیں

ت۔ یہ بہت خوب ہے عبادت متعدّی ہے۔

م۔ سمجھ میں نہیں آتا اس قسم کے اختلاط اور ارتباط سے کیونکر چھٹکارا حاصل کیا جائے خود مدرسہ کے بعض اساتذہ جو بندہ کے لئے استاذ اور مخدوم ہیں۔ وقتاً فوقتاً اپنے نجی معاملات کے لئے بندہ کو آزمائش میں ڈالتے رہتے ہیں۔

ت۔ سالک کے لئے اختلاط و ارتباط لایعنی مضر ہے اور سمّ قاتل ہے۔

م۔ اختلاط سے عدمِ مناسبت اور وحشت کا یہ حال ہے کہ عزیز و اقارب اور تنہا ...

لوگوں کی دعوت اور اصرار کے باوجود کسی تقریب اجتماعی، نکاح، ولیمہ وغیرہ میں نہیں جاتا۔ ابتداءً تو شکایتیں ہوتی رہیں۔ بعض نامناسب تبصرے بھی بعض قرابت داروں کی طرف سے ہوئے بلکہ اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مگر الحمدللہ اب قلب پر اس کا گہرا اثر نہیں ہوتا۔ مگر ان تقاریب سے گریز کی وجہ سے ان کی غیر شرعی رواجی رسمیں ہیں۔ البتہ مجلس نکاح میں درس میں حرج کئے بغیر کبھی کبھی حاضر ہو جاتا ہوں مگر عموماً ضیافت میں شرکت سے احتراز ہے۔

ت۔ احوط ہے مگر موقع محل کی رعایت آپ خود ہی فرما سکتے ہیں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ہو۔ کہ وہاں تو گئے اور ہمارے یہاں نہیں آئے۔

م۔ قدیم طلبہ بعض اساتذہ اور بزرگوں کی طرف سے پذیرائی کے باوجود اس احساس کا شدت سے غلبہ ہے کہ بس حضرتِ والا کے علاوہ اس بھری دنیا میں کوئی بھی اپنا نہ ہمدرد ہے نہ غم خوار بات مکان کی ہو یا مدرسہ کی مختلف مشکلات اور مسائل کے بارے میں بعض حضرات خوب واقفیت رکھنے کے باوجود کیا مجال ہے کہ جو متعلقہ افراد سے کوئی خیر کی بات کہہ دیں یا کسی قسم کی سفارش کر دیں یا دلداری کے ہی دو بول زبان سے کہدیں۔ ایسی صورتِ حال سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ سب تکوینی امور ہیں۔ مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ رضیت باللہ ربًّا۔

ت۔ اس پر نظر ہی کیوں ؟

م۔ برسوں پہلے جلال آباد شریف میں آنحضور کی زبانِ مبارک سے سنا ہوا ہے۔

قطب عالم گنگوہی علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد "کبھی کسی سے کوئی امید نہ رکھو۔ (اَوکما قال)۔

ت۔ جی ہاں کبھی بھی کسی قسم کی بھی کسی سے بھی کوئی امید مت رکھو۔ پھر بعد سکتہ فرمایا مجھ سے بھی۔

م۔ حضرت گنگوہی کا یہ قول زندگی کے نشیب و فراز میں مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔

ت۔ جی ہاں کیا عجیب توحید و توکّل ہے۔

م۔ کچھ عرصہ سے موت کا استحضار زیادہ ہونے لگا ہے مگر اس استحضار کے ساتھ مابعد موت خطرات کا زیادہ خیال نہیں آتا ہے۔

ت۔ باستحضارِ اخلاص اتباعِ شریعت و سنّت اور باطن میں غلبۂ رجاء بملاحت و آمیزش خوف و مراقبہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔

م۔ البتہ چیزوں اور دنیوی ساز و سامان سے دلچسپی و وابستگی میں کمی ہو رہی ہے

ت۔ مطلوب مراقبۂ موت حاصل و بس۔

م۔ حتیٰ کہ کتابوں تک سے شوق کم ہے ملوکہ کتابوں کو سلیقہ سے رکھنے، اور دیکھنے بھالنے سے طبیعت اباء کرتی ہے۔

ت۔ یہ اباء و انکار کیسا اناء علم ہو علم کے لئے مشقّت برداشت کرتا ہو۔ کتابوں کو سلیقہ سے رکھنا دیکھنا بھالنا۔ کتابوں کا حق ہے۔ ورنہ چپکے چپکے دیمک لگ جائے گی۔

م۔ ایک عزیز بحرین سے آرہے تھے باصرار فرمائش کا تقاضا کیا بندہ

نے ان کی دل داری کے لئے ایک چیز کو لکھ دیا وہ اس چیز کے ساتھ دسوں چیزیں ساتھ لائے اور اصرار کے ساتھ دے گئے اس سے وحشت ہوتی ہے۔ اِن تحفوں کی پذیرائی کا حال یہ ہے کہ ان میں سے قلم تک کو استعمال کرنے کا شوق نہیں ہے۔ جی چاہتا ہے جب وہ آئیں تو اصرار کر کے لوٹا دوں۔ غرض دل کا حال کچھ عجیب ہی ہے۔

ت۔ بلا سوال وطلب بتقاضائے محبت وشوق لائے ہیں بس۔ بمقتضائے محبت ودِل جوئی قبول واستعمال۔ والسلام

بِسمِہٖ تعالیٰ

مکتوبِ محبّت

"حضرت مسیحُ الامّت نے ازراہِ شفقت زبانی ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے پریشاں حالی کا خط لکھا ہے اس کا احقر نے یہ جواب لکھا ہے اگر مناسب ہو نقل کر لیا جائے بندہ نے اسکو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر فوراً نقل کر لیا اور یہاں صرف جواب ہی نقل کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خط کا مضمون ومفہوم جواب ہی سے ظاہر ہے"۔ (از جامع)

محمد مسیح اللہ

مکرّم زید مجدہم، السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عزیز من! یہ عالم اسباب ہے اور اللہ تعالیٰ کو مومن بندہ سے بہت محبت ہے اور بندۂ مومن کو بھی اللہ تعالیٰ سے اشد محبّت ہے۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ آیت شریفہ شاہد ہے۔ اسی لئے مومن کیسا بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان میں تو کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی برداشت نہیں کرتا۔

اس لئے جب محبوب کی طرف سے کوئی بات طبیعت کے خلاف ہو۔ تو بندۂ مومن مٹھاس کی طرح اس کو پیتا ہے۔ کیونکہ وہ محبت کی ٹھیکی ہے۔ انبساط و نشاط اس کے قلب میں دل میں ہوتا ہے۔ گو جسم کو تکلیف ہو۔

بس جس کام کو کرنا ہے اس عالم اسباب میں کہ اس کے اسباب بھی اس محبوب حقیقی نے پیدا فرما دیئے ہیں۔ اس لئے صحیح اسباب کو مضبوطی کے ساتھ جم کر اختیار کرے اور انجام کو محبوب حقیقی کے سپرد کر دے اور پھر جو پیش آوے اس پر رضا۔ سمجھے کہ اسی میں میرے لئے خیر ہے مصلحت ہے، نفع ہے۔ اس کے خلاف ہوتا تو نہ معلوم کیا شر ہوتا۔ باری تعالیٰ کا خطاب ہے۔ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡئًا فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا فَهُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ۔ اس لئے مومن کو ہمیشہ دلشاد رہنا چاہیئے۔

ایمان مضبوط، اور اعمال میں استقامت دائمی۔ دعا برابر ہوتی رہے۔ بس تفویض و تسلیم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے مقاصد میں بخیر و خوبی کامیاب فرمائیں۔ ہر قسم کی برکات سے نوازیں۔ آمین۔

والسّلام

باسمہٖ تعالیٰ

مکتوب (استفتاء)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک زمین خریدنا چاہتا ہے جس کی نوعیت کچھ اس طرح ہے کہ اُس زمین میں ایک مندر ہے۔ چھوٹی سی۔ زید اس زمین کو خرید کر اس میں مکان بنا کر فروخت کرنا چاہتا ہے۔ جب زید اس زمین کو خریدے گا تو اس کی ملک ہو جائے گی۔ اور جو چھوٹی سی مندر ہے اس کا انہدام زید پر ضروری ہو جائے گا۔ لیکن قانوناً اس کا انہدام ممکن ہی نہیں۔ تو اب اگر اس صورت میں زید زمین خریدتا ہے اور مکان بنا کر فروخت کرتا ہے تو وہ مندر بھی بدستور سابق باقی رکھی جائے گی۔ اب صورتِ حال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے علماء کی کیا رائے ہے۔ آیا جائز ہو گا۔ یا ناجائز۔ حضرتِ والا کو معلوم ہو کہ یہ معاملہ خود احقر ہی کو در پیش ہے۔ چونکہ اطمینان حضرتِ والا ہی پر .... زیادہ ہے اس لئے حضرتِ والا کی جانب رجوع کیا ہے۔ امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ والسلام۔

خادم۔ عطاء اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب۔ حامداً ومصلیاً۔

ایسی زمین کو خرید کر یا تو مندر کو منہدم کیا جاتا ہے۔ یا بدستور باقی رکھا جاتا

ہے۔ اگر منہدم کیا جاتا ہے تو یہ خلافِ قانون اور موجبِ فتنہ وفساد ہے۔
بلکہ اگر مالک ہی کو منہدم کرنے کو کہا جائے تو وہ بھی اس کے لئے تیار نہ ہوگا۔
اور اگر مندر کو علیٰ حالہٖ باقی رکھتے ہیں تو بھی آئندہ آپ کے لئے یا دوسروں کے لئے
پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔

پھر ایسی کونسی ضرورت درپیش ہے جو ایسی زمین کے خریدنے پر مجبور
کر رہی ہے۔ جبکہ اصولِ شرع ہے کہ اگر کسی کام میں منفعت اور مضرّت دونوں
ہوں۔ تو مضرّت کو ترجیح دے کر اس کام کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ دلیل قرآن
پاک کی آیت۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔

شراب اور قمار میں اگرچہ منافع ہیں۔ لیکن ان کی مضرتیں نفع سے بھی زیادہ
ہیں اس لئے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ترک کا حکم۔

والسلام
"محمد مسیح اللہ"

مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد
۲ محرم ۱۴۰۰ھ بروز جمعہ

باسمہٖ تعالیٰ

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا کمالِ حلم

امام صاحبؒ کا معمول تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے (رات میں بالکل نہ سوتے) اس لئے رات میں سونے کے بجائے دوپہر میں قیلولہ فرماتے۔ چنانچہ امام صاحب حسبِ معمول ایک دن قیلولہ فرمانے کے ارادہ سے اپنے مکان کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے۔ ابھی لیٹے ہی تھے کہ نیچے سے کسی نے آپ کو بلانے کے لئے دروازہ پر دستک دی، کنڈی بجائی۔ آپ اوپر سے اتر کر نیچے تشریف لائے۔ اور زینہ میں تقریباً بیس پیڑی تھی۔ جب آپ نیچے تشریف لے آئے تو اس شخص سے دریافت فرمایا کہ بھائی کیا بات ہے! کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ جی!

میں ایک مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا۔ مگر میں وہ مسئلہ بھول گیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ اور یہ فرما کر آپ پھر اوپر بالاخانہ پر قیلولہ کے لئے تشریف لے گئے اور لیٹ گئے ابھی لیٹے ہی تھے کہ اس شخص نے بلانے کے لئے پھر دستک دی آپ پھر زینہ سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہو بھائی کیا مسئلہ ہے؟ اس شخص نے پھر جواب دیا کہ جی! آپ جب نیچے اُتر رہے تھے اور قریب ہی آگئے تھے تو وہ مسئلہ میں پھر بھول گیا یاد نہیں آرہا۔ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ کوئی بات نہیں اور واپس اوپر بالاخانہ پر تشریف لے گئے۔ آپ بالاخانہ میں جاکر لیٹے ہی تھے کہ اس نے امام صاحبؒ کو بلانے کے لئے پھر نیچے

سے دستک دی آپ مسئلہ بتانے کے لئے پھر نیچے اترے غرض اسی طرح تین چار دفعہ اس نے آپ کو دِق کیا اور آپ کو اترنا چڑھنا پڑا۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ میں اس نے کہا جی! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاخانہ کا مزہ (ذائقہ) کیسا ہوتا ہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ تازہ کا مزہ معلوم کرنا چاہتے ہو یا باسی کا۔ اس نے کہا کہ دونوں کا بتا دیجئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ تازہ پاخانہ کا مزہ میٹھا ہوتا ہے اور باسی کا کڑوا۔

اس نے امام صاحبؒ کا یہ جواب سن کر بڑی جسارت سے کہا کہ .... آپ نے کھایا ہے؟ مگر امام صاحبؒ اس پر خفا نہیں ہوئے بگڑے نہیں۔ اُسے گھر سے نکال نہیں دیا۔ بلکہ بہت نرمی کے ساتھ اس سے فرمایا کہ بھائی! کسی چیز کا ذائقہ معلوم ہونے کے لئے اس چیز کا کھانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے لئے کچھ قرائن اور علامات بھی ہوتے ہیں جس سے اس کے ذائقہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور وہ علامت اور قرینہ یہ ہے کہ تازہ پاخانہ پر مکھیاں آکر بیٹھتی ہیں اور باسی پر نہیں۔ اور مکھی میٹھی چیز پر آتی ہے کڑوی پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تازہ پاخانہ کا مزہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور باسی کا کڑوا۔ اس نے کہا کہ آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

"آمدم برسرِ مطلب"

پھر اس شخص نے کہا کہ معاف فرمائیے! مجھے پاخانہ کا مزہ معلوم کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ فلاں جگہ شہر میں کچھ لوگ جمع تھے۔ اور وہ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ اس وقت ہمارے شہر میں سب سے زیادہ بُردبار اور حلیم کون ہے۔ سب نے بالاتفاق۔ بیک زبان کہا کہ نعمان بن ثابتؒ ہے۔ پورے شہر میں اس جیسا بردبار حلیم نہیں۔ میں نے ان سے

کہا کہ تم لوگ نعمان بن ثابت کو حلیم کہہ رہے ہو۔ آیا وہ سچ مچ حلیم بھی ہے یا نہیں۔ کبھی تم نے امتحان کیا ہے۔؟

اس پر ان لوگوں نے کہا کہ تم جاکر امتحان کر لو۔ اس لئے میں آپ کا حلم میں امتحان کرنے آیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپ کے بارے میں جو حلیم اور بُردبار ہونا بتایا تھا۔ میں نے اُس سے کہیں زیادہ آپ کو حلیم اور بردبار پایا۔

حلم زینتِ علم

اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء مانگی ہے۔ اَللّٰھم اَغِنِّی بالعلم وزیِّنِّی بالحلم۔ معلوم ہوا کہ علم کے ساتھ ساتھ حلم بھی مطلوب ہے بلکہ حلم، علم کے لئے زینت ہے۔ علم بلا حلم بے رونق ہے۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دھلوی ؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا کہ اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَکَ میں "شرح صدر" سے مراد علم و حلم ہے وھکذا فی بیان القرآن۔ بہرحال! آپ صاحبو نے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی بردباری و حلم دیکھ لیا۔ ملاحظہ فرمالیا۔

حلم و تحالم

اور فرمایا کہ ایک ہوتا ہے حلم (حلیم و بردبار ہونا) اور ایک ہوتا ہے۔ تحالم۔ کہ

بُردبار تو نہیں ہے مگر حلم و بردباری کسی وجہ سے ظاہر کر رہا ہے۔ اور مطلوب حلم ہے نہ کہ تحالم اس لئے کہ حلم اصل وصف ہے۔ حلم میں پائیداری ہے، اور تحالم عارضی ہے۔ اگر ذرا کچھ مزاج کے خلاف دیکھے گا۔ بھڑک اٹھے گا۔ آگ بگولہ ہوجائے گا. برق ورعد ہوجائے گا گرج کڑک شروع کر دے گا۔

تو آج اگر مفتی صاحب سے کوئی مسئلہ معلوم کرنے آتا ہے تو مسئلہ تو بعد میں بتائیں گے یا نہیں بھی بتائیں گے۔ مگر پہلے ہی برق رعد ہو جائیں گے۔ گرج وکڑک شروع کردیں گے ویسے ہی نہیں کہہ رہا! میرے پاس خطوط آتے ہیں۔

امام صاحبؒ کو دیکھو۔ خفا نہیں ہوئے بگڑے نہیں۔ تُرش روئی کا۔ اظہار نہیں کیا۔ امام صاحبؒ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتِ باری تعالیٰ کا خطاب ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

(ترجمہ) بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپؐ اُن کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تُندخُو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہوجاتے سو آپ اِن کو معاف کردیجئے۔ اور آپ اِن کے لئے استغفار کردیجئے۔ (بیان القرآن، پارہ ۴ رکوع ۸)۔

خلافت نامہ

منجانب

حضرت مولانا محمد صفی اللہ خان صاحب مدظلہ العالی

جانشین

حضرت مسیح الامت نور اللہ مرقدہ

بمکرم عزیزم مولوی حافظ قاری محمد ابراہیم صاحب اولگر زید مجدہم
مقیم حال ری یونین (فرانس)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حمد وصلوٰۃ کے بعد اظہار مدعا ہے کہ مکرم عزیزم مولوی قاری محمد ابراہیم صاحب اولگر زید مجدہم مقیم حال ری یونین کا تعلق حضرت اباجی رحمۃ اللہ علیہ سے سالہا سال تک اصلاحی تعلق رہا۔ اور مکاتبت رہی۔ اباجی رح کی خدمت میں اپنی اصلاح باطن کے لئے قیام بھی کیا۔

قبلہ اباجیؒ کے وصال کے بعد موصوف نے بندہ کی جانب رجوع کیا اور بہت مستعدی کے ساتھ اپنی اصلاح پر قائم ہیں۔ اس لئے ان کی ظاہری صلاح وفلاح کو اور سلوک وطریقت کے ذوق ومناسبت کو دیکھ کر احقر توکلاً علی اللہ موصوف کو خلافت واجازتِ بیعت، تلقین وارشاد سے سرفراز کرتا ہے۔ باری تعالیٰ موصوف کو ہر قسم کی برکات سے نوازیں۔ آمین۔

موصوف کو چاہئے کہ ہر اعتبار سے خلق خدا کو نفع پہونچائیں۔ اور اتباع شریعت وسنّت کے ساتھ قبلہ اباجیؒ اور حضرت تھانویؒ کے طریق پر مستقیم رہیں۔ اور دونوں اکابرین کی کتابیں اور ملفوظات کے مطالعہ کا معمول رکھیں۔ اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام۔

احقر محمد صفی اللہ غفرلہٗ

۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

۲۴ر جنوری ۱۹۹۷ء

بروز جمعہ

بقلم احقر عبدالستار خادم افتا مفتاح العلوم

جلال آباد۔ ضلع مظفر نگر۔ الہند

از محمد اولگر ری یونین فرانس

۱۹ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

مکتوب

باسمہٖ تعالیٰ

م۔ محترم المقام پیرومرشد حضرتِ والا دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ت۔ مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

م۔ دیگر احوال یہ ہے کہ آپ حضرتِ والا کی ملاقات اور دیدار کے لئے بندہ جنوری میں حاضر ہوا تھا۔ الحمد للہ اس وقت احقر کو بہت ہی خوشی ہوئی تھی۔ اور بس حضرتِ والا کے دیدار سے احقر کی سفر کی ساری تھکان ہی دور ہو گئی۔

ت۔ یہ تمام فضلِ الٰہی آپ کی نیک نیتی اور اخلاص پر ہے۔

م۔ اب یہاں پر آنے کے بعد احقر سے خط وکتابت کرنے میں دیر ہو گئی ہے۔ جس کی معافی چاہتا ہوں۔ حضرتِ والا معاف فرمائیں۔

ت معافی طلب کرنا تو اِتلافِ حق پر ہوتا ہے۔ آپ نے میرا کوئی حق تلف نہیں کیا! پھر مجھ سے طلب معافی کیسی؟ الحمد للہ بندہ کا دل خوش ہے۔

م۔ دیگر الحمد للہ حضرتِ والا کی توجہات کی برکات سے دوازدہ تسبیحات کی پابندی ہو رہی ہے اور نمازوں کی بھی برابر پابندی ہو رہی ہے۔ اور اوّابین، تہجّد کی پابندی بھی چالو ہے۔ کبھی ہفتہ میں ایک مرتبہ تہجد

چھوٹ جاتی ہے۔ اور روزانہ درود شریف بھی پڑھتا رہتا ہوں۔

ت۔ ماشاء اللہ ان تمام معمولات پر یہ اہتمام اور التزام بردوام دل میں احکام الٰہی کی عظمت ہونے کی دلیل ہے۔ دل خوش ہوا مبارک ہو۔

م۔ آپ حضرت اگر مناسب سمجھیں تو آگے ورد بتلادیں۔

ت۔ اوراد تو بس کافی ہیں اور ان میں بھی صحت اور سہولت ملحوظ ہو۔ البتہ نفس کا احتساب جو کہ لازم سلوک ہے وہ برابر ہوتا رہے بغور اور تقویٰ کا اہتمام آنکھ، کان، زبان کی پوری نگرانی ہوتی رہے۔

م۔ اور احقر کے لئے دعائیں بھی فرمائیں کہ خدائے پاک قبول فرمائیں اور ترقی عطا فرمائیں۔

ت۔ آمین۔

م۔ حضرت والا! اہلیہ محترمہ آپ سے ہی بیعت ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے اس سے بھی برابر پابندی ہو رہی ہے۔ تسبیحات اور فرض نماز دلہا اور اوّابین، چاشت نفلوں کی آپ حضرت دعا فرمائیں۔ خدائے پاک اسے قبول فرمائیں۔

ت۔ توفیق الٰہی سے جب عمل ہو رہا ہے۔ بس قبول ہی ہے۔

م۔ اور اسے زیادہ ترقی عطا فرمائیں۔

ت۔ آمین۔ دل بے حد خوش ہے۔ مبارک۔

م۔ حضرت والا بے ادبی معاف فرمائیں۔

ت۔ یہ جملہ زائد ہے۔ دل خوش ہے۔

م۔ حضرت والا! احقر کے پاس دو بچّے نے حفظ کلام پاک پورا کیا دعا فرمائیں کہ خدائے پاک اس محنت کو قبول فرمائیں۔

ت۔ یہ توفیق الٰہی جب محنت ہوئی قبول ہی ہے۔

م۔ اور بندہ کو اخلاص سے نوازیں۔

ت۔ مدام اخلاص سے نوازتے رہیں۔

ما شاء اللہ آپ کے جملہ حالاتِ محمودہ سے دل خوش ہوا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازیں۔ آمین۔

والسلام

بحمد اللہ تعالیٰ ضیاء السالک جلد اوّل تمام ہوئی۔ اب عنقریب انشاء اللہ ضیاء السالک جلد ثانی ھدیۂ ناظرین کی جائے گی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

احقر (مفتی) عبد الستار

مقیم خانقاہِ مسیحیہ، جلال آباد

حال کا اہتمام

ملفوظ حضرت مسیح الامتؒ

ایک بار حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں تو اپنے حضرت مولانا تھانوی صاحبؒ سے یہ سنا ہے کہ ہر کام میں اسہل واحوط طریق اختیار کرنا چاہئے خواہ مخواہ صعوبت و مشقت میں نہیں پڑنا چاہئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے اگر سواری میں چلنے کے لئے پیسے دیئے تو پھر پیدل کیوں چلے؟ اور اگر اللہ تعالیٰ نے زیادہ پیسے دیئے کہ پوری کار کرایہ پر لے سکتا ہے پھر بس کا انتظار کیوں کرے؟ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اتنے پیسے دیئے کہ اپنی ذاتی کار خرید سکتا ہے تو پھر کرایہ کی کار میں کیوں بیٹھے۔؟

دوسری بات۔ زمانہ تین ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل۔ ماضی کا غم نہیں لہذا اس میں جو ہوا سو ہوا، اس لئے اگر ماضی میں گناہ ہوگیا تھا تو اس سے توبہ کرلو۔ اور خوب جی بھر کر توبہ کرلو اس کے بعد اس گناہ کو مت سوچو بلکہ اس سے بے خیال ہوجاؤ اور اگر کچھ نقصان ہوگیا تھا اس سے سبق حاصل کرلو۔ آئندہ اس سے بچنے کی تدبیر اختیار کرو۔ محض غم کرنے سے کیا فائدہ! اور مستقبل کا فکر نہیں کہ یوں ہو۔ وُوں ہو۔ بس حال کا اہتمام کہ جس کام کا جس وقت جو صحیح طریقہ ہے اس کام کو اس طریقہ سے انجام دینا۔

لہذا اس بیان کا خلاصہ یہ ہوا (۱) تمام کاموں میں اسہل واحوط طریق اختیار کرنا چاہئے (۲) ماضی کا غم نہیں، مستقبل کا فکر نہیں۔ بس حال کا اہتمام۔

تمّت

بیرونی ممالک
میں
ملنے کے پتے

○ مولانا قاری محمد یوسف صاحب بھولا خطیب جامع لوڈی، امریکہ

M.YUSUF BHULA
216- POPLAR STREET LODI - CA-95240
U . S. A .

○ مفتی مسعود ابراہیم صاحب زید مجدہم
جنوبی افریقہ

۱/۲۱۰۹۸

MUFTI MASOOD EBRAHIM
1047 MUNSHI STREET ACTONVILLE , BENONI
1502 GAUTENG, REPUBLIC OF SOUTH AFRICA,
TEL. (R) 0027 114211640
(S) 0027 118286017

○ مولوی محمد اسحٰق صاحب زید مجدہم پاکستان

MOLVI MOHD. ISHAQ SAHAB
IDARA ISLAMIA ASHRAFIA, POST BOX- 430,
RAILWAY ROAD, MULTAN (PAKISTAN)

